عمران سیریز
ریڈ سٹون
ظہیر احمد

عمران سیریز نمبر 22

ریڈ سٹون

مکمل ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

عمران نے کار ہوٹل پیراڈائز کی پارکنگ میں روکی اور انجن بند کر کے کار سے نکل آیا۔ اس نے کار لاک کی اور پارکنگ بوائے سے ٹوکن لے کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے ہلکے نیوی کلر کا ٹو پیس سوٹ پہن رکھا تھا جو اس پر بہار دکھا رہا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر وہی ازلی حماقتوں کی آبشار بہہ رہی تھی۔ دروازے کے سامنے ایک باوردی دربان مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔ اس نے عمران کو آتے دیکھ کر ادب سے دروازہ کھول دیا۔

"ارے۔ ارے۔ دروازہ مت کھولو۔ پہلے میں تم سے دو دو ہاتھ میرا مطلب ہے دو باتیں کر لوں۔ پھر اندر جاؤں گا"۔ عمران نے اس کے قریب آکر رکتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے۔ لیکن صاحب"۔ دربان نے کچھ کہنا چاہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ تم سے۔ دروازہ تو چھوڑو"۔ عمران نے کہا تو

دربان نے دروازہ بند کر دیا۔

"فرمائیں"۔ دربان نے حیرت بھری نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"فرماتا ہوں۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کیا تم مجھے جانتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ شاید میں آپ کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں"۔ دربان نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اچھا یہ بتاؤ اگر میں تمہیں کبھی دوبارہ نظر آؤں تو کیا تم مجھے پہچان لو گے"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"جی صاحب۔ میں گل خان ہوں اور گل خان ایک بار جسے دیکھ لیتا ہے اس کا چہرہ برسوں تک نہیں بھولتا"۔ دربان نے جلدی سے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت غلط بات ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہیں راستے سے ہٹانا پڑے گا"۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر گل خان بے اختیار چونک پڑا۔ عمران کی بڑبڑاہٹ ایسی تھی جو اس نے آسانی سے سن لی تھی۔

"راستے سے ہٹانا پڑے گا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں صاحب"۔ گل خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ یہ بتاؤ تمہاری جیب میں اس وقت کتنے روپے

ہیں"۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"روپے۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ گل خان نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔

"بتاتا ہوں۔ پہلے بتاؤ تو سہی کہ کتنے روپے ہیں تمہارے پاس"۔ عمران نے کہا۔

"یہی کوئی سو دو سو ہوں گے۔ مگر آپ"۔ گل خان نے کہا۔

"سو دو سو۔ اس کا مطلب ہے اس ہوٹل میں بیٹھ کر میں صرف ایک کافی ہی پی سکتا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں"۔ گل خان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر میں کہوں کہ تمہارے پاس جو روپے ہیں وہ مجھے دے دو تو پھر"۔ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو دے دوں۔ کیا مطلب"۔ گل خان نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔ وہ عمران کی جانب یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"میں دو گھنٹوں کے لئے ہوٹل میں جانا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھے دو سو روپے دو گے تو میں ہر ایک منٹ کے بعد تمہارے دو سو روپوں کے ساتھ دو سو روپوں کا اضافہ کرتا رہوں گا۔ ایک گھنٹے میں ساٹھ منٹ ہوتے ہیں اور دو گھنٹوں میں ایک سو بیس۔ اب تم خود سوچو کہ اگر میں تمہیں ہر منٹ کے حساب سے دو سو روپے دوں گا تو

"تم دو گھنٹوں میں کتنی رقم کے مالک بن جاؤ گے"۔ عمران نے کہا۔

"چ۔ چوبیس۔ چوبیس ہزار"۔ گل خان کے منہ سے حیرت کی شدت سے نکلا جیسے اس نے دل ہی دل میں حساب کر لیا ہو۔

"گڈ۔ حساب میں بہت تیز معلوم ہوتے ہو"۔ عمران نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن صاحب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ مجھے دو سو کے بدلے میں چوبیس ہزار کیوں دیں گے"۔ گل خان نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی جیسے اسے عمران کی باتوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"گڈ۔ سوال تو اچھا ہے۔ لیکن اگر تم اس کیوں کو یہیں رہنے دو تو اچھا ہے"۔

"صاحب لگتا ہے آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں"۔ گل خان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مذاق۔ کیوں۔ تم میری ساس کے ماموں کے بیٹے ہو جو میں تم سے مذاق کروں گا"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ مجھے دو سو کے بدلے چوبیس ہزار کیوں دے رہے ہیں"۔ گل خان نے سر جھٹک کر کہا جیسے واقعی اسے عمران کی باتوں کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"رہے نا گھامڑ کے گھامڑ۔ کیا۔ کیوں۔ کیسے۔ بس انہی تین لفظوں میں الجھے رہنا۔ خاموشی سے مالی فائدہ اٹھانے کی کوشش کبھی نہ کرنا۔ ٹھیک ہے۔ دو گھنٹوں میں چوبیس ہزار نہیں کمانا

چاہتے تو نہ کماؤ۔ مجھے کیا۔ میں کسی اور سے بات کر لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کسی اور کے پاس دو ہزار روپے ہوں تو میں اسے ان دو ہزار کے بدلے اگلے دو گھنٹوں میں دو لاکھ چالیس ہزار روپے دے دوں۔ یعنی ہر منٹ کے دو ہزار"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو گل خان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"آپ کو جو رقم دے گا آپ اسے اتنی رقم کے برابر ہر منٹ بعد دگنی رقم دیں گے"۔ گل خان نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں مقدر آزما لو۔ اگر مجھے اندر دو گھنٹوں سے زیادہ وقت لگ گیا تو تمہاری رقم اور بڑھ جائے گی"۔ عمران نے اسے مزید لالچ دیتے ہوئے کہا۔ اب تو گل خان کے چہرے پر تذبذب کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

"اوہ۔ شاید تمہیں خدشہ ہے کہ میں تمہارے دو سو روپے لے کر بھاگ جاؤں گا۔ اگر ایسی بات ہے تو یہ لو میری کار کا ٹوکن۔ اسے اپنے پاس رکھ لو۔ دو گھنٹوں بعد مجھ سے چوبیس ہزار لینا اور پھر یہ ٹوکن مجھے لوٹا دینا"۔ عمران نے جیب سے ٹوکن نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو گل خان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس نے عمران سے ٹوکن لیا اور غور سے دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ یہ تو ہماری پارکنگ کا ٹوکن ہے"۔ گل خان نے کہا۔

"ہاں۔اور پارکنگ میں میری نئے ماڈل کی کار موجود ہے جس کی قیمت دس لاکھ ہے۔اس کارڈ کو تم بے شک اپنے پاس رکھ لو۔اگر دو گھنٹوں بعد میں تمہیں دو سو کے بدلے چوبیس ہزار نہ دوں تو تم میری کار رکھ لینا۔یہ لو کار کی چابی بھی رکھ لو۔اب تو تمہیں مجھ پر یقین آجانا چاہئے"۔عمران نے جیب سے کار کی چابی نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔اس کی کیا ضرورت تھی صاحب۔مجھے آپ پر یقین ہے۔آپ یہ کارڈ اور چابی رکھیں۔میں آپ کو روپے دے دیتا ہوں"۔گل خان نے جلدی سے کہا۔

"نہیں۔یہ دونوں چیزیں تم اپنے پاس ہی رکھو میں واپسی پر تم سے لے لوں گا۔تم بس مجھے روپے دے دو"۔عمران نے کہا تو گل خان نے سرہلا کر کارڈ اور چابی اپنی جیب میں رکھ لی۔

"صاحب۔میرے پاس پانچ سو ہیں۔کیا دو گھنٹوں بعد آپ مجھے ساٹھ ہزار دیں گے"۔گل خان نے جیب سے سو سو کے پانچ نوٹ نکالتے ہوئے کہا تو عمران نے فوراً نوٹ جھپٹ لئے۔

"ہاں۔کیوں نہیں۔یہ نوٹ میرے اور دو گھنٹوں کے بعد ساٹھ ہزار تمہارے"۔عمران نے نوٹ جلدی سے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو گل خان کا چہرہ کھل اٹھا۔

"کیا میں اب دروازہ کھولوں"۔گل خان نے کہا۔

"ہاں۔ہاں۔جلدی کرو۔ان پانچ سو سے تو میں اندر بیٹھ کر

اب کھانا بھی کھا سکتا ہوں"۔عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو گل خان ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کیا کہا آپ نے"۔گل خان نے کہا۔

"کچھ نہیں۔جلدی کرو دروازہ کھولو۔بھوک سے میری جان نکلی جا رہی ہے"۔عمران نے کہا تو گل خان نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔دروازہ کھلتے ہی عمران تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ہال بھرا ہوا تھا۔لوگ کھانے پینے کے ساتھ ساتھ خوش گپیوں میں بھی مصروف نظر آرہے تھے۔عمران ٹہلنے کے انداز میں ہال میں گھومتے ہوئے ان سب کو یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے وہ پہلی بار لوگوں کو ہوٹل میں کھانا کھاتے دیکھ رہا ہو۔

"صاحب"۔اچانک عمران کے کانوں میں ایک آواز پڑی تو وہ رک گیا۔اس نے تیزی سے مڑ کر دیکھا اس کے عقب میں ایک باوردی ویٹر کھڑا تھا۔

"تم نے مجھے صاحب کہا ہے"۔عمران نے اس کی طرف احمقانہ انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"۔ویٹر نے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔اچھا۔اچھا۔تھینک یو۔میری جیب میں پانچ سو۔مم۔میرا مطلب ہے پانچ ہزار روپے ہیں۔میں واقعی صاحب ہوں۔کیوں کیا بات ہے"۔عمران نے اکڑ کر کہا تو اس کی بات سن کر ویٹر مسکرا دیا۔

"آپ اس طرف آجائیں۔یہاں چند میزیں خالی ہیں"۔ ویٹر نے دائیں طرف چند خالی میزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا"۔ عمران نے کہا اور اکڑ کر چلتا ہوا ایک خالی میز کے پاس آگیا۔

"کیا میں بیٹھ جاؤں"۔ عمران نے مڑ کر ویٹر سے پوچھا جو اس کے ساتھ تھا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ویٹر کی اجازت سے بیٹھنا چاہتا ہو۔

"جی صاحب۔شوق سے"۔ ویٹر نے کہا۔

"شش۔شوق سے۔مگر میں تو اکیلا ہوں۔شوق صاحب تو میرے ساتھ تشریف نہیں لائے"۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔میرا مطلب ہے آپ بیٹھ جائیں"۔ ویٹر نے جلدی سے کہا۔

"کہاں بیٹھوں۔کرسی پر یا میز پر"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔ ایک لمحے کے لئے ویٹر کے چہرے پر حیرت ابھری پھر اس نے فوراً ہی خود کو نارمل کر لیا۔اسے یوں لگ رہا تھا جیسے عمران پہلی بار کسی ہوٹل میں آیا ہو۔اس نے میز کے نیچے سے کرسی نکال لی۔

"اس پر بیٹھیں جناب"۔ ویٹر نے کہا تو عمران تیزی سے کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو ویٹر اسے کرسی پر بیٹھنے سے منع کر دے گا۔

"شکریہ۔تم نہیں بیٹھو گے"۔ عمران نے معصومیت سے کہا۔

"نہیں صاحب۔میں ویٹر ہوں۔میں آپ کو سروس دوں گا"۔ ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سروس۔کیا مطلب۔کیا یہ سروس اسٹیشن ہے۔کیا تم مجھے یہاں بیٹھا کر نہلانا چاہتے ہو۔مگر میں تو اسے ہوٹل سمجھ کر اندر آیا تھا"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں صاحب۔یہ سروس اسٹیشن نہیں ہے۔یہ ہوٹل ہی ہے"۔ ویٹر نے جلدی سے کہا۔

"لیکن ابھی تو تم نے کہا تھا کہ تم میری سروس کرو گے۔سروس تو ورکشاپ میں کاروں وغیرہ کی کی جاتی ہے"۔ عمران نے کہا تو ویٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں کھانے کی سروس کی بات کر رہا تھا صاحب"۔ ویٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔اب کھانے بھی سروس ہو کر آتے ہیں۔اگر کھانوں کی سروس ہوتی ہے تو ان میں سے وٹامنز، پروٹین اور نمکیات وغیرہ تو دھل جاتے ہوں گے"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں تھا۔

"چھوڑیں صاحب۔آپ فرمائیں کہ آپ کیا لیں گے"۔ ویٹر نے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔شاید اسے عمران کی احمقانہ باتوں سے الجھن شروع ہو گئی تھی۔

"تم کیا دو گے"۔ عمران نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں"۔ ویٹر نے حیران ہو کر کہا۔

"تم لین دین کی بات کر رہے ہوں ناں۔ جو مرضی دے دو۔ میں کسی کو نہیں بتاؤں گا کہ اس ہوٹل کے تہہ خانوں میں کیا ہوتا ہے"۔ عمران نے رازدارانہ لہجے میں کہا تو ویٹر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ ایک لمحے کے لئے تاریک پڑ گیا تھا مگر اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

"کیا ہوتا ہے تہہ خانوں میں"۔ ویٹر نے گھورتے ہوئے کہا۔

"بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے پیٹ پوجا پھر کام دوجا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا لاؤں آپ کے لئے"۔ ویٹر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میری جیب میں صرف پانچ ہزار روپے ہیں۔ اس رقم سے جو آ سکتا ہے لے آؤ"۔ عمران نے کہا تو ویٹر نے جیب سے مینو کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"آپ اپنی پسند بتائیں"۔ ویٹر نے سر جھٹک کر کہا۔

"میری پسند تو لاکھوں بلکہ کروڑوں میں ایک ہے۔ مگر افسوس وہ مجھے لفٹ ہی نہیں کراتی۔ میں جب بھی اس سے اس کی کار میں لفٹ مانتا ہوں وہ مجھے بری طرح سے دھتکار دیتی ہے اور مجھے بجبوراً سڑکوں اور بازاروں میں پیدل ہی جوتیاں چٹخانا پڑتی ہیں"۔ عمران نے ایک سرد آہ بھر کر ناکام عاشقوں کے سے انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ آپ کدھر کی باتیں کدھر لے جاتے ہیں۔ میں کسی

لڑکی کی پسند نہیں پوچھ رہا آپ سے۔ یہ بتائیں آپ کھانے میں کیا پسند کریں گے"۔ ویٹر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ تم کھانے کی بات کر رہے ہو۔ کھانا تو کھانا ہی ہوتا ہے۔ اس میں پسند اور ناپسند کیا۔ تم سے کہا ہے ناں میرے پاس پانچ ہزار روپے ہیں اس میں جو لا سکتے ہو لے آؤ"۔ عمران نے کہا تو ویٹر نے سر جھٹک کر مینو کارڈ اٹھایا اور برا سا منہ بناتا ہوا پلٹ گیا۔ عمران اسے جاتے دیکھ کر یوں منہ چلانے لگا جیسے جگالی کر رہا ہو۔

ان دنوں چونکہ وہ فارغ تھا اس لئے اپنا وقت وہ اسی قسم کی حرکتیں کر کے گزارتا تھا۔ یہ ہوٹل چونکہ نو تعمیر شدہ تھا اور یہاں اعلیٰ اور معیاری کھانوں کا خاصا شہرہ ہو چکا تھا اس لئے عمران نے رات کا کھانا اس ہوٹل میں کھانے کا پروگرام بنایا تھا۔ وہ چونکہ جانتا تھا کہ یہ ہوٹل رکھ رکھاؤ اور معیار کو خاص ترجیح دیتا ہے اس لئے یہاں امراء اور پوش طبقے کے افراد ہی آ سکتے تھے۔ عام آدمی کو تو اس ہوٹل میں گھسنے ہی نہیں دیا جاتا تھا اس لئے عمران ٹیکنی کلر لباس پہننے کی بجائے بہترین سوٹ میں یہاں آیا تھا جہاں کھانے کھانے کے ساتھ وہ اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر بھرپور تفریح کرنا چاہتا تھا۔ ویٹر نے چند ہی لمحوں میں اسے چار مختلف قسم کی ڈشز سرد کر دی تھیں۔ عمران نے خاموشی سے کھانا کھانا اور پھر ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔ اسی لمحے وہی ویٹر فوراً اس کے سر پر آ دھمکا۔

"کچھ اور لاؤں صاحب"۔ ویٹر نے خوش اخلاقی سے کہا۔

"ایک ہاٹ کافی اور اس کے بعد بل"۔ عمران نے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز پر موجود برتن سمیٹے اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمران کو ہاٹ کافی سرو کر دی۔ عمران کافی سپ کرنے لگا۔

"بل لائے ہو"۔ عمران نے ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور بل عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے بل دیکھے بغیر جیب سے وہی سو سو کے پانچ نوٹ نکالے جو اس نے ہوٹل کے دربان سے اینٹھے تھے اور بل پر رکھ دیئے۔ ویٹر حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"مگر صاحب"۔ ویٹر نے کچھ کہنا چاہا۔

"باقی تم رکھ لینا"۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور کافی کا آخری گھونٹ بھر کر مگ میز پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"صاحب۔ میری بات تو سنیں"۔ ویٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بات سنائی نہیں کہی جاتی ہے۔ سنانے کے لئے راگ، غزلیں اور بھیرویاں ہوتی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"مم۔ مگر صاحب۔ یہ بل"۔ ویٹر نے جلدی سے کہا۔

"بل۔ کون سا بل۔ بجلی کے بل یا چوہے کے بل کی بات کر رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"صاحب۔ آپ نے بل کم دیا ہے"۔ ویٹر نے میز سے بل اٹھا کر

فوراً عمران کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"بل کم دیا ہے۔ کیا بات کر رہے ہو۔ میں نے گن کر تمہیں پورے پانچ نوٹ دیئے ہیں اور میں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس میں سے جو بچے وہ تم رکھ لینا"۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ آپ کا بل پانچ سو کا نہیں ہے صاحب۔ آپ نے جو کھانا کھایا ہے اور کافی پی ہے کل ملا کر چار ہزار سات سو اسی روپے بنتے ہیں"۔ ویٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا چار ہزار سات سو اسی روپے"۔ عمران نے بلند آواز میں کہا تو ہال میں بیٹھے ہوئے سب لوگ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"جی صاحب۔ آپ کا اتنا ہی بل ہے۔ دیکھ لیں"۔ ویٹر نے بل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بل کو دیکھنے لگا۔

"نہیں۔ نہیں۔ یہ بل میرا نہیں ہو سکتا۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ تم کسی اور کا بل مجھے دے رہے ہو"۔ عمران نے بل اسے واپس کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں صاحب۔ یہ آپ کا ہی بل ہے"۔ ویٹر نے کہا۔

"میرا بل۔ میں نے دو لقمے کھائے ہیں اور ایک مگ کافی کا پیا ہے اور تم مجھے آدھے ہال کا بل دے رہے ہو۔ یہ کہاں کی شرافت ہے بھائی"۔ عمران نے کہا۔

"ہمارے ہوٹل کے ریٹس مقرر ہیں صاحب۔ آپ نے ہی کہا تھا کہ آپ کے پاس پانچ ہزار روپے ہیں اور اس رقم میں، میں آپ کے لئے جو لا سکتا ہوں لے آؤں"۔ ویٹر نے کہا۔

"پانچ ہزار۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے یا تم اونچا سنتے ہو۔ ارے پانچ ہزار تک تو مجھے گنتی بھی نہیں آتی۔ پھر میرے پاس پانچ ہزار کہاں سے ہو سکتے ہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس صرف پانچ سو روپے ہیں۔ ان پانچ سو میں تم میرے لئے جو لا سکتے ہو لے آؤ۔ اب تم مجھے پانچ ہزار روپے سنا رہے ہو۔ کہاں ہے تمہارا مینجر۔ میں اس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ تم جیسے بہرے بیروں کو رکھتا ہی کیوں ہے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو ویٹر کا رنگ اڑ گیا۔

"مم۔ مم۔ مگر صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔ ویٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی جو تم سن رہے ہو"۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ میری بات سنیں۔ آپ نے مجھے پانچ ہزار روپوں کا بتایا تھا"۔ ویٹر نے رونی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی بات۔ بلاؤ اپنے مینجر کو۔ ابھی بلاؤ"۔ عمران نے اور زور سے چیختے ہوئے کہا تو لوگ اس کی طرف دیکھ کر برے برے منہ بنانے لگے۔

"کیا بات ہے صاحب۔ آپ اس طرح کیوں چیخ رہے ہیں"۔

ایک اور ویٹر نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات تھے۔

"آپ کی تعریف"۔ عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں ان ویٹروں کا ہیڈ ہوں۔ مجھے بتائیں کیا بات ہے"۔ ہیڈ ویٹر نے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ ان کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ تو سنیئے ہیڈ ماسٹر صاحب۔ میں نے آپ کے ویٹر سے کہا تھا کہ میرے پاس صرف پانچ سو روپے ہیں۔ ان پانچ سو روپوں میں یہ مجھے دال روٹی کھلا دے۔ اس نے پہلے مجھے بڑے ادب سے میز پر بٹھایا پھر میرے سامنے انواع و اقسام کے کھانے لگا دیئے۔ میں تین روز سے بھوکا تھا۔ اتنے سارے کھانے پانچ سو روپوں میں آتے دیکھ کر میں خوش ہو گیا کہ چلو دارالحکومت میں کوئی تو ایسا ہوٹل ہے جہاں اتنے سستے کھانے مل جاتے ہیں۔ میں نے کھانا کھایا اور پھر کافی پی۔ جب میں نے بل منگوایا تو اس نے میرے سامنے کسی اور کا بل لا کر رکھ دیا۔ اب آپ خود ہی بتائیں میرے پاس صرف پانچ سو روپے تھے جو میں نے اسے دے دیئے ہیں۔ یہ کہہ رہا ہے کہ بل چار ہزار سات سو اسی روپے کا ہے۔ اب میں باقی چار ہزار دو سو اسی روپے کہاں سے لاؤں"۔ عمران نے معصوم سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں کریم داد۔ صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں"۔ ہیڈ ویٹر نے دوسرے ویٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نہیں سر۔ انہوں نے مجھے پانچ ہزار کے بارے میں بتایا تھا"۔ ویٹر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھیں مسٹر۔ یہ ہمارا پرانا ویٹر ہے۔ یہ جھوٹ نہیں بولتا۔ آپ براہ کرم باقی رقم ادا کریں اور جائیں یہاں سے"۔ ہیڈ ویٹر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"پھر وہی گدھے کی تین ٹانگیں۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے پانچ ہزار روپے کا کھانا منگوایا ہی نہیں تو پھر"۔ عمران نے کہا۔

"محترم۔ میری بات سنیں۔ قریبی میز پر بیٹھے ایک خوش پوش نوجوان نے اٹھ کر قریب آتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ فرمائیں"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے خود سنا تھا آپ نے ویٹر کو پانچ ہزار روپے کا بتایا تھا"۔ اس شخص نے کہا۔

"لو کر لو بات۔ شاید اسے کہتے ہیں میں کون تو خواہ مخواہ"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"دیکھیں مسٹر۔ اب گواہی مل گئی ہے اس لئے آپ کے لئے بہتر ہو گا کہ آپ پورا بل ادا کریں ورنہ......"۔ ہیڈ ویٹر نے عمران کو دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

"ورنہ۔ ورنہ کیا"۔ عمران نے ہاتھ نچا کر کہا۔

"ورنہ ہمیں بل وصول کرنا آتا ہے"۔ ہیڈ ویٹر نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ وہ کیسے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ چلیں پھر آپ کو ہم بتاتے ہیں کہ ہم بل کیسے وصول کرتے ہیں"۔ ہیڈ ویٹر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہ چلوں تو پھر"۔ عمران نے ڈرے ڈرے سے انداز میں کہا۔

"تو ہم تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے"۔ ویٹر نے اپنی جان خلاصی ہوتے دیکھ کر اکڑتے ہوئے کہا۔

"اٹھانے کے لئے کسی کرین کا بندوبست کر رکھا ہے کیا"۔ عمران نے کہا۔

"کرین کی کیا ضرورت ہے۔ ہم ہی کافی ہیں تمہارے لئے"۔ ہیڈ ویٹر نے کہا۔ اس نے اشارہ کیا تو تین ویٹر تیزی سے وہاں آگئے۔

"اسے اٹھاؤ اور لے جا کر کچن میں پھینک دو۔ رات سے صبح اور صبح سے رات تک کے تمام برتن یہ اکیلا دھوئے گا"۔ ہیڈ ویٹر نے کہا تو ان ویٹروں نے فوراً عمران کو پکڑ لیا اور اسے گھسیٹنے والے انداز میں وہاں سے لے جانے لگے۔

"ارے۔ ارے۔ کیا کر رہے ہو نامرادو۔ دن دیہاڑے اور وہ بھی پبلک کے سامنے مجھے اغوا کر رہے ہو۔ بچاؤ۔ بچاؤ"۔ عمران نے ان کے ہاتھوں میں مچلتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تم سب بیٹھے دانت نکال رہے ہو۔ خدا کا خوف کرو اور میری مدد کرو۔ تم سب کی آنکھوں کے سامنے ایک جوان مرد کو اغوا کیا جا رہا ہے اور تم ہنس رہے ہو"۔ عمران نے بری طرح سے چیختے

ہوئے کہا تو لوگوں کی مسکراہٹیں اور گہری ہو گئیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"۔ اچانک ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک کر اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے۔ سامنے گیلری کے ساتھ دائیں طرف کونے والے کمرے کے دروازے پر ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا جس کے چہرے پر حیرت اور غصے کے تاثرات تھے۔

"سر۔ یہ کھانا کھا کر بل ادا نہیں کر رہا۔ ہم اس سے برتن دھلوانے کے لئے کچن میں لے جا رہے ہیں"۔ ہیڈ ویٹر نے جلدی سے اس شخص کے قریب جاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ جھوٹ بول رہے ہیں جناب۔ میں نے ان کو روپے دے دیئے ہیں۔ مجھے آپ کے گنجے سر کی قسم"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا تو لوگ بے اختیار ہنس پڑے جبکہ گنجے ہونے کا سن کر ادھیڑ عمر کے چہرے پر موجود غصہ اور بڑھ گیا۔

"ہونہہ۔ اسے لاؤ میرے کمرے میں۔ میں اس سے خود بات کروں گا"۔ ادھیڑ عمر نے غصیلے لہجے میں کہا اور مڑ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"چلو۔ اب مینجر صاحب تمہاری خود ہی خبر لیں گے۔ ان کے سامنے تو اچھے اچھوں کی اکڑ نکل جاتی ہے"۔ ہیڈ ویٹر نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ پھر تم مجھے اس کے پاس مت لے جاؤ۔ اس سے تو اچھا ہے کہ میں کچن میں جا کر برتن صاف کر لوں"۔ عمران نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اب تمہیں مینجر صاحب نے دیکھ لیا ہے۔ اب اگر ہم تمہیں ان کے پاس نہ لے گئے تو وہ ہمیں نوکری سے نکال دیں گے"۔ ہیڈ ویٹر نے کہا۔

"چلو بھائی۔ اگر قسمت میں مرنا ہی لکھا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ان کے ساتھ مینجر کے کمرے کی طرف چلنے لگا۔ اچانک گل خان بھاگتا ہوا ان کے پاس آگیا اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"کیا ہوا گل خان۔ تم یہاں کیوں آ گئے ہو"۔ ہیڈ ویٹر نے اس سے کہا۔

"ان صاحب نے مجھ سے پانچ سو روپے لئے تھے اور کہا تھا کہ یہ دو گھنٹوں کے بعد مجھے ساٹھ ہزار روپے دیں گے"۔ گل خان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا کہا۔ پانچ سو لئے تھے اور پانچ سو کے بدلے یہ تمہیں ساٹھ ہزار دینے والا تھا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ ہیڈ ویٹر نے کہا تو گل خان نے اسے ساری بات بتا دی جسے سن کر ہیڈ ویٹر اور دوسرے ویٹرز بھی حیران رہ گئے۔ گل خان نے کار کی چابی اور پارکنگ کا ٹوکن ہیڈ ویٹر کو دے دیا۔

"اوہ۔ یہ تو کوئی بہت بڑا اٹھائی گیرا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس کے پاس نئے ماڈل کی کار کہاں سے آئی"۔ ہیڈ ویٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چوری کی ہے"۔ عمران نے فوراً کہا تو ان کے چہرے پھر بدل گئے۔

"لے چلو اسے مینجر کے پاس۔ اب تو تم کسی بھی طرح سے نہیں بچ سکو گے"۔ ہیڈ ویٹر نے عمران کی کلائی پکڑ کر اسے مینجر کے کمرے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کیا تمہارا مینجر تھانیدار ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ شہر کے تمام تھانیدار اس کے سامنے پانی بھرتے ہیں"۔ ہیڈ ویٹر نے کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے شہر بھر کے نلکوں کا پانی ختم ہو جاتا ہے۔ بے چارے تھانیدار مینجر کے ہوٹل کے لئے پانی جو بھرتے رہتے ہیں"۔ عمران بھلا کہاں چپ رہنے والا تھا۔ ہیڈ ویٹر اسے کھینچتا ہوا مینجر کے کمرے میں لے آیا جو اونچی پشت والی کرسی پر بڑے غصے سے بیٹھا تھا۔

"یہ بہت بڑا کریمنل ہے سر۔ اس نے باہر گل خان سے بھی پانچ سو روپے ہتھیا لئے تھے اور یہ کسی کی کار بھی چوری کر لایا ہے جو ہماری پارکنگ میں موجود ہے"۔ ہیڈ ویٹر نے مینجر کو عمران کے جرائم کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں اسے خود دیکھ لوں گا"۔ مینجر نے عمران کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو ہیڈ ویٹر اور دوسرے ویٹرز عمران کو وہیں چھوڑ کر کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ مینجر نے میز کے نیچے لگا ہوا کوئی خفیہ بٹن پریس کیا تو کمرے کا دروازہ خودکار طریقے

سے بند ہو گیا اور ساتھ ہی اسے لاک لگ گیا۔

"تھانیدار صاحب۔ آپ کے خوف سے میری ٹانگیں لرز رہی ہیں اگر اجازت ہو تو میں کرسی پر بیٹھ جاؤں"۔ عمران نے جان بوجھ کر ٹانگیں لرزاتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ"۔ مینجر نے خلاف توقع بڑے نرم لہجے میں کہا تو عمران شکریہ کہہ کر فوراً اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ مینجر غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عمران کے لئے شناسائی کی چمک تھی جسے عمران بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔ مینجر نے چند لمحے توقف کے بعد عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مسٹر ٹمبکٹو"۔ عمران نے کہا۔

"مسٹر ٹمبکٹو۔ کیا مطلب۔ یہ کیسا نام ہے"۔ مینجر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بڑا خوبصورت نام ہے۔ مجھے تو بہت پسند ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہارا اصلی نام کیا ہے"۔ مینجر نے کہا۔

"یہی میرا اصلی نام ہے۔ یقین نہیں آتا تو میرے جاہ و جلالی ڈیڈی سے پوچھ لو"۔ عمران نے کہا۔

"کیا تم مجھے جانتے ہو"۔ مینجر نے سر جھٹک کر غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں جانتا ہوں" ۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو مینجر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا جانتے ہو ۔ کون ہوں میں" ۔ مینجر نے تیز لہجے میں کہا۔

" تم اس ہوٹل کے مینجر ہو ۔ ہوٹل کے ویٹرز تمہیں یہاں کا تھانیدار مانتے ہیں اور تم سر سے گنجے اور عقل سے پیدل ہو" ۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" میں تمہیں عقل سے پیدل نظر آتا ہوں" ۔ مینجر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم نے جس قدر گھٹیا میک اپ کر رکھا ہے اس سے تم آسانی سے کسی کی بھی پہچان میں آسکتے ہو ۔ احمق آدمی" ۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کک ۔ کیا ۔ میں اس میک اپ میں آسانی سے پہچانا جا سکتا ہوں ۔ اوہ ۔ مگر ۔ یہ کیسے ممکن ہے ۔ میں پچھلے کئی روز سے اسی میک اپ میں ہوں مگر مجھے کسی نے نہیں پہچانا ۔ پھر آپ" ۔ مینجر نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہارے چہرے کا رنگ اور ہے، تمہارے کانوں کا رنگ اور، اور تمہاری ایک آنکھ سے لینز بھی غائب ہے ۔ اس کے علاوہ تمہارے ہاتھوں کا میک اپ بھی تمہارے چہرے کی رنگت سے میل نہیں کھاتا ۔ اس قدر اوپن نشانیوں کے باوجود کسی نے تمہیں نہیں پہچانا ۔ اس پر تو مجھے حیرت ہو رہی ہے" ۔ عمران نے کہا۔

" لینز ۔ اوہ ۔ میں نے واش روم میں جا کر اپنا منہ ہاتھ دھویا تھا ۔ شاید لینز وہیں گر گیا ہو گا" ۔ مینجر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ تمہاری ذرا سی بے احتیاطی تمہیں موت کے منہ میں بھی لے جا سکتی تھی" ۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" لیکن صاحب" ۔ مینجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

" صاحب کے بچے ۔ میں نے تمہیں پیراڈائز کلب کے مینجر کی جگہ لینے بھیجا تھا پھر تمہارا یہاں آنے کا کیا مقصد ہے" ۔ عمران نے کہا۔

" پیراڈائز کلب ۔ لیکن صاحب ۔ میں نے تو پیراڈائز ہوٹل کا سنا تھا" ۔ مینجر نے فوراً کہا۔

" لگتا ہے تمہارے دماغ کے ساتھ ساتھ تمہارے کانوں کی بھی دھلائی کرانی پڑے گی ۔ اس کا آسان حل یہ ہے کہ ایک موٹا تار لے کر ایک کان میں ڈال کر دوسرے کان سے نکال دیا جائے ۔ کیا خیال ہے کروں ایسا" ۔ عمران نے کہا۔

" بڑا ہی غلط خیال ہے ۔ بہرحال میں آپ کو ایک چیز دکھاتا ہوں اسے دیکھ کر آپ کے تمام گلے شکوے ختم ہو جائیں گے" ۔ مینجر نے کہا اور اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے شیشے کا بنا ہوا ایک چوکور سا ٹکڑا نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا ۔ شیشے کا باکس نما یہ ٹکڑا چار انچ لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا ۔ اس میں ایک سیاہ رنگ کا پتھر تھا ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس سیاہ پتھر کو خاص طور پر اس شیشے کے باکس میں فکس کیا گیا ہو۔

"یہ کیا ہے"۔ عمران نے باکس اٹھا کر اسے حیرت بھری نظروں سے الٹا پلٹا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ باکس میں کوئی جھری یا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا تھا۔ شاید اس سیاہ پتھر کو شیشے کے باکس نما ٹکڑے میں رکھ کر ڈھالا گیا تھا۔

"آر ایس ٹو"۔ مینجر نے کہا۔

"آر ایس ٹو۔ کیا مطلب"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آر ایس ٹو کیا ہے یہ تو مجھے معلوم نہیں لیکن یہ ضرور معلوم ہے کہ شیشے میں موجود اس سیاہ پتھر کو آر ایس ٹو کا نام دیا گیا ہے"۔ مینجر نے کہا جو اصل میں سلیمان تھا اور اس نے مینجر کا میک اپ کر رکھا تھا۔

عمران کو چند خفیہ اطلاعات ملی تھیں کہ پیراڈائز کلب میں چند مشکوک غیر ملکیوں کو آتے جاتے دیکھا گیا ہے جو کلب کے مینجر کے پاس جاتے تو خالی ہاتھ تھے مگر واپسی میں ان کے پاس سیاہ بریف کیس ہوتے تھے۔ وہ روزانہ وہاں جاتے تھے اور دن میں مینجر آٹھ دس بریف کیس انہیں دے دیتا تھا جنہیں لے کر وہ نکل جاتے تھے۔ ان کا پراسرار انداز اور بریف کیسوں کی روزانہ وصولی نے انہیں مشکوک بنا دیا تھا۔ پہلے تو عمران نے سوچا کہ وہ پیراڈائز کلب کے مینجر پر ہاتھ ڈال دے یا پھر ٹائیگر سے کہہ کر اس کی نگرانی کرائے مگر پھر اسے اطلاع ملی کہ مینجر تو تالاب کی ایک چھوٹی سی مچھلی ہے جس تک بریف کیس خفیہ طور پر پہنچائے جاتے ہیں۔ مینجر کا کام صرف

اس حد تک تھا کہ وہ ان بریف کیسوں کو وصول کرے اور آنے والے غیر ملکیوں کو دے دے۔ اس کے لئے اس نے کیا طریقہ اختیار کر رکھا تھا اور ان بریف کیسوں میں کیا تھا اس کے لئے عمران نے ٹائیگر یا سیکرٹ سروس کے ممبرز کو آگے کرنے کی بجائے سلیمان کو مامور کر دیا تھا تاکہ وہ پیراڈائز کلب میں اپنی جگہ بنائے اور ان سب کی خفیہ نگرانی کرتا رہے۔

ایسی ڈیلنگ چونکہ عام طور پر وہ ڈرگز یا پھر معمولی نوعیت کے اسلحے کے سلسلے میں ہوتی تھی اور یہ معاملات سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں نہیں آتے تھے اس لئے عمران پہلے اس کیس کی جڑ تک پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ سلیمان کو پچھلے کئی ہفتوں سے ٹریننگ دے رہا تھا۔ سلیمان چونکہ اس کے فلیٹ میں جانے کے بعد فری ہوتا تھا اور اس کے پاس کرنے کو کوئی کام نہیں ہوتا تھا اس لئے عمران نے اسے ٹائیگر کی طرح انڈر ورلڈ میں جگہ بنانے کے لئے باقاعدہ ٹریننگ دینا شروع کر دی تھی۔ جب سلیمان کی ٹریننگ مکمل ہو گئی تو عمران نے اسے ٹائیگر کے ساتھ نتھی کر دیا تاکہ ٹائیگر اسے انڈر ورلڈ میں لے جائے اور اس کی وہاں ایک الگ اور منفرد پہچان بنا دے۔

ٹائیگر نے بھی سلیمان کی بھرپور معاونت کی تھی۔ اس نے سلیمان کو انڈر ورلڈ کے رکھ رکھاؤ، ان کے بات کرنے کے انداز، ان کے رہن سہن اور ان کے خصوصی داؤ پیچ سکھا دیئے تھے جن کی وجہ سے سلیمان بہت جلد سب کچھ سیکھ گیا تھا۔ ٹائیگر نے انڈر ورلڈ

میں سلیمان کی پہچان جے کے کے نام سے کرائی تھی جو جاسوس
خانساماں کا مخفف تھا کیونکہ عمران نے اب اسے عموماً جاسوس
خانساماں کہنا شروع کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت جلد انڈر ورلڈ
میں جے کے، کے نام کا شہرہ ہو گیا تھا۔ جے کے ایک انتہائی سفاک،
ہتھ چھٹ اور خطرناک غنڈے کے روپ میں ظاہر ہوا تھا۔ انڈر ورلڈ
کے کئی نامی گرامی غنڈے اس سے کنی کترانا شروع ہو گئے تھے۔

سلیمان چونکہ بہت جلد انڈر ورلڈ کے رموز سیکھ گیا تھا اس لئے
اس معاملے میں عمران نے اسے آگے کر دیا تھا تاکہ وہ اس حقیقت کا
پتہ چلائے کہ ان بریف کیسوں میں کیا تھا جو پیراڈائز کلب کے مینجر
کے پاس خفیہ طور پر آتے تھے اور اس طرح خفیہ طور پر غائب ہو
جاتے تھے۔ عمران کا اندازہ تھا کہ سلیمان کسی طرح مینجر تک رسائی
حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اس کی غیر موجودگی میں مینجر
کے آفس میں خفیہ آلات لگا دے گا جس سے اس آفس میں ہونے
والی تمام گفتگو ریکارڈ کر کے وہ اس حقیقت کا پتہ لگا لے گا کہ اصل
معاملہ کیا ہے۔ لیکن پھر عمران کو سلیمان نے فون کر کے بتایا کہ
اس نے مینجر کو تہہ خانے میں غائب کر کے اس کی جگہ سنبھال لی
ہے کیونکہ چند روز سے نہ تو مینجر کے پاس بریف کیس پہنچ رہے تھے
اور نہ انہیں لینے کے لئے کوئی غیر ملکی وہاں آیا تھا اس لئے سلیمان نے
اس کی جگہ لینی مناسب سمجھی تھی۔

عمران کے ذہن میں یہی تھا کہ سلیمان پیراڈائز کلب میں ہے مگر

پھر جب اس نے سلیمان کو اس پیراڈائز ہوٹل میں دیکھا تو اسے
سلیمان پر غصہ آگیا۔ سارے مشکوک معاملے کا سلسلہ پیراڈائز کلب
میں چل رہا تھا اور سلیمان یہاں پیراڈائز ہوٹل کے مینجر کی سیٹ
سنبھالے بیٹھا تھا۔ ظاہر ہے یہاں کسی بریف کیس کا خفیہ طور پر آنا
اور کسی کا لے جانا ناممکن تھا۔ اب سلیمان نے شیشے کا باکس نما ٹکڑا
عمران کو دیا تھا جس میں سیاہ رنگ کا چمکدار سا پتھر نظر آ رہا تھا۔

"ہونہہ۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ شیشے کا یہ باکس اور سیاہ پتھر
میرے لئے کیا اہمیت رکھ سکتا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"شیشے کا باکس اور سیاہ پتھر آپ کے لئے اہمیت کا حامل ہو یا نہ
ہو مگر یہ میں نے جس سے حاصل کیا ہے اس کا نام سن کر آپ ضرور
اچھل پڑیں گے"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر میرا اچھلنے کا موڈ نہ ہو تو پھر"۔ عمران نے کہا۔

"تو میں آپ کو اچھلنے پر مجبور کر دوں گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"اچھا۔ زیادہ بور مت کرو۔ بتاؤ کس سے حاصل کیا ہے تم نے
یہ آر ایس ٹو"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اسے شاید سلیمان کا
سسپنس بھرا انداز پسند نہیں آیا تھا۔

"گولڈن پرل کا نام سنا ہے کبھی آپ نے"۔ سلیمان نے کہا تو
عمران اس کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔

"گولڈن پرل"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نام کو سن کر

اس کے ذہن میں عجیب سی سرسراہٹ ہونے لگی تھی۔

"جی ہاں ۔ گولڈن پرل ۔ کافرستان کا وہ سینڈیکیٹ ہے جس کا چیف گروپرساد ہے"۔ سلیمان نے اسی انداز میں کہا تو عمران چند لمحے حیرت سے سلیمان کو دیکھتا رہا پھر اچانک وہ بری طرح سے اچھل پڑا اس کے چہرے پر یکلخت پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ سلیمان کو یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اسے سلیمان کے سر پر سینگ نظر آگئے ہوں۔

دارالحکومت کے وسط میں موجود ایک فائیو سٹار ہوٹل جس کا نام الفردوس ہوٹل تھا کے کمرہ نمبر ایک سو ایک میں ایک خوش پوش نوجوان بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔ وہ اخبار پڑھتے ہوئے چائے کے سپ لے رہا تھا۔ نوجوان کسرتی جسم کا مالک تھا۔ وہ شکل سے ایشیائی ہی لگتا تھا۔ اس کی آنکھیں براؤن تھیں جن میں بے پناہ چمک تھی۔ یہ چمک اس کی ذہانت کا غماز تھی۔ اس نے بلیو جینز اور بلیو ٹی شرٹ پہن رکھی تھی جس سے اس کا کسرتی اور مضبوط جسم جھلک رہا تھا۔ اچانک اس کے سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو وہ بے اختیار چونک اٹھا۔ اس نے کپ اور اخبار میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ نوجوان نے بڑے دبنگ لہجے میں کہا۔

"میں مایا بات کر رہی ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ مایا تم۔ کہاں ہو تم میں کب سے تمہارے فون کا انتظار کر رہا تھا"۔ نوجوان نے مایا کی آواز سنتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"میں ایئرپورٹ سے بول رہی ہوں۔ ابھی ابھی پہنچی ہوں"۔ دوسری طرف سے مایا نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ایئرپورٹ پر تمہیں کوئی لینے نہیں آیا"۔ نوجوان نے چونک کر کہا۔

"اگر کوئی آیا ہوتا تو میں تمہیں فون کیوں کرتی"۔ دوسری طرف سے مایا نے قدرے ناراضگی سے کہا۔

"اوہ۔ مگر میں نے ناتھن کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ ایئرپورٹ پر رہے۔ جیسے ہی تم آؤ وہ تمہیں پک کر لے"۔ نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"مجھے وہ نامراد کہیں دکھائی نہیں دیا۔ بہرحال بتاؤ تم ایئرپورٹ پر مجھے رسیو کرنے آ رہے ہو یا میں خود ہی آ جاؤں"۔ مایا نے کہا۔

"کہاں آؤ گی"۔ نوجوان نے پوچھا۔

"جہاں تم بلاؤ گے"۔ مایا نے فوراً کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو ٹیکسی ہائر کر کے ہوٹل الفردوس پہنچ جاؤ۔ یہاں تمہارے نام کا کمرہ بک ہے۔ میں کاؤنٹر پر تمہاری آمد کی اطلاع دے دیتا ہوں۔ تم یہاں آ جاؤ پھر ملاقات کریں گے"۔

نوجوان نے کہا۔

"تو تم مجھے ایئرپورٹ پر رسیو کرنے نہیں آ رہے"۔ دوسری طرف سے مایا نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے ایک ایمرجنسی میٹنگ میں جانا ہے۔ وہاں مجھے خاصا وقت لگ جائے گا اس لئے مجبوری ہے"۔ نوجوان نے کہا۔

"بھاڑ میں گئی تمہاری مجبوری۔ تم میٹنگ اٹنڈ کرو میں آج رات کی فلائٹ سے ہی واپس چلی جاؤں گی"۔ دوسری طرف سے مایا نے غصیلے لہجے میں کہا اور نوجوان کی بات سنے بغیر ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"ہونہہ۔ یہ ناتھن نجانے کہاں جا کر مر گیا ہے۔ میں نے اسے ایئرپورٹ پر جانے کے لئے کہا تھا مگر......."۔ نوجوان نے غصے سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر جلدی سے چند بٹن پریس کر دیئے۔

"یس۔ ڈان کلب"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"گرد بول رہا ہوں۔ سائمن سے بات کراؤ"۔ نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کریں۔ میں بات کراتا ہوں"۔ دوسری طرف سے گرد کا نام سن کر قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس۔ سائمن سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد ایک ممناتی ہوئی آواز

سنائی دی۔

"گرو بول رہا ہوں۔ ناتھن کہاں ہے"۔ نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

"ناتھن کو میں نے صبح ہی ایئرپورٹ بھیج دیا تھا جناب۔ مس مایا کی فلائٹ آنے ہی والی ہے وہ انہیں لے کر آپ کے پاس آتا ہی ہو گا"۔ سائمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مایا کی فلائٹ آ چکی ہے مگر اسے ناتھن رسیو کرنے ایئرپورٹ نہیں پہنچا۔ معلوم کرو وہ کہاں ہے اور اس نے ایئرپورٹ جا کر مایا کو رسیو کیوں نہیں کیا"۔ گرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں معلوم کراتا ہوں"۔ سائمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میٹنگ روم کی کیا پوزیشن ہے۔ کون کون آیا ہے وہاں"۔ گرو نے پوچھا۔

"جی پی کے سات ممبران آ چکے ہیں جناب۔ دو کا انتظار ہے۔ وہ بھی پہنچنے والے ہوں گے"۔ سائمن نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے کے بعد میٹنگ روم میں پہنچ جاؤں گا"۔ گرو نے کہا اور سائمن کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر قدرے تکدر کے تاثرات تھے۔ اس نے ریسٹ واچ پر وقت دیکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے سے ملحقہ واش روم میں جا کر اس نے غسل کیا اور پھر نیوی کلر کا ٹو پیس سوٹ پہن کر باہر آ گیا

اور پھر پارکنگ سے اپنی کار نکال کر سڑک پر لے آیا اور پھر بیس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک اور سڑک پر موڑی اور پھر کچھ آگے جا کر ایک بڑی عمارت کے قریب جا کر روک دی۔ اس عمارت پر ڈان کلب کا نیون سائن چمک رہا تھا۔ جیسے ہی گرو نے کار ڈان کلب کے سامنے روکی ایک مقامی شخص کلب سے نکل کر تیز تیز چلتا ہوا اس کی کار کے قریب آ گیا۔ گرو کار سے نکلا تو نوجوان نے اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"ناتھن کا کچھ پتہ چلا"۔ گرو نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نو باس۔ میں نے اس سے ٹرانسمیٹر پر بھی رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر نجانے وہ کہاں ہے۔ میں نے اس کی تلاش میں آدمی لگا دیئے ہیں جلد ہی اس کا پتہ چل جائے گا"۔ نوجوان نے کہا جو ڈان کلب کا مینجر سائمن تھا۔

"ہونہہ۔ آخر وہ بتائے بغیر کہاں جا سکتا ہے"۔ گرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ میں نے تو اسے مس مایا کے لئے ایئر پورٹ پر ہی بھیجا تھا"۔ سائمن نے کہا۔

"جی پی کے ممبران آ گئے ہیں"۔ گروپ نے پوچھا۔

"یس باس۔ سب میٹنگ روم میں موجود ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ سائمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم کار پارک کر کے فوراً میٹنگ روم میں آ جاؤ تاکہ

کارروائی شروع کی جاسکے "۔ گرو نے کہا۔

" یس باس "۔ سائمن نے کہا تو گرو ڈان کلب کے داخلی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ سائمن گرو کی کار پارکنگ میں لے جانے کے لئے کار میں بیٹھ گیا۔ کلب میں داخل ہو کر گرو ہال میں جانے کی بجائے دائیں طرف راہداری میں مڑ گیا۔ کچھ آگے جا کر اس نے ایک کمرے کے دروازے کے قریب رک کر سائیڈ کی دیوار پر ایک ہلکے سے ابھار کو پریس کیا تو دروازہ دو حصوں میں منقسم ہو کر دیواروں میں دھنستا چلا گیا۔ اندر لفٹ نما چھوٹا سا کمرہ تھا۔ گرو اندر آیا تو دروازہ خودکار سسٹم کے تحت بند ہوتا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ بند ہوا اچانک فرش کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور فرش تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ نیچے جا کر فرش کو ایک خفیف سا جھٹکا لگا اور رک گیا۔ گرو جس دروازے سے داخل ہوا تھا اس بار اس دروازے کے بجائے اس کے مخالف سمت کی طرف دروازہ کھلا تھا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جہاں دو مقامی غنڈے ہاتھوں میں مشین گنیں لئے موجود تھے۔ جیسے ہی گرو راہداری میں داخل ہوا ان دونوں نے گنوں کا رخ اس کی طرف کر دیا۔

" کوڈ "۔ ایک غنڈے نے کرخت لہجے میں کہا۔

" آر ایس ٹو "۔ گرو نے کہا تو ان دونوں نے فوراً مشین گنیں جھکا دیں اور دیوار کے دائیں بائیں ہو گئے۔ گرو ان کے درمیان سے ہوتا ہوا سامنے ایک فولادی دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس

دروازے کی سائیڈ دیوار پر ایک نمبر نگ پیڈ تھا۔ گرو نے چند بٹن پریس کئے تو دروازے کے اوپر ایک سبز رنگ کا بلب روشن ہو گیا۔ اس بلب کے روشن ہوتے ہی فولادی دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا جس کے وسط میں بیضوی شکل کی بڑی سی میز تھی۔ میز کے گرد اکیس کرسیاں موجود تھیں جن میں سے انیس کرسیوں پر افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ گرو کو میٹنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ سب اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ گرو باوقار چلتا ہوا میز کی طرف بڑھا اور اپنی مخصوص اونچی پشت والی کرسی کے قریب آ گیا۔ اس نے بیگ میز پر رکھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

" بیٹھیں "۔ گرو نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے دبنگ لہجے میں کہا تو وہ سب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

" ابھی سائمن آتا ہے تو میٹنگ کی کارروائی کا آغاز کرتے ہیں "۔ گرو نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد سائمن بھی وہاں پہنچ گیا۔

" جی پی کے تمام ارکان یہاں موجود ہیں۔ سائمن کارروائی شروع کرو "۔ گرو نے سائمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

" باس۔ ہماری اطلاع کے مطابق پاکیشیا کے شمالی علاقے میں ایک ہی آر ایس ٹو دریافت ہوا تھا جسے "۔ سائمن نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ گرو نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ آر ایس ٹو ہے کیا اور اس کی پاکیشیا یا کافرستان

کے لئے کیا اہمیت ہے۔" گرو نے کہا۔

"آر ایس تو اصل میں آسمان سے گرنے والے ایک شہاب ثاقب کے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جسے ریڈ سٹون کہا جاتا ہے۔ یہ ریڈ سٹون آج سے کچھ عرصہ قبل پاکیشیا کے شمالی علاقے میں گرا تھا۔ بعض اوقات شہاب ثاقب جب زمین پر گرتے ہیں تو وہ خلاؤں سے زمین کی کشش ثقل میں آکر اس قدر تیزی سے نیچے آتے ہیں کہ ہوا سے مسلسل رگڑ کھانے کی وجہ سے راستے میں ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مسلسل ہوا سے رگڑ کھانے کی وجہ سے ان کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے اور ان کی ہیئت بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ بڑی بڑی چٹانوں کے روپ میں زمین پر آنے والے شہاب ثاقب عموماً چھوٹے چھوٹے پتھروں اور کنکریوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جن کے زمین پر گرنے کا بعض اوقات کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ لیکن بعض شہاب ثاقب ایسے ہوتے ہیں جو تیز رفتاری سے نیچے آنے اور ہوا سے رگڑ کھانے کے باوجود اپنی ہیئت نہیں بدلتے اور خوفناک دھماکوں سے بڑی بڑی چٹانوں کی طرح زمین سے ٹکراتے ہیں اور زمین میں اندر ہی اندر دھنستے چلے جاتے ہیں۔

ان میں شہاب ثاقبوں کے وزن کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے جتنا بڑا شہاب ثاقب ہو گا وہ اتنا ہی زیادہ زمین کی گہرائی میں اتر جائے گا جبکہ چھوٹے شہاب ثاقب زمین کی زیادہ گہرائیوں میں نہیں جاتے میں جس ریڈ سٹون کی بات کر رہا ہوں یہ ایسا ہی ایک شہاب ثاقب

ہے۔ وہ وزن اور حجم میں بہت بڑا تھا۔ وہ آسمان سے گر کر زمین کی انتہائی گہرائی میں چلا گیا تھا۔ یہاں میں یہ بتاتا چلوں کہ جب چٹان کی صورت میں کوئی شہاب ثاقب زمین سے ٹکراتا ہے تو خوفناک دھماکے کے ساتھ زمین تک کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے زبردست زلزلہ آ رہا ہو۔ ان دنوں چونکہ پاکیشیا کے شمالی علاقوں میں شدید زلزلہ آیا تھا جس کی وجہ سے لاکھوں افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے تھے اس خوفناک اور تباہ کن زلزلے کے بعد آئے دن یہاں آفٹر شاکس آتے رہتے تھے اس لئے جب یہ ریڈ سٹون زمین سے ٹکرایا تو خوفناک دھماکہ بھی ہوا تھا اور شدید زلزلہ بھی آیا تھا۔ شہاب ثاقب چونکہ پہاڑوں کے دامن میں گرا تھا اس لئے اس کے دھماکے کی آواز کو کسی نے نہیں سنا تھا مگر اس سے آنے والے زلزلے نے ایک بار پھر شمالی علاقوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا مگر اس زلزلے کو نارمل درجے کا زلزلہ کہہ کر ٹال دیا گیا تھا۔

شمالی علاقے میں گرنے والے ریڈ سٹون کا وزن اور حجم بے حد بڑا تھا جو ہوا کے رگڑ کھانے کے باوجود تحلیل نہیں ہوا تھا۔ دوسری بات یہ کہ ہوا سے مسلسل رگڑ کھانے کے باوجود یہ ریڈ سٹون سرخ نہیں ہوا تھا۔ اس کا رنگ سیاہ ہے اور جب یہ گرا تھا تو ایک تو آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور دوسرے چاند کی آخری تاریخیں تھیں جس کی وجہ سے رات کی سیاہی میں اس شہاب ثاقب کو دیکھا نہیں جا سکتا تھا اس لئے پاکیشیائی اس شہاب ثاقب سے

قطعی لاعلم تھے اور ہیں ۔ ہمارے ایک ماہر فلکیات ڈاکٹر پچکاک اس
رات معمول کے مطابق خلاؤں میں دیکھ رہے تھے کہ انہیں یہ
شہاب ثاقب دکھائی دے گیا ۔ اتنے بڑے شہاب ثاقب کو دیکھ کر
ڈاکٹر پچکاک پریشان ہو گئے تھے ۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ اگر وہ شہاب
ثاقب ہواؤں میں تحلیل نہ ہوا تو جہاں گرے گا وہاں خوفناک تباہی
پھیلا دے گا ۔ انہوں نے مسلسل اس شہاب ثاقب پر نظر رکھنا
شروع کر دی ۔ انہوں نے اس شہاب ثاقب کے گرنے کی فلم بھی بنا
لی تھی اور کمپیوٹرائزڈ مشین سے اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ شہاب
ثاقب کہاں گرنے والا ہے ۔ انہوں نے کمپیوٹرائزڈ مشین سے دیکھا
کہ شہاب ثاقب انسانی آبادی سے دور پہاڑوں کے دامن میں گرنے
والا ہے تو وہ مطمئن ہو گئے ۔

بہرحال انہوں نے اپنی ویکلی رپورٹ میں وزارت سائنس کو اس
شہاب ثاقب کی رپورٹ بھیج دی ۔ شروع شروع میں اس شہاب
ثاقب کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی تھی مگر جب شمالی علاقوں
کے متاثرہ افراد کے لئے پاکیشیا میں کافرستان کی طرف سے ایک
تحقیقاتی ٹیم بھیجی گئی تو اس ٹیم میں ہمارے ملک کے ایک نامور
سائنس دان ڈاکٹر استھانا بھی شامل ہو گئے ۔ انہیں بھی اس شہاب
ثاقب کے گرنے کی رپورٹ مل چکی تھی ۔ ڈاکٹر استھانا چونکہ
معدنیات پر اتھارٹی رکھتے ہیں اور وہ زمین کی تبدیلیوں کے اثرات پر
ریسرچ کرتے رہتے ہیں اس لئے انہیں اس شہاب ثاقب میں خاصی

دلچسپی پیدا ہو گئی تھی ۔ وہ نہ صرف اس شہاب ثاقب کو دیکھنا چاہتے
تھے بلکہ اس سے زمین میں ہونے والی تبدیلی کے بارے میں بھی
جاننا چاہتے تھے ۔ انہوں نے ڈاکٹر پچکاک سے مل کر اس علاقے کے
بارے میں معلومات حاصل کیں جہاں انہوں نے شہاب ثاقب کو
گرتے دیکھا تھا اور پھر وہ پاکیشیا پہنچ گئے ۔

امدادی اور تحقیقاتی کمیشن کے ساتھ جا کر ڈاکٹر استھانا خاموشی
سے ان سے الگ ہو گئے ۔ امدادی اور تحقیقاتی کمیشن کو چونکہ ان
کے مشن کا پتہ تھا اس لئے ان کے غائب ہونے پر انہوں نے کوئی
تعرض نہ کیا تھا ۔ ڈاکٹر استھانا ضروری سامان اور دو اسسٹنٹ کے
ہمراہ اس علاقے میں جا پہنچے جہاں شہاب ثاقب گرا تھا ۔ انہوں نے
آلات کی مدد سے زمین کا جائزہ لیا اور اپنی رپورٹ مرتب کرنے لگے ۔
ان کی رپورٹ کے مطابق شہاب ثاقب زمین میں آٹھ سو فٹ کی
گہرائی تک اتر گیا تھا ۔ اس قدر گہرائی میں جانے کی وجہ سے زمین میں
جگہ جگہ دراڑیں پڑ گئی تھیں ۔ ڈاکٹر استھانا زمین کی گہرائی میں جا کر
اس شہاب ثاقب کا نمونہ حاصل کرنے کے بھی خواہش مند تھے ۔
چنانچہ وہ خصوصی لباس پہن کر ان دراڑوں سے نیچے اتر گئے تاکہ
شہاب ثاقب میں کیمیائی اثرات ہوں تو وہ خصوصی لباس کی وجہ سے
اس سے محفوظ رہ سکیں ۔

بہرحال انہوں نے گہرائی میں جا کر اس شہاب ثاقب کو آلات کی
مدد سے کاٹنا چاہا مگر شہاب ثاقب اس قدر سخت اور ٹھوس تھا کہ وہ

اس کا ایک ذرہ بھی اس سے الگ نہ کر سکے۔ یہاں تک کہ انہوں نے شہاب ثاقب کے ٹکرے کو کاٹنے کے لئے لیزر کٹر بھی آزمالیا تھا۔ تب انہوں نے شہاب ثاقب کے ارد گرد کی مٹی حاصل کی اور اسے لے کر باہر آگئے اور پھر وہ خاموشی سے واپس کافرستان پہنچ گئے۔

کافرستان میں واپس آکر انہوں نے وہاں سے حاصل کی ہوئی مٹی کے نمونوں کے ٹیسٹ کرانے شروع کر دیئے۔ تب ایک حیرت انگیز بات سامنے آئی کہ وہ شہاب ثاقب ایک ایسی دھات کا ٹکڑا ہے جس میں یورینیم اور پلاٹینیم کی آمیزش ہے۔ اگر اس دھات کو یورینیم اور پلاٹینیم کی جگہ استعمال میں لایا جائے تو اس سے کیمیائی اسلحے کی طاقت میں سو گنا اضافہ ہو سکتا ہے اور اس دھات کی مقدار بھی کیمیائی اسلحوں میں عام یورینیم اور پلاٹینیم سے بے حد کم استعمال ہوتی ہے۔ اس دھات جس کا نام یور کلو نم ہے، سے تیار کیا جانے والا کیمیائی اسلحہ عام کیمیائی اسلحے یا ایٹم بم اور ہائیڈروجن بموں سے کہیں زیادہ خطرناک اور طاقتور ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اسے ریڈ سٹون کا نام دے دیا گیا جسے کوڈ میں آر ایس ٹو کہا جاتا ہے۔ آر ایس ٹو کی حقیقت کا جب حکومت کو علم ہوا تو حکومت کافرستان نے اس دھات کو خفیہ طور پر پاکیشیا سے نکال کر کافرستان اسمگل کرنے کا پروگرام بنا لیا۔

ان دنوں پاکیشیا کے ساتھ کافرستان کے تعلقات نہایت خوشگوار جا رہے ہیں اور تجارت کے ساتھ ساتھ کافرستان اور پاکیشیا کے

دوسرے صنعتی امور پر چونکہ ایک دوسرے کے ساتھ رشتے استوار کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح پاکیشیا میں تیل کی تلاش میں کام کرنے والی ایک ٹیم کو پاکیشیا میں مستقل کام کرنے کی آفر کی گئی جسے پاکیشیائی حکومت نے قبول کر لی تھا۔ چنانچہ کافرستان کے بہترین انجینئر اور معدنیات تلاش کرنے والی ایک ٹیم پاکیشیا پہنچ گئی اور ہم نے اس جگہ کا خاص طور پر محاصرہ کر لیا جہاں آر ایس ٹو موجود تھا۔

ہم آر ایس ٹو تک رسائی حاصل کر چکے تھے اور وہ جس قدر زمین کی گہرائی میں موجود تھا ہم وہاں تک بھی پہنچ گئے تھے مگر ہمارے لئے زمین سے آر ایس ٹو کو نکالنا سب سے بڑا مسئلہ بن گیا تھا۔ اس آر ایس ٹو کا حجم بے حد بڑا تھا اور اس کا وزن ہزاروں ٹن تھا۔ اگر اسے ہم سالم نکالنے کی کوشش کرتے تو فوراً پاکیشیائیوں کی نظروں میں آ جاتے اس لئے ہم نے اسے ٹکڑوں کی صورت میں حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں کہ آر ایس ٹو جس قدر ٹھوس ہے اس کا کاٹنا ناممکنات میں سے تھا۔ ہم نے اپنے طور پر اسے کاٹنے کے ہر ممکن طریقے اختیار کر لئے تھے مگر آر ایس ٹو کی چٹان سے ہم اس کا ایک معمولی سا ذرہ بھی الگ نہیں کر پا رہے تھے۔ ہماری اس مشکل کا حل بھی آخر کار ڈاکٹر استھانا نے ڈھونڈ نکالا۔ انہوں نے بذریعہ ٹرانسمیٹر ہمیں مشورہ دیا کہ اس دھات میں کرسٹل میٹل کی بھی آمیزش موجود ہے۔ اسے ہم ہیرے کی ٹپ سے کاٹنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ہم نے شیشہ کاٹنے والی ہیرے کے لب حاصل کی تو

واقعی اس سے آر ایس ٹو یوں کٹتا چلا گیا جیسے تار سے صابن کٹ جاتا ہے۔

ہم آر ایس ٹو کا ایک ٹکڑا کاٹ کر باہر لے آئے لیکن جیسے ہی ٹکڑا ہوا میں آیا اس میں یکلخت آگ بھڑک اٹھی جس طرح ہوا لگنے سے پوٹاش سلگ اٹھتا ہے بالکل اسی طرح آر ایس ٹو کا ٹکڑا جلنے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہمارے ہاتھوں میں راکھ بن گیا۔ میں اور میرے دو ساتھی چونکہ مخصوص لباس اور آکسیجن ماسک پہن کر زمین میں اترے تھے اور جب ہم آر ایس ٹو کا ٹکڑا اوپر لائے تھے تو اس وقت بھی ہم اس لباس میں تھے اور ہم نے آکسیجن ماسک منہ پر چڑھائے ہوئے تھے جبکہ وہاں ہمارے دس ساتھی موجود تھے جنہوں نے آکسیجن ماسک نہیں لگا رہے تھے۔ جیسے ہی آر ایس ٹو کا ٹکڑا جل کر راکھ بنا اچانک ان سب کے رنگ سرخ ہو گئے اور وہ اپنی گردنیں پکڑ کر زمین پر گرے اور ایک لمحے میں ساکت ہو گئے۔

اس سے پہلے کہ ہم کچھ سمجھتے اچانک ان کے جسموں نے گلنا شروع کر دیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کے جسم موم کے بنے ہوئے ہوں اور گرمی کی حدت سے ان کے جسم پگھل رہے ہوں۔ چند ہی لمحوں میں وہ ہمارے سامنے پگھل گئے اور ان کے خون کا ملغوبہ بھی دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سے بھاپ بن کر غائب ہو گیا۔ یہ سب اس قدر اچانک اور اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ ہم ساکت ہو کر رہ گئے تھے۔

ہمارے سامنے دس جیتے جاگتے انسان صرف چند لمحوں میں موم کی

طرح پگھل کر اور بھاپ بن کر غائب ہو گئے تھے۔ تب ہمیں آر ایس ٹو کی تباہ کن حقیقت کا پتہ چلا۔ ہم خوفزدہ ہو کر فوراً وہاں سے نکل آئے۔ پھر میں نے ڈاکٹر استھانا سے رابطہ کیا اور انہیں آر ایس ٹو کی تباہ کن حقیقت کا بتایا تو یہ سن کر وہ بھی پریشان ہو گئے۔

ڈاکٹر استھانا نے ہمیں فوراً اس جگہ سے دور جانے کا حکم دے دیا انہوں نے کہا کہ ہم ایک ہفتے تک اس جگہ پر نہ جائیں۔ آر ایس ٹو کے تحلیل ہونے کے اثرات وہاں سات دن تک رہیں گے اور پھر زائل ہو جائیں گے۔ ان کے حکم پر ہم واپس آ گئے۔ پھر ڈاکٹر استھانا نے ہمیں بتایا کہ ہم آر ایس ٹو کو اس طرح کھلی حالت میں زمین کی سطح پر نہ لائیں۔ وہ زمین کی جس قدر گہرائی میں ہے وہاں ہوا کا گزر نہیں ہو سکتا اس لئے آر ایس ٹو وہاں محفوظ ہے۔ اگر آر ایس ٹو زمین کی سطح پر ہوتا تو اب تک جل کر راکھ ہو گیا ہوتا اور اس کے کیمیائی اثرات ہر طرف پھیل جاتے جس سے لاکھوں انسان ایک لمحے میں اسی طرح پگھل کر اور بھاپ بن کر دنیا سے غائب ہو جاتے جس طرح ہمارے دس ساتھی پگھل کر اور بھاپ بن کر غائب ہو گئے تھے

ڈاکٹر استھانا نے اس دھات کو چند سائنسی اصطلاحات کے پیش نظر نہایت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ہمیں کاٹنے کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ ہم ان ٹکڑوں کو کاٹ کر زمین کے اندر ہی انہیں گلاس پیکنگ مشین کے ذریعے گلاسز بلاکس میں پیک کر دیں۔ اس طرح آر ایس ٹو کے ضائع ہونے کا احتمال نہیں ہو گا اور ہم انہیں بحفاظت زمین

سے نکال سکتے ہیں۔

ڈاکٹر استھانا نے حکومت سے کہہ کر ہمیں فوری طور پر چھوٹے گلاسز بلاکس بنانے والی مشینری سپلائی کر دی تھی۔ ایک ہفتے بعد ہم دوبارہ اس جگہ گئے اور ہم نے زمین کی تہہ میں اتر کر آر ایس ٹو کے ٹکڑوں کو کاٹ کر بلاکس میں پیک کرنا شروع کر دیا۔ ایسا کرنے سے واقعی آر ایس ٹو کو زمین کی سطح پر لانے سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا چنانچہ ہم نے اس طریق کار کے تحت مسلسل آر ایس ٹو کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو شیشے کے بلاکس میں پیک کر کے نکالنا شروع کر دیا ان بلاکس کو ہم کافرستانی اسمگلروں کے حوالے کرتے ہیں جو انہیں خفیہ طور پر اسمگل کر کے کافرستان پہنچانے کا کام کر رہے ہیں۔

جیسا کہ میں نے آپ کو شروع میں بتانا چاہا تھا کہ ہماری اطلاعات کے مطابق آر ایس ٹو کا ایک ہی ٹکڑا پاکیشیا میں گرا تھا جسے ماہر فلکیات ڈاکٹر پچاکاک نے دیکھا تھا۔ مگر گہرائی میں جا کر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ ٹکڑا اتنا بڑا ہے جس کو اگر ہم اسی رفتار سے کاٹتے رہے تو اسے ختم کرنے میں ہمیں کئی ماہ لگ جائیں گے۔

ہمارے لئے مسئلہ یہ تھا کہ ہم تیل کی تلاش میں آئے تھے اور مسلسل ایک ہی جگہ رکے نہیں رہ سکتے تھے۔ پاکیشیا کی سروے ٹیم آئے دن ہم سے رپورٹس لینے پہنچ جاتی تھی جنہیں جواب دینا مشکل ہو جاتا تھا اس لئے ہم نے ڈاکٹر استھانا سے درخواست کی کہ ہمیں پاکیشیا کی سروے ٹیم سے حفاظت فراہم کی جائے جو آئے دن ہمارے سروں

پر اچانک پہنچ جاتی ہے اور ہمارے لئے سر درد بن جاتی ہے۔ فی الحال تو ہم ان کی نظروں سے آر ایس ٹو بچائے ہوئے ہیں لیکن جس روز انہیں اس قیمتی دھات کا علم ہو گیا تو وہ وہاں سے فوراً ہمیں ہٹا دیں گے اور آر ایس ٹو پاکیشیا اپنے قبضے میں لے گا اور کافرستان آر ایس ٹو کے قیمتی سرمائے سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

ڈاکٹر استھانا نے مجھے آپ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ یہاں پہنچ رہے ہیں۔ میں آپ کو تمام تفصیل بتا دوں تو آپ خود ہی آر ایس ٹو کی حفاظت کا بندوبست کر لیں گے اور اس سروے ٹیم کو بھی ہمارے آڑے آنے سے روک لیں گے۔ میں یہاں بظاہر ڈان کلب کا مینجر ہوں اس لئے میں نے میٹنگ کے لئے آپ سب کو یہاں بلایا ہے۔ اب ساری صورت حال آپ کے سامنے ہے اس کے لئے آپ کیا کریں اور آپ کا کیا لائحہ عمل ہو گا یہ آپ جانتے ہیں"۔ یہ ساری تفصیل بتا کر سائمن خاموش ہو گیا۔

"جس آر ایس ٹو کو تم اور تمہارے ساتھی کاٹ رہے ہیں اس کا کتنے فیصد حصہ ابھی کٹنے والا ہے"۔ سائمن کے خاموش ہونے پر گرد نے اس سے پوچھا۔

"ہم پچیس فیصد آر ایس ٹو کاٹ کر کافرستان بھجوا چکے ہیں۔ ابھی پچھتر فیصد حصہ کتنا باقی ہے"۔ سائمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پچیس فیصد حصے کے تم نے کل کتنے ٹکڑے کاٹ کر انہیں بلاکس میں پیک کیا ہے"۔ گرد نے پوچھا۔

"ہم یہاں پچھلے تین ہفتوں سے کام کر رہے ہیں۔ اب تک دو ہزار ٹکڑے کاٹ کر ہم کافرستان بھجوا چکے ہیں اور پانچ یا چھ ہزار مزید ٹکڑے بنانے ابھی باقی ہیں"۔ سائمن نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ جو سروے ٹیم تمہارے پاس آتی ہے ان میں کتنے افراد ہوتے ہیں اور ان کے عہدے کیا ہیں"۔ گرد نے پوچھا تو ماہر معدنیات کے سرچ سیکشن کی آنے والی سروے ٹیم کے بارے میں سائمن اسے تفصیل بتانے لگا۔ اس نے جیب سے ایک مڑی تڑی فائل نکال کر گرد کو دے دی جس میں چند صفحات تھے۔ ان صفحات پر سروے ٹیم کے افراد کے نام و پتے اور ان کے عہدوں کے ساتھ ان کی مکمل رپورٹ تھی کہ وہ سرچنگ سپاٹس پر آکر کس کس انداز میں کام کرتے ہیں اور سائمن اور اس کے ساتھی انہیں کس کس طرح سے مطمئن کرتے ہیں۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ پاکیشیائی حکومت کے ساتھ آئل سرچنگ کا تمہاری کمپنی نے جو معاہدہ کیا ہے اس کی معیاد کتنی ہے اور کن کن پوائنٹس کا تم نے ٹھیکہ لے رکھا ہے"۔ گرد نے کہا تو سائمن اسے ایک بار پھر تفصیل بتانے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنے کام کی تحریری رپورٹ اور وہ رپورٹس ہمیں دے دو جو تم نے ویکلی حکومت پاکیشیا کے حوالے کی ہیں اور اگر ہو سکے تو آر ایس ٹو کا ایک بلاک مجھے دے دو۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ الگ میٹنگ کروں گا پھر دیکھیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کیا

جا سکتا ہے"۔ گرد نے کہا۔

"بہتر۔ یہ دونوں چیزیں میں ابھی لا کر آپ کو دے دیتا ہوں"۔ سائمن نے کہا تو گرد نے اثبات میں سر ہلا دیا اور سائمن میٹنگ روم سے باہر نکل گیا۔

"آپ سب نے سائمن سے تفصیل سن لی ہے۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ اس سلسلے میں ہمیں کیا پلاننگ کرنی چاہئے۔ ہمیں ہر صورت میں آر ایس ٹو مکمل طور پر کافرستان پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے اگر ہم مکمل طور پر آر ایس ٹو پاکیشیا سے کافرستان منتقل کر دیں گے تو ہمارے اس کارنامے کو ستائشی نظروں سے دیکھا جائے گا۔ اس کام کے لئے ہمیں چونکہ ڈاکٹر استھانا نے ہائر کیا ہے اس لئے انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم تمام ریڈ سٹون کافرستان ان کے پاس پہنچا دیں تو وہ حکومت سے ہماری سفارش کریں گے اور اس کے لئے حکومت نہ صرف ہمیں بے پناہ مراعات دے گی بلکہ ہمارے سینڈیکیٹ کو سرکاری حیثیت کے طور پر ایک بڑی آرگنائزیشن میں بھی ضم کر دیا جائے گا جس کا سربراہ میں ہوں گا اور سرکاری آرگنائزیشن میں ضم ہو کر ہمارے سینڈیکیٹ کو جو پروٹوکول اور مراعات ملیں گی اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمارا یہ مشن چیلنج مشن کی حیثیت رکھتا ہے جسے ہم نے ہر صورت میں مکمل کرنا ہے"۔ گرد نے سائمن کے جانے کے بعد گولڈن پرل کے ممبران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ ہم اس وقت سائمن کے اڈے میں ہیں اور ہمارا یہ مشن

ٹاپ سیکرٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیا اس سلسلے میں یہاں بات کرنا ہمارے لئے بہتر ہو گا"۔ گرو کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو میور۔ اب ہمیں واقعی اپنی میٹنگ کسی الگ جگہ پر کرنی چاہیے۔ ہم الگ اور خصوصی میٹنگ کریں گے اور پھر وہیں اپنی پلاننگ اور مشوروں کو حتمی شکل دیں گے۔ میں فی الحال ہوٹل الفردوس میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ وہاں میری مادام مایا سے ملاقات طے ہے۔ مادام مایا میرا کچھ سامان لے کر یہاں پہنچ رہی ہے۔ اس سے سامان لے کر میں ہوٹل چھوڑ دوں گا اور ہوٹل پیراڈائز منتقل ہو جاؤں گا۔ تم سب بھی مختلف ناموں سے اسی ہوٹل میں پہنچ جاؤ۔ میں کوئی سپیشل میٹنگ سپاٹ ٹریس کر کے تمہیں وہیں بلا لوں گا"۔ گرو نے کہا۔

"اوکے باس"۔ میور نے جواب دیا جو گولڈن پرل کا نمبر ٹو تھا۔
کچھ دیر بعد سائمن چند فائلیں اور شیشے کا ایک چھوٹا سا بلاک لے کر آ گیا جس میں سیاہ اور براؤن رنگ کے پتھر کا ایک ٹکڑا تھا۔

"تو یہ ہے ریڈ سٹون"۔ گرو نے شیشے کے بلاک میں پیک پتھر کے ٹکڑے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے بلاک میور کو دے دیا۔ اس نے ریڈ سٹون کو غور سے دیکھا اور پھر باری باری وہ سب اس قیمتی دھات کے ٹکڑے کو دیکھنے لگے جو کیمیائی ہتھیاروں میں استعمال ہونے کے لئے خصوصی اہمیت اختیار کر گیا تھا۔

"سائمن ایک بات بتاؤ"۔ گرو نے سائمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پوچھیں جناب۔ میں آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے ہی یہاں موجود ہوں کیونکہ ڈاکٹر استھانا آپ کی طرح میرے بھی انچارج ہیں اور ان کا حکم ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کروں"۔ سائمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان بلاکس کو تم نے کافرستان اسمگل کرنے کا کیا سیٹ اپ بنا رکھا ہے"۔ گرو نے پوچھا۔

"بلاکس کو میں اپنی نگرانی میں اپنے کلب میں لاتا ہوں اور انہیں کلب کے تہہ خانوں میں خصوصی حفاظت کے ساتھ رکھ دیتا ہوں۔ پھر چند ٹکڑے روزانہ مختلف راستوں اور مختلف ذرائع سے منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر کہیں تو میں آپ کو ان ذرائع اور خفیہ راستوں کی تفصیل بھی بتا دوں"۔ سائمن نے کہا۔

"بتا دو۔ ہو سکتا ہے کہ ہم بلاکس کی ترسیل کا کوئی اس سے بھی بہتر اور مؤثر طریقہ اختیار کر لیں اور بلاکس بڑی تعداد میں کافرستان منتقل کئے جا سکیں"۔ گرو نے کہا تو سائمن انہیں خفیہ راستوں اور ذرائع کے بارے میں تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

"گولڈن پرل سینڈیکیٹ کا پاکیشیا میں کیا کام۔ کیا تم نے خود سنا تھا کہ گولڈن پرل کا باس گرد پرساد ہے اور اس سے تم نے یہ آر ایس ٹو حاصل کیا ہے"۔ عمران نے حیرانی سے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے خود سنا تھا۔ اس ہوٹل کے کمرہ نمبر ون زیرو ون میں گرد پرساد خود موجود ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ تم نے اس ہوٹل کے مینجر کی جگہ کیسے حاصل کی اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کافرستانی سینڈیکیٹ کا باس گرد پرساد کمرہ نمبر ون زیرو ون میں موجود ہے اور یہ آر ایس ٹو کیا ہے جسے تم نے گرد پرساد سے حاصل کیا ہے"۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"آپ نے مجھے پیراڈائز ہوٹل میرا مطلب ہے پیراڈائز کلب میں

جانے اور وہاں کے مینجر پر نظر رکھنے کو کہا تھا اور میں غلطی سے پیراڈائز ہوٹل میں آ گیا۔ یہاں مجھے سوپر فیاض کے جعلی کارڈ کی بدولت آسانی سے ایک ویٹر کی جگہ مل گئی تھی۔ سوپر فیاض کا کارڈ دیکھ کر مینجر جس کا نام سخاوت علی ہے گھبرا گیا تھا اس نے میری ڈیوٹی ہال میں لگانے کی بجائے ہوٹل کے کمروں میں لگا دی تھی۔ کمروں میں جا کر مجھے صرف چائے اور پانی ہی سرو کرنا پڑتا تھا جبکہ دوسرے کام دوسرے ویٹرز سنبھالتے تھے۔ کل جب میں کمرہ نمبر ایک سو دو میں گیا تو کمرہ خالی تھا حالانکہ اس کمرے کے مکیں نے مجھ سے پانی لانے کو کہا تھا۔ میں سمجھا کہ وہ شخص واش روم میں ہوگا اس لئے میں نے پانی میز پر رکھ کر واش روم کے دروازے پر دستک دی مگر اندر کوئی نہیں تھا۔ میں نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ میں پلٹنے ہی لگا تھا کہ اچانک مجھے واش روم کی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی ٹون ٹوں کی مخصوص آواز کسی ٹرانسمیٹر کی تھی۔ اس کمرے کا اور دوسرے کمرے کا واش روم چونکہ ساتھ ساتھ تھے اس لئے اس واش روم میں مجھے وہ آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

میں حیران ہو کر سوچنے لگا کہ دوسرے واش روم میں کون ہو سکتا ہے اور وہ واش روم میں گھسا کس سے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا ہے میری تجسس کی رگ پھڑکی تو میں واش روم میں گھس گیا اور نہایت آہستگی سے دروازہ بند کر کے دوسرے واش روم کی دیوار سے کان لگا دیئے۔ اچانک مجھے ایک آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ وہ گولڈن

پرل کا باس گرو پرساد بول رہا ہے۔ اس کی ہیڈ کوارٹر بات کرائی جائے۔ دوسری طرف سے بات کرنے والے نے چونکہ واش بیسن کا نکل کھول رکھا تھا اس لئے ٹرانسمیٹر سے آنے والی آواز مجھے سنائی نہیں دے رہی تھی۔

بہرحال گولڈن پرل اور باس گرو پرساد کے مخصوص کوڈورڈز کے بعد ٹرانسمیٹر پر بات کرنے والے نے کہا کہ اسے آر ایس ٹو کا سیمپل مل گیا ہے۔ اس نے آر ایس ٹو کے سیمپل کی تفصیل بتائی کہ وہ اس کے پاس کس شکل میں ہے۔ یہ سیمپل کسی کو لے جا کر دکھانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اگر اس کا سودا طے ہو گیا تو وہ بہت بھاری مقدار میں آر ایس ٹو سپلائی کر سکتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ آر ایس ٹو ایک ایسی دھات کا نام ہے جو دنیا کی نایاب اور قیمتی ترین دھاتوں میں سے ایک ہے۔ اگر کسی ملک کو یہ بھاری مقدار میں سپلائی کر دیا جائے تو اس ملک کے دن بدل جائیں گے اور وہ سپر پاورز ممالک کی لسٹ میں ٹاپ پوزیشن میں آ جائے گا۔

وہ اس دھات کے بارے میں عجیب وغریب باتیں کرتا رہا۔ پھر جب اس نے کہا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کسی علی عمران سے نہیں ڈرتا تو میرا ماتھا ٹھنکا۔ مجھے معاملہ اور زیادہ گہرا اور مشکوک معلوم ہونے لگا۔ شاید دوسری طرف سے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران سے دور رہنے کا مشورہ دیا جا رہا تھا جس کے جواب میں گرو پرساد نے یہ الفاظ کہے تھے۔ پھر اس نے کہا کہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس اور علی عمران کو تو کیا پاکیشیائی حکومت کو بھی اس حقیقت کا علم نہیں ہے کہ ان کے ملک سے اس قدر قیمتی اور نایاب دھات کو دریافت کر کے نکالا جا رہا ہے اور اس دھات کا بڑا حصہ کاٹ کر کافرستان اسمگل کیا جا چکا ہے۔ لیکن وہ اس سلسلے کو یہیں روک سکتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ آر ایس ٹو کا سودا طے کر لیا جائے تو وہ آر ایس ٹو کافرستان کی بجائے انہیں دے سکتا ہے۔

پھر وہ دوسری طرف کی باتیں سنتا رہا اور پھر وہ کہنے لگا ٹھیک ہے وہ آر ایس ٹو کا سیمپل دینے کے لئے تیار ہے۔ وہ سیمپل امانت کے طور پر ہوٹل پیراڈائز کے مینجر سخاوت علی کے پاس چھوڑ جائے گا۔ کوئی بھی شخص ان کے مخصوص کوڈ کے بعد وہ سیمپل مینجر سے لے جا سکتا ہے۔ پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ یہ سب باتیں میرے ذہن میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔ پاکیشیا سے پاکیشیا کے کسی قیمتی سرمائے کو نکال کر کافرستان اسمگل کیا جا رہا تھا۔ یہ سن کر میں پریشان ہو گیا تھا۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ کمرہ نمبر ون زیرو ون میں دھاوا بول دوں اور اس گرو پرساد سے زبردستی آر ایس ٹو کا سیمپل حاصل کر لوں اور اس سے معلوم کروں کہ یہ آر ایس ٹو کیا ہے اور اسے پاکیشیا کے کس حصے سے نکال کر کافرستان اسمگل کیا جا رہا ہے اور کیوں۔ لیکن میرے لئے یہ جاننا بھی ضروری تھا کہ گرو پرساد نے ٹرانسمیٹر پر کس ملک میں اور کس سے بات کی تھی۔ وہ آر ایس ٹو کے سلسلے میں کس سے سودے بازی کر رہا تھا۔ اس نے خود

سامنے نہ آنے کے لئے ہوٹل پیراڈائز کے مینجر کے پاس آر ایس ٹو رکھنے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس طرح آنے والا شخص سیدھا مینجر سعادت علی کے پاس آتا اور وہ اسے چند مخصوص کوڈ بتا کر اس سے آر ایس ٹو کا سیمپل لے جاتا۔

میں نے سوچا کہ مجھے فوراً مینجر سعادت علی کی جگہ لے لینی چاہیئے۔ اس طرح ایک تو میں گردو پرساد کو دیکھ لوں گا اور آر ایس ٹو بھی میرے پاس آجائے گا اور اسے حاصل کرنے کے لئے جو آئے گا میں آسانی سے اس کی گردن بھی دبوچ لوں گا۔ اس سے پہلے کہ گردو پرساد آر ایس ٹو لے کر مینجر کے پاس پہنچتا میں مینجر کے کمرے میں آگیا۔ میں نے اس کے آفس داخل ہوتے ہی مینجر پر گیس پسٹل سے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تھی جس سے مینجر فوراً بے ہوش ہو گیا تھا۔ میں اسے اٹھا کر ملحقہ کمرے میں لے گیا اور اس کا لباس اتار کر پہن لیا اور اسے باندھ کر وہیں ڈال دیا۔ پھر میں نے اس کا میک اپ کیا اور آ کر اس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں نے بڑی بے صبری سے گردو پرساد کی آمد کا انتظار کیا تھا مگر گردو پرساد نہیں آیا تھا۔ سارا دن اور ساری رات گزر گئی تھی۔ میں سوچنے لگا کہ شاید گردو پرساد نے اپنا ارادہ بدل دیا تھا۔ وہ آر ایس ٹو میرے پاس رکھنے کے لئے نہیں آئے گا اس لئے اب مجھے اس پر ہی ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ میں سوچ ہی رہا تھا کہ صبح صبح ایک خوش پوش نوجوان میرے پاس آگیا۔ اس نے اپنا تعارف ایک فرضی نام سے

کرایا تھا مگر میں اس کی آواز سن کر پہچان گیا تھا کہ یہ وہی گردو پرساد ہے جو ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔ بہرحال گردو پرساد میرے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ ایک ضروری کام سے دوسرے شہر جا رہا ہے۔ اس کی واپسی میں ایک دو روز لگ جائیں گے۔ وہ میرے پاس ایک امانت رکھوانا چاہتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ایک سیلڈ پیکٹ مجھے دیتے ہوئے کہا کہ اس کا ایک دوست ایلن مارٹ آئے گا اور وہ ایکریمیا کے سفارت خانے کا نمائندہ ہے۔ یہ پیکٹ میں اسے دے دوں۔ میں نے خوش اخلاقی سے اس سے پیکٹ لے کر رکھ لیا تھا۔ پھر وہ چلا گیا۔

میں نے ہوٹل کے ویٹروں سے معلومات لیں تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ واقعی ہوٹل سے نکل گیا ہے۔ اس کے پاس وائٹ سیڈان تھی وہ اس میں بیٹھ کر چلا گیا تھا۔ میں نے آپ کو اس سلسلے میں کال کرنے کی کافی کوشش کی تھی مگر آپ فلیٹ میں نہیں تھے نہ ہی رانا ہاؤس میں اور نہ آپ کے بارے میں طاہر صاحب کچھ جانتے تھے۔ بہرحال میں نے طاہر صاحب کو مختصر طور پر صورتحال بتا دی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ آپ کو ٹریس کر کے ساری باتیں بتا دیں گے یا پھر سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو یہاں بھیج دیں گے۔ سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر تو ابھی تک نہیں آیا البتہ آپ یہاں اونٹ کی طرح منہ اٹھائے گھس آئے تھے۔" آخری الفاظ سلیمان نے بڑے معنی خیز انداز میں کہے تھے۔ عمران خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا

Downloaded from https://paksociety.com

تھا اور غور سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے شیشے کے بلاک کو دیکھ رہا تھا جس میں سیاہ پتھر کی شکل میں ایک قیمتی دھات کا ٹکڑا تھا۔

"آر ایس ٹو۔ بڑا عجیب سا نام ہے۔ آخر یہ کس نوعیت کی دھات ہے جسے کافرستانی ایجنٹ یہاں سے اسمگل کر رہے ہیں اور گولڈن پرل کا باس ڈبل ایجنٹ کے طور پر اس دھات کا کسی دوسرے ملک سے سودا کرنا چاہتا ہے"۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سلیمان نے فوراً میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سفید فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ سلیمان نے مینجر سخاوت علی کی مخصوص آواز میں کہا۔

"صاحب یہاں پہنچ چکے ہیں طاہر صاحب۔ آپ ان سے بات کر لیں"۔ سلیمان نے دوسری طرف سے آواز سن کر کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس۔ علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ سلیمان آر ایس ٹو کے حوالے سے عجیب و غریب باتیں بتا رہا تھا۔ یہ کس قسم کی دھات ہے اور اس دھات میں ایسی کیا خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے کافرستانی ایجنٹ یہاں سرگرم عمل ہیں اور آر ایس ٹو نکال کر خاموشی سے کافرستان اسمگل کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی تو میں اس کی ماہیت سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ

کس قسم کی دھات ہے اور کن خصوصیات کی حامل ہے اس کے لئے مجھے باقاعدہ عامل کامل بن کر چلہ کرنا پڑے گا تب کہیں شاید کوئی موکل آ کر تاریخ سے اس کی خصوصیات پر روشنی ڈال کر بتا سکے گا"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران خود بھی آر ایس ٹو کی اصلیت نہیں جانتا اس لئے وہ اسے کیا بتا سکتا ہے۔

"اس کے لئے آپ کو عامل کامل بننے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ آر ایس ٹو کی حقیقت جاننے کے لئے اپنے مرشد خاص کے پاس چلے جائیں۔ وہ آپ کو اس کی خاصیت بغیر چلہ کاٹے بغیر ہی بتا دیں گے"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کرنل فریدی کے پاس"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"اوہ سوری۔ میں بھول گیا تھا۔ مرشد تو آپ کرنل فریدی صاحب کو کہتے ہیں میں سرداور کی بات کر رہا تھا"۔ بلیک زیرو نے فوراً کہا۔

"ہاں۔ یہ تو کرنا ہی ہو گا مگر ہمیں پہلے یہ دیکھنا ہے کہ آر ایس ٹو پاکیشیا میں کس جگہ سے نکالا جا رہا ہے اور یہ کس شکل اور کتنی مقدار میں ہے جس کے لئے کریمنل سینڈیکیٹ گولڈن پرل کا چیف گرو پرساد باقاعدہ کسی دوسرے ملک کی ایجنسی سے سودا کر رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ آر ایس ٹو کو کافرستان میں کہاں بھیجا رہا ہے اور اس

کی کتنی مقدار وہاں پہنچ چکی ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے تو آپ کو باقاعدہ فارن ایجنٹ کو متحرک کرنا ہو گا وہی اس کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ آر ایس ٹو کافرستان میں کہاں اور کن ذرائع سے اسمگل کیا جا رہا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے ہمیں گرو پرساد کو ٹٹولنا ہو گا۔ تم ایسا کرو کہ سیکرٹ سروس کے ممبران کو وائٹ سیڈان کی تلاش میں لگا دو۔ تمہارے سپر کمپیوٹر میں گرو پرساد کا ڈاٹا موجود ہے اس کی تصویر بھی ہو گی اس کے پرنٹ نکال کر ممبران کو دے دو۔ وہ جہاں نظر آئے اسے اٹھا کر رانا ہاؤس پہنچا دیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے۔ میں یہ کام ابھی کر لیتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم نے سلیمان کی مدد کے لئے کسی کو ہوٹل پیراڈائز بھیجا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"صفدر کو میں نے کال کیا تھا وہ وہاں پہنچنے والا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صفدر کو اس سفارت خانے کے کارکن کے پیچھے لگا دیتا ہوں۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ آر ایس ٹو لے کر کہاں جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ آر ایس ٹو کا سیمپل اس کے حوالے کر دیں گے"۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"گرو پرساد نے سلیمان کو ایک پیکٹ دیا تھا۔ سفارت خانے

کے کارکن کو ایک پیکٹ ہی ملے گا۔ اس پیکٹ میں آر ایس ٹو ہو گا یہ ضروری نہیں ہے"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"پھر ٹھیک ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ایک کام کرو۔ آپریشن روم کی سپیشل ٹرانسمیٹر کال چیکر مشین آن کر دو اور کل پاکیشیا سے کہاں کہاں سے اور کن ٹرانسمیٹر پر کال کی گئی ہے چیک کرو۔ ہو سکتا ہے سپر سیٹلائٹ سسٹم کے تحت گرو پرساد کی کوئی کال وائس کیچر مشین میں ریکارڈ ہو گئی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"میں یہ کام میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ میں نے کمپیوٹرائزڈ مشین کو سرچنگ کر کے سیٹ کر دیا ہے۔ دارالحکومت سے آرمی اور سول کی روزمرہ کی تقریباً دو سو سے زائد کالیں کی گئی ہیں۔ ان سب کو سنانا طویل کام تھا اس لئے میں نے وائس کنٹرول مشین میں گولڈن پرل اور گرو پرساد کا نام فیڈ کر دیا ہے اس کے ساتھ میں نے آر ایس ٹو کا لفظ بھی فیڈ کر دیا ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اس کام میں وقت تو لگے گا لیکن بہرحال پتہ چل جائے گا کہ گرو پرساد نے کال کہاں کی تھی اور کس سے بات کی تھی"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ سرچنگ میں دو سے تین گھنٹے تو بہرحال لگ ہی جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے۔ تم گرو پرساد کی تلاش کا کام کراؤ۔ میں ذرا گرو پرساد

کے کمرے کی سیر کر آتا ہوں۔ ہو سکتا ہے وہاں سے مجھے کوئی کام کی
چیز مل جائے"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو کا جواب میں اوکے سن
کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تم میری طرف الو کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو
جاسوس خانساماں"۔ عمران نے فون بند کر کے سلیمان کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا جو خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"میں یہ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ آپ کے سر پر سینگ
ہیں یا نہیں"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سینگ۔ تم میرے سر پر سینگ تلاش کر رہے ہو۔ کیوں"۔
عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ سلیمان کی بات کا مطلب
نہ سمجھا ہو۔

"ایسے سینگ یا تو احمقوں کے سروں پر پائے جاتے ہیں یا پھر"۔
سلیمان نے جان بوجھ کر اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا تو عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو تم گرد پرساد کے کمرے کی پہلے ہی تلاشی لے چکے ہو"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان چونک پڑا۔

"ارے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا"۔ سلیمان نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

"سلیمان اس وقت میرا شرلاک ہومز بننے کا کوئی ارادہ نہیں ہے
اس معاملے کا تعلق ملکی مفادات سے ہے اس لئے بتاؤ گرد پرساد کے

کمرے سے تمہیں کیا ملا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو
سلیمان بھی سنجیدہ ہو گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے
ایک فائل نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔ فائل میں خاصے
صفحات تھے۔ عمران نے فائل اٹھائی اور اس پر سرچنگ آئل
ریفائنری کے الفاظ پڑھ کر چونک پڑا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے
فون کی گھنٹی بجی تو سلیمان نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ سلیمان نے مینجر کے لہجے میں کہا۔

"باس کاؤنٹر سے احمد دین بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے
ایک بھاری آواز سنائی دی۔ سلیمان نے رسیور اٹھاتے ہوئے چونکہ
لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا اس لئے عمران بھی یہ آواز سن رہا تھا۔

"بولو۔ کیوں فون کیا ہے"۔ سلیمان نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ کوئی مسٹر سعید آئے ہیں"۔ دوسری طرف سے کاؤنٹر مین
نے کہا۔

"بات کراؤ اس سے"۔ عمران کے اشارے پر سلیمان نے کہا۔
چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی تو سلیمان نے رسیور عمران کو
دے دیا۔

"صفدر۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ میری بات غور سے سنو۔
ابھی کچھ دیر بعد اس ہوٹل کے مینجر سے ملنے ایک ایکریمی آئے گا۔
سلیمان اسے ایک پیکٹ دے گا جسے لے کر وہ خاموشی سے چلا جائے
گا۔ تم نے اس کا تعاقب اور پھر اس کی نگرانی کرنی ہے۔ اس کی

نگرانی اور تعاقب اس انداز میں ہونا چاہئے کہ اسے معمولی سا بھی شک نہ ہو کہ اس کا تعاقب ہو رہا ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اور کچھ" ۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں ۔ ضرورت ہوئی تو مجھے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کر لینا" ۔ عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے اوکے سن کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تم اس طرح کا ایک پیکٹ بنا کر تیار رہو۔ جیسے ہی اس پیکٹ کے لئے کوئی آئے پیکٹ اسے بغیر تردد کے دے دینا" ۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا اس فائل کے علاوہ بھی کچھ ملا ہے" ۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ۔ وہاں اور کچھ نہیں تھا۔ فائل بھی اس نے بیڈ کے نیچے چھپا رکھی تھی جو میری تیز نظروں سے کہاں چھپ سکتی تھی" ۔ سلیمان نے کہا۔

"اوکے" ۔ عمران نے کہا۔

"کیا آپ آر ایس ٹو اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں" ۔ سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں ۔ میں اسے لیبارٹری میں جا کر چیک کرانا چاہتا ہوں ۔ آخر یہ آر ایس ٹو ہے کیا جس کے لئے گولڈن پرل سینڈیکیٹ یہاں کام کر رہا ہے" ۔ عمران نے کہا تو سلیمان نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر اس نے آٹومیٹک لاک کھول کر کمرے کا دروازہ کھول دیا تو عمران تیز تیز

قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ جب وہ ہال میں آیا تو وہاں موجود ویٹرز اور دوسرے افراد اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگے جیسے مینجر سے ملنے کے بعد اسے زندہ دیکھ کر انہیں واقعی حیرانی ہو رہی ہو۔

عمران نے ایک میز پر صفدر کو بیٹھے دیکھا تو اس نے سر ہلایا اور پھر وہ ہوٹل سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر دربان اس کی جانب خشمگیں نظروں سے گھور رہا تھا۔ عمران نے اس کا پانچ سو کا نوٹ واپس کیا اور پھر تیزی سے پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پانچ سو کا نوٹ واپس ملتا دیکھ کر دربان خوش ہو گیا تھا۔

سائمن سے تفصیلی ملاقات کے بعد اور اس سے ریڈ سٹون حاصل
کر کے گرو پرساد بے حد خوش تھا۔ ریڈ سٹون کی صورت میں جیسے
اس کے ہاتھ بہت بڑا خزانہ لگ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بے حد
خوش تھا۔ گولڈن پرل کے ممبران کے جانے کے بعد سائمن سے اس
نے علیحدگی میں چند باتیں کیں اور پھر وہ واپس ہوٹل الفردوس آگیا۔

ہوٹل الفردوس میں اس کا فرضی نام سے کمرہ نمبر ون زیرو ون
بک تھا جبکہ اس نے کمرہ نمبر ون زیرو ٹو کافرستان سے آنے والی مادام
مایا کے لئے بک کرا رکھا تھا۔ مادام مایا گرو پرساد کی بزنس پارٹنر
ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی گرل فرینڈ بھی تھی۔ گرو پرساد کا
گولڈن پرل سینڈیکیٹ کافرستان میں بہت نام رکھتا تھا۔ اس نے
کافرستان میں امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر بنا رکھا تھا جس کی آڑ میں وہ
ہر قسم کے غیر قانونی دھندے کرتا تھا۔ مادام مایا اس کے ہر جرم میں

اس کے ساتھ ہوتی تھی اور اس نے چونکہ اعلیٰ سطح کے حکومتی
اہلکاروں تک اپروچ حاصل کر رکھی تھی اس لئے آج تک کسی
سرکاری ایجنسی نے ان پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کی تھی۔ یہی وجہ
تھی کہ گرو پرساد کافرستان میں جرائم کی دنیا کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔

مادام مایا حکومتی سطح پر اس کوشش میں تھی کہ کسی طرح
گولڈن پرل کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو جائے تو ان کے سروں پر
منڈلانے والے خطرات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے۔ حکومتی
ارکان ایک جرائم پیشہ سینڈیکیٹ کو سرکاری حیثیت دینے سے کترا
رہے تھے اس لئے وہ مادام مایا سے عموماً ٹال مٹول سے کام لیتے رہتے
تھے۔ پھر جب مادام مایا نے ڈاکٹر استھانا سے ملاقات کی اور اس نے
ان پر زیادہ دباؤ ڈالا تو ڈاکٹر استھانا نے حکومت کے چند نمائندوں کے
ساتھ میٹنگ کی۔ اس میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ گولڈن پرل کو
ریڈ سٹون کے جلد سے جلد حصول کے لئے پاکیشیا بھیج دینا چاہئے۔
ریڈ سٹون اگر وافر مقدار میں کافرستان پہنچ جاتا تو اس سے کافرستان
کی ٹیکنالوجی سے دنیا میں انقلاب برپا ہو سکتا تھا اور کافرستان کی
پوزیشن پوری دنیا میں مستحکم ہو سکتی تھی اور چونکہ ریڈ سٹون
کافرستان پہنچانے میں سب سے بڑا ہاتھ گولڈن پرل کا ہوتا اس لئے
اسے آسانی کے ساتھ کسی بھی سرکاری ایجنسی میں ضم کیا جا سکتا تھا۔
چنانچہ یہ فیصلہ مادام مایا اور گرو پرساد کو سنا دیا گیا جسے مادام مایا اور
گرو پرساد نے فوراً قبول کر لیا تھا۔

تمام امور طے پا جانے کے بعد گروپرساد گولڈن پرل کے بیس
ارکان کے ہمراہ فوراً پاکیشیا پہنچ گیا ۔ مادام مایا کو چونکہ گروپرساد اور
گولڈن پرل کے ارکان کے ضروری کاغذات وغیرہ تیار کرانے تھے
اس لئے وہ وہیں رک گئی تھی ۔ اب وہ وہی کاغذات لے کر پاکیشیا
پہنچنے والی تھی ۔ ان کاغذات کی بدولت گروپرساد اور اس کے ممبران
پاکیشیا میں کھل کر کام کر سکتے تھے اور کوئی سرکاری ایجنسی ان پر
ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھی ۔ گروپرساد کو ڈان کلب کے سائمن کے
ساتھ ساتھ کافرستان کے چند فارن ایجنٹس کے بارے میں تفصیل بتا
دی گئی تھی جن سے وہ پاکیشیا میں اپنے لئے مدد اور سہولیات حاصل
کر سکتا تھا۔

گروپرساد کو ریڈ سٹون کے بارے میں کچھ خاص نہیں بتایا گیا تھا
اسے صرف اتنا معلوم تھا کہ پاکیشیا میں ایک نایاب ریڈ سٹون موجود
ہے جسے ٹکڑوں کی شکل میں کافرستان پہنچانا ہے ۔ ریڈ سٹون کا سن کر
گروپرساد متجسس ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے طور پر اور پھر مادام مایا کی
مدد سے اس قیمتی دھات والے پتھر کے بارے میں معلومات حاصل
کرنے کی کوششیں کیں تو اسے صرف اتنا معلوم ہوا کہ ریڈ سٹون
کے بارے میں اصل تفصیل سے پاکیشیا میں موجود فارن ایجنٹ
سائمن واقف ہے اس لئے گروپرساد نے پاکیشیا میں آ کر سب سے
پہلے سائمن سے ہی رابطہ کیا تھا۔ پھر اسے آر ایس ٹو کی اصلیت کے
بارے میں جب سائمن نے تفصیل بتائی تو اس قیمتی اور نایاب

دھات کے بارے میں وہ سن کر حیران رہ گیا۔

اس نے سوچا کہ اگر وہ ریڈ سٹون پاکیشیا سے کافرستان منتقل
کرے گا تو اسے زیادہ سے زیادہ چند تعریفی اسناد کے ساتھ ساتھ اس
کی تنظیم کو سرکاری حیثیت دے دی جائے گی جبکہ اگر وہ اس ریڈ
سٹون کے بارے میں کسی سپر پاور کو بتائے گا اور ان پر ریڈ سٹون کی
اصل حقیقت معلوم ہو گی تو وہ اسے کروڑوں اربوں ڈالرز دینے کے
لئے تیار ہو جائیں گے ۔ اس کا کروڑوں اربوں ڈالرز حاصل کرنے کا
خیال اس قدر پختہ ہو گیا اور اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اب ریڈ
سٹون کا ایک ذرہ بھی کافرستان میں نہیں جانے دے گا بلکہ تمام ریڈ
سٹون پر وہ اکیلا قبضہ کر کے اپنے پاس سٹور کرے گا اور پھر وہ پوری
دنیا کے سپر پاورز سے رابطہ کرے گا ۔ انہیں وہ ریڈ سٹون کی حقیقت
سے روشناس کرائے گا اور پھر جو اسے ان ریڈ سٹون کی صحیح قیمت
دینے کے لئے تیار ہو گا وہ ریڈ سٹون اس کے حوالے کر دے گا۔

ریڈ سٹون پر قبضہ کرنے کے لئے اسے سب سے پہلے سائمن اور
اس کے گروپ کا خاتمہ کرنا تھا ۔ اس کے علاوہ اس کی کوشش تھی
کہ وہ ان تمام افراد کا صفایا کر دے جو ریڈ سٹون کی حقیقت سے
واقف تھے ۔ اس کے لئے اس نے مادام مایا اور پھر گولڈن پرل کے
ممبران سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اس پر عمل کرنے کے
لئے اسے وسیع نیٹ ورک کی ضرورت تھی جو پاکیشیا کے ساتھ ساتھ
کافرستان میں بھی کام کرتا اور ان افراد کا خاموشی سے خاتمہ کرتا جو ریڈ

سٹون کے بارے میں ذرا سی بھی انفارمیشن رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے کافرستان میں پہنچنے والے ریڈ سٹون کو بھی حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ اس سلسلے میں وہ سب سے پہلے اپنی پارٹنر مادام مایا سے بات کرنا چاہتا تھا اور اسی لئے وہ ڈان کلب سے نکل کر اپنی کار میں واپس ہوٹل الفردوس آ گیا تھا۔

ناتھن نامی شخص بھی کافرستانی ایجنٹ تھا جو سائمن کے لئے کام کرتا تھا۔ سائمن نے گروپرساد کا پاکیشیا میں سیٹ اپ بنانے کا تمام انتظام ناتھن کے سپرد کر دیا تھا جو گروپرساد کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کر رہا تھا۔ گروپرساد نے اس سے سائمن اور اس کے گروپ کے متعلق کرید کرید کر تمام انفارمیشن حاصل کر لی تھی۔ ویسے بھی ناتھن سائمن سے ناخوش تھا۔ گروپرساد نے جب اسے آفر کی کہ اگر وہ اس کے لئے کام کرے گا تو وہ اسے سائمن سے زیادہ مراعات دے گا تو اس نے فوراً حامی بھر لی تھی۔ وہ تقریباً ہر وقت گروپرساد کے ساتھ ہی رہنے لگا تھا۔ آج اس نے سائمن سے بات کر کے گروپرساد کے ساتھ مکمل طور پر ایچ ہونے کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ گروپرساد نے اسے مادام مایا کی تصویر دکھا کر اسے ایئرپورٹ جانے کے لئے کہا تھا تاکہ وہ اسے ایئرپورٹ سے پک کر کے ہوٹل میں لے آئے مگر ناتھن نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ وہ نہ تو ایئرپورٹ پہنچا تھا اور نہ ہی اس نے اپنے بارے میں گروپرساد کو کوئی خبر دی تھی جس کی وجہ سے گروپرساد اس کے لئے خاصا فکر مند تھا۔ گروپرساد نے

تیسری منزل پر پہنچ کر کمرہ نمبر ایک سو دو کے دروازے پر دستک دی چند لمحوں بعد کمرے میں نسوانی قدموں کی آواز سنائی دی اور دروازے پر آ کر رک گئی۔

"کون ہے"۔ اندر سے ایک مہین آواز سنائی دی۔

"جی پی ون"۔ گروپرساد نے کہا۔

"اوہ"۔ اندر سے آواز سنائی دی اور پھر لاک کھلنے کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے میں ایک نہایت حسین دوشیزہ کھڑی تھی۔ اس کا رنگ سفید، بال سیاہ اور گھنے اور آنکھیں براؤن تھیں۔ اس نے نیلے رنگ کی مقامی شلوار قمیض پہن رکھی تھی جس سے اس کا حسن اور زیادہ نکھرا نکھرا نظر آ رہا تھا۔ اس لباس میں گروپرساد جیسے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"آپ دروازے پر کھڑے گھورتے رہو گے یا اندر بھی آؤ گے"۔ لڑکی نے گلابی ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

"مائی گاڈ۔ یہ واقعی تم ہو یا میں کسی پری کو دیکھ رہا ہوں"۔ گروپرساد نے اندر آتے ہوئے کہا۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پلٹ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"میری تعریف کر رہے ہو یا مجھے مسکہ لگانے کی کوشش کر رہے ہو"۔ لڑکی نے کہا۔

"مسکہ۔ ہونہہ۔ میں حقیقتاً تمہیں اس روپ میں دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں مایا۔ یوں لگ رہا ہے جیسے آسمان سے کوئی اپسرا

اتر آئی ہو ۔ مقامی لباس میں تمہارا حسن نکھر آیا ہے" ۔ گرو پرساد نے اس کی طرف حرص بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" اگر اس لباس میں، میں تمہیں اچھی لگتی ہوں تو آج کے بعد میں پینٹ شرٹ کی بجائے ایسے ہی لباس پہنا کروں گی" ۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اگر تم مجھے اسی حالت میں نظر آتی رہی تو میرا بہت جلد کریا کرم ہو جائے گا" ۔ گرو پرساد نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

" کریا کرم ہو تمہارے دشمنوں کا ۔ یہ بتاؤ اتنی دیر سے کیوں آئے ہو ۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی" ۔ مایا نے کہا۔

" ریڈ سٹون کے سلسلے میں سائمن سے میٹنگ تھی ۔ بس وہیں دیر ہو گئی ۔ تم بتاؤ راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی" ۔ گرو پرساد نے کہا اور آگے بڑھ کر کشن کے صوفے پر بیٹھ گیا ۔ مایا اس کے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔

" نہیں ۔ کوئی تکلیف نہیں ہوئی ۔ سفر آرام سے کٹ گیا تھا ۔ البتہ تمہیں ایئر پورٹ پر نہ پا کر کوفت ضرور ہوئی تھی" ۔ مایا نے کہا۔

" یہاں تم خود آئی ہو یا ناتھن تمہیں یہاں لایا ہے" ۔ گرو پرساد نے کہا۔

" ناتھن کا تو مجھے پتہ نہیں ۔ میں خود ہی ٹیکسی سے یہاں آ گئی تھی" ۔ مایا نے کہا۔

" ہونہہ ۔ نجانے یہ ناتھن کہاں جا کر مر گیا ہے" ۔ گرو پرساد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یہ ناتھن ہے کون اور تم نے اسے ہی مجھے ایئر پورٹ پر لینے کیوں بھیجا تھا" ۔ مایا نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو گرو پرساد نے اسے ناتھن کے بارے میں ساری بات بتا دی۔

" حیرت ہے ۔ اگر وہ میرے لئے صبح سے ایئر پورٹ گیا ہوا ہے تو مجھے ملا کیوں نہیں" ۔ مایا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسی بات کی تو مجھے پریشانی ہے ۔ بہر حال کاغذات لائی ہو" ۔ گرو پرساد نے کہا۔

" ہاں ۔ مگر تم نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے مختلف ناموں سے کاغذات کیوں منگوائے ہیں ۔ کیا تم یہاں اپنی شناخت چھپانا چاہتے ہو" ۔ مایا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو گرو پرساد مسکرا دیا۔

" یہاں تو پہلے ہی میری شناخت چھپی ہوئی ہے ۔ میں یہاں اپنے اصلی نام سے نہیں آیا تھا" ۔ گرو پرساد نے کہا۔

" پھر یہ ایکریمین، گریٹ لینڈ اور کرانس کے کاغذات کیوں تیار کرائے ہیں تم نے" ۔ مایا نے کہا ۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

" پہلے کاغذات دکھاؤ پھر میں تم سے بات کرتا ہوں" ۔ گرو پرساد نے کہا تو مایا سر ہلا کر اٹھی اور کمرے سے ملحقہ دوسرے کمرے میں چلی گئی ۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس

تھا۔ اس نے بریف کیس کھولا۔ بریف کیس میں اس کی ضرورت کی
چیزیں تھیں جو اس نے نکال کر میز پر رکھیں اور بریف کیس خالی کر
دیا۔ اس نے خالی بریف کیس کو درمیان سے انگوٹھے سے پریس کیا
تو بریف کیس کا درمیانی حصہ کسی ڈھکن کی طرح سائیڈ میں ہو گیا
اور وہاں ایک اور خانہ بن گیا۔ مایا نے اس خانے میں ہاتھ ڈال کر
کاغذوں کا پلندہ سا نکال لیا جو پلاسٹک کور میں پیکڈ تھا۔

"یہ رہے تمہارے کاغذات"۔ اس نے کاغذات گرو پرساد کی
طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو گرو پرساد نے اس سے پیکٹ لے لیا۔ اس
نے سائیڈ سے پیکٹ کھولا اور اس میں سے چند کاغذ نکال لئے اور
انہیں پڑھنے لگا۔

"گڈ۔ اب تم یہ بتاؤ کیا تم واپس جانا چاہتی ہو یا یہیں رک کر
میرے ساتھ کام کرو گی"۔ گرو پرساد نے کاغذات دوبارہ پیکٹ میں
ڈالتے ہوئے کہا۔

"جیسا تم کہو"۔ مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم یہیں رہو اور میرے ساتھ کام کرو"۔ گرو
پرساد نے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔ مایا نے اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اب سنو۔ میں نے کافرستان اور گولڈن پرل سینڈیکیٹ
چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے"۔ گرو پرساد نے کہا۔ اس کی بات سن کر

پہلے تو مایا حیرت سے اس کی طرف دیکھتی رہی پھر یوں اچھل کر
کھڑی ہو گئی جیسے گرو پرساد نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"۔ مایا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مایا۔ اگر تم میرا ساتھ دو تو ہم دونوں اربوں کھربوں ڈالرز کے
مالک بن سکتے ہیں"۔ گرو پرساد نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ مایا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے
کہا۔

"میں نے ایک پلان بنایا ہے۔ اگر ہم اس پلان میں کامیاب ہو
گئے تو ہمارے وارے نیارے ہو جائیں گے اور پھر ہمیں نہ کافرستان
جانے کی ضرورت رہے گی اور نہ کسی معمولی سینڈیکیٹ کی۔ ہم بے
حساب دولت لے کر ہمیشہ کے لئے سوئزر لینڈ چلے جائیں گے اور
اپنی دنیا بسائیں گے"۔ گرو پرساد نے رومانوی انداز اپناتے ہوئے
کہا۔

"یہ تم ہی ہو یا خواب میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ تم اور ایسی
باتیں"۔ مایا نے کہا۔ اس کی بات سن کر گرو پرساد ہنس پڑا پھر اس
نے مایا کو ساری باتیں بتانی شروع کر دیں جس کے متعلق وہ سوچ
رہا تھا۔ اس کی باتیں سنتے ہی مایا کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی
گئیں۔

"اوہ۔ تمہارے ارادے تو بے حد خطرناک ہیں"۔ مایا نے اس
کی پلاننگ سن کر حیرت سے کہا۔

"خطرناک نہیں بلکہ مضبوط ارادے کہو"۔ گروپرساد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا تم یہ سب کر لو گے"۔ مایا نے کہا۔

"ہاں۔ تم بے فکر رہو۔ اسی لئے تو میں نے تمہارے ذریعے یہ کاغذات بنوائے ہیں"۔ گروپرساد نے کہا۔

"لیکن تم ریڈ سٹون کا معاہدہ کس ملک سے کرو گے اور اس کا لائحہ عمل کیا ہو گا"۔ مایا نے پوچھا۔

"اس پر ابھی میں کام کر رہا ہوں۔ جیسے ہی کوئی لائحہ عمل طے ہو گا میں تمہیں بتا دوں گا"۔ گروپرساد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس معاملے میں، میں بھی تمہاری ففٹی پرسنٹ کی حقدار ہوں گی"۔ مایا نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

"آف کورس۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں اپنی پلاننگ بتائی ہے"۔ گروپرساد نے کہا۔

"گڈ۔ تو پھر ایسا کرو کہ کافرستان ٹاسک مجھے دے دو۔ ریڈ سٹون کے بارے میں جتنے بھی افراد واقف ہیں میں ان سب کو جانتی ہوں۔ میں نہ صرف ان سب کو ہلاک کر دوں گی بلکہ کافرستان میں ریڈ سٹون کی جو کھیپ جا چکی ہے اسے بھی واپس لے آؤں گی"۔ مایا نے کہا تو گروپرساد بے اختیار کھل اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے"۔ گروپرساد نے مایا کی طرف یقین نہ آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ تم مایا کو کیا سمجھتے ہو۔ مایا کے ہاتھ بہت لمبے ہیں مائی ڈیئر"۔ مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اگر ایسا ہو جائے تو سمجھو ہم نے دنیا فتح کر لی"۔ گروپرساد نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میرے لئے یہ کام کوئی معنی نہیں رکھتا۔ مگر"۔ مایا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"مگر۔ یہ تم مگر کہہ کر خاموش کیوں ہو گئی ہو"۔ گروپرساد نے چونک کر کہا۔

"تم نے کافرستان اور گولڈن پرل چھوڑنے کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر لیا ہے تو پھر تم اس معاملے میں گولڈن پرل کے ممبران کو اپنے ساتھ کیوں رکھنا چاہتے ہو۔ اگر وہ ہمارے ساتھ رہے تو ہمیں اپنی دولت میں سے انہیں بھی حصہ دینا پڑے گا۔ کیا یہ تمہیں منظور ہو گا"۔ مایا نے کہا۔

"اوہ۔ تم ان ممبران کی فکر مت کرو۔ مجھے ان سے ایک دو کام لینے ہیں اس کے بعد ان سب کا بھی قصہ تمام ہو جائے گا۔ ریڈ سٹون کی دولت پر صرف ہم دونوں کا ہی حق ہو گا"۔ گروپرساد نے سفاکی سے کہا۔

"گڈ۔ تو پھر میں آج ہی واپس کافرستان چلی جاتی ہوں۔ ہم ایک دوسرے سے ایکس ایکس ٹرانسمیٹر پر رابطہ رکھیں گے۔ میں وہاں اپنا کام کروں گی اور تم یہاں اپنی پلاننگ پر عمل کرنا اور ایسی پارٹی سے

سودے بازی کرنا جو ہمیں زیادہ سے زیادہ دولت فراہم کرسکے"۔ مایا نے کہا۔

"ضرور۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ میں اس ہوٹل کو چھوڑ کر ہوٹل پیراڈائز میں منتقل ہو رہا ہوں۔ اس کے بعد میں کوئی ذاتی رہائش گاہ تلاش کروں گا جسے میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنا سکوں"۔ گروپرساد نے کہا۔

"یہ زیادہ مناسب رہے گا"۔ مایا نے کہا۔

"کافی دیر سے تمہارے ساتھ بک بک کئے جا رہا ہوں۔ بول بول کر میرا حلق خشک ہو گیا ہے۔ کچھ پلاؤ گی نہیں"۔ گروپرساد نے کہا تو مایا مسکرا دی۔

"میں نے تھوڑی دیر پہلے ویٹر کو بڑا نوٹ دے کر بلیک وہسکی منگوائی تھی۔ وہی لے آؤں"۔ مایا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"غنیمت ہے۔ لے آؤ"۔ گروپرساد نے کہا تو مایا مسکراتے ہوئی ایک بار پھر ملحقہ کمرے میں چلی گئی۔ اسے جاتے دیکھ کر گروپرساد نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنا سر صوفے کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔ مایا نے اس کے ساتھ دینے کا فیصلہ کر کے اور کافرستان کا سیٹ اپ سنبھالنے کا کہہ کر اس کے سر پر سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا تھا جس سے وہ خاصا مطمئن اور مسرور نظر آ رہا تھا۔ وہ خیالوں ہی خیالوں میں خود کو بے پناہ دولت میں کھیلتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ یہاں۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ آر ایس ٹو لے کر سرداور کے پاس جائیں گے"۔ سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اس لئے یہاں آ گیا ہوں کہ چلو سرداور نہ سہی بلیک زیرو ہی سہی جس کا سر کھا سکتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیوں میرا سر کیوں۔ سرداور کے نام کے ساتھ سر جڑا ہوا ہے۔ ان کا سر کھانے کا مطلب تو سمجھ میں آیا ہے لیکن میرے نام کے ساتھ تو کوئی سر نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گویا تم بغیر سر کے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔ میرا نام طاہر ہے ۔ سر طاہر نہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے باپ رے ۔ اگر تمہارا سر نہیں ہے تو بول کیسے رہے ہو سر گردن پر لگا ہوتا ہے اور اس سر کی فرنٹ سائیڈ پر انسان کا منہ ہوتا ہے ۔ اگر تمہارا سر ہی نہیں ہے تو تم بول کیسے سکتے ہو"۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا مطلب اس سر سے نہیں تھا"۔ بلیک زیرو نے فوراً کہا۔

"تو کس سر سے تھا"۔ عمران نے کہا۔

"میں نام کے ساتھ لگے ہوئے سر کی بات کر رہا تھا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر تو گردن پر ہوتے ہیں ۔ ناموں کے ساتھ کسی سر کا کیا تعلق"۔ عمران نے کہا۔

"جس طرح سرداور کے نام سے پہلے سر آتا ہے اسی طرح سر سلطان اور پھر سر عبدالرحمان"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے ۔ ان کے سر تو بڑے بڑے ہیں اس لئے وہ بطور نشانی خود کو سرداور، سر عبدالرحمان اور سر سلطان کہلواتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"لگتا ہے آج کل آپ انسانی سروں پر ریسرچ کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے ان سروں پر ریسرچ کرنے میں لطف آتا ہے جن میں دماغ

نام کی کوئی چیز ہو ۔ جن کے دماغ پہلے سے ہی زیرو ہوں اور وہ بھی بلیک تو بھلا ان سروں پر ریسرچ کرنے کا کیا لطف آئے گا"۔ عمران نے بلیک زیرو پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"جب عالم بالا میں عقل کی تقسیم ہو رہی تھی تب لائن میں سب سے آگے آپ ہی کھڑے تھے ۔ فرشتوں سے ساری عقل آپ نے ہی حاصل کر لی تھی تو ہم بے چاروں نے زیرو ہی رہنا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا تو اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

"چلو اس بہانے تجھے معلوم تو ہوا کہ میرے پاس عقل نام کی کوئی چیز ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ دماغ کو بذریعہ معدہ سلیمان مونگ کی دال کھلا کھلا کر چوپٹ کرتا جا رہا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اس لئے آپ نے سلیمان کو ٹریننگ دے کر اسے مجرموں کے پیچھے بھگانے کا کام سونپ دیا ہے تاکہ وہ آپ کو مونگ کی دال کھلا کھلا کر آپ کے معدے کے ذریعے آپ کی بچی کھچی عقل ختم ہی نہ کر دے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے نہیں ۔ میں اس جاسوس خانساماں کو کسی مجرم کی گولی کا نشانہ بنانا چاہتا ہوں تاکہ اس کی اگلی پچھلی تنخواہوں کا حساب نہ دینا پڑے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا ۔ اب اپنی ہنسی کی لگامیں کھینچو اور بتاؤ کسی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو نہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اور ٹرانسمیٹر سرچنگ کا کیا بنا"۔ عمران نے پوچھا۔

"مشین ابھی تک آپریٹنگ کر رہی ہے۔ ابھی اس مشین نے کوئی کاشن نہیں دیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم اس کے ساتھ ملٹی تھری ایس کیو پرو مشین لنک کر دو۔ اس مشین کی ریم پاور دس ہزار میگا ہو جائے گی جس کی وجہ سے مشین جلد سے جلد ایسی کالوں کو ٹریس کر لے گی"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"رکو۔ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ لیبارٹری میں اس آر ایس نو کے ٹیسٹ لینا چاہتا ہوں"۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ اس نے مین مشین کو آٹو سیٹ کیا اور دانش منزل کا کنٹرولنگ اور آپریٹنگ سسٹم آٹومیٹک کر دیا تاکہ اس کی غیر موجودگی میں سسٹم میں کوئی خلل نہ آسکے اور اگر کسی ممبر کی طرف سے کوئی کال آئے تو انہیں تہہ خانے میں کاشن مل سکے۔

"چلیں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے سرہلایا اور اس کے ساتھ کمرے سے نکلنے لگا۔ اچانک آپریشن روم میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں بے اختیار ٹھٹھک گئے۔

"کسی ممبر کی کال ہے۔ تم مشین کو جا کر لنک کرو۔ کال کو میں دیکھ لیتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور خود کال اٹنڈ کرنے لگا۔

"ایکسٹو"۔ عمران نے ایک بٹن پریس کر کے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے جولیا کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اس کمپیوٹرائزڈ مشین سے چونکہ رابطہ ڈائریکٹ ہو جاتا تھا اور مشین کے ہیڈ فونز اور مائیک ایک ساتھ کام کرتے تھے اس لئے انہیں بار بار اوور نہ کہنا پڑتا تھا اور وہ کسی فون کی طرح براہ راست بات کر سکتے تھے۔

"یس۔ کوئی رپورٹ"۔ عمران نے کہا۔

"یس چیف"۔ میں نے اور تنویر نے وائٹ سیڈان کو ٹریس کر لیا ہے"۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"گڈ۔ کہاں ہے وہ کار اور تم کہاں سے بول رہی ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہمیں کار ایک شاپنگ پلازہ میں نظر آئی تھی۔ کار کا نمبر دیکھ کر ہم وہیں رک گئے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد شاپنگ پلازہ سے ایک جوڑا آیا اور اس کار میں بیٹھ گیا۔ ہمیں جس شخص کے آپ نے فوٹو گراف دیئے تھے اور اس کے بارے میں جو تفصیل بتائی تھی اس کے مطابق اس شخص کی چال ڈھال اور قد کاٹھ ویسا ہی تھا مگر اس کا چہرہ بدلا ہوا تھا جس پر میں نے ڈی ڈی ایس کیمرے سے ان کی تصویریں اتار لیں کیمرے سے ان کے فوٹو پرنٹ نکلے تو ان کے اصل چہرے ہمارے سامنے آ گئے۔ وہ ہمارا مطلوبہ شخص ہی تھا اور اس کے ساتھ جو لڑکی

تھی وہ بھی میک اپ میں تھی۔ بہرحال وہ شاپنگ پلازہ سے نکلے اور کار کو مین روڈ پر لے آئے۔ ہم نے احتیاط سے ان کا تعاقب کیا تو وہ زارم کالونی کی طرف مڑ گئے اور پھر ہم نے انہیں ایک کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ اس کوٹھی کا نمبر چار سو سات ہے۔ ابھی تک وہ دونوں اس کوٹھی میں ہی ہیں۔ میں وہیں سے آپ کو سیل فون سے کال کر رہی ہوں"۔ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم دونوں وہیں رکو۔ میں کیپٹن شکیل اور چوہان کو وہاں بھیجتا ہوں۔ تم سب اس کوٹھی کی چاروں طرف سے نگرانی کرو گے اور ہر آنے جانے والے پر نظر رکھو گے اور ان کی اس طرح ڈی ڈی ایس کیمرے سے تصویریں لیتے رہنا۔ عمران ایک ضروری کام سے گیا ہوا ہے جیسے ہی وہ واپس آئے گا میں اسے بھی تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ پھر تم اس کی ہدایات پر عمل کرنا"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف"۔ دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"اور کوئی بات"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"نو چیف"۔ جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ تم دھیان رکھو میں کیپٹن شکیل اور چوہان کو کال کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور مشین کا بٹن پریس کر کے اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر باری باری کیپٹن شکیل اور چوہان کو کال کیا اور انہیں فوراً جولیا اور تنویر کے پاس پہنچنے کا حکم دیا۔ دونوں کالیں کرنے کے بعد وہ اٹھا ہی تھا کہ ایک بار پھر وہاں تیز سیٹی بجنے لگی۔

عمران نے ابھی ہیڈ فون کانوں سے نہیں اتارے تھے۔

"ایکسٹو"۔ اس نے مشین کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

"خا۔ خا۔ خاور بول رہا ہوں چیف"۔ دوسری طرف سے خاور کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ خاور۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔ تمہاری زبان کیوں لڑکھڑا رہی ہے"۔ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"چ۔ چیف۔ ڈان کلب"۔ دوسری طرف سے خاور نے اسی طرح لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر اچانک دوسری طرف سے خاور کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور ساتھ ہی کھٹ پھٹ کی آواز کے ساتھ رابطہ منقطع ہو گیا۔ خاور کی چیخ سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا تھا۔

صفدر ہال میں کاؤنٹر کے سامنے میز پر بیٹھا تھا۔ وہ جس رخ پر بیٹھا تھا وہاں سے وہ ہال میں آنے جانے والے ہر فرد پر آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا۔ اس نے عمران کو وہاں سے نکل کر جاتے دیکھ لیا تھا۔ اسے چونکہ وہیں بیٹھ کر کسی غیر ملکی کا انتظار کرنا تھا اس لئے اس نے وقت گزاری کے لئے ویٹر کو کافی لانے کو کہہ دیا تھا۔

ویٹر نے چند ہی لمحوں میں اسے کافی سرو کر دی تھی جس کے سپ لیتا ہوا وہ ہال میں داخل ہونے والے افراد کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کافی ختم کر کے مگ میز پر رکھا ہی تھا کہ اسے ہال کے داخلی دروازے سے ایک لمبا تڑنگا اور چوڑے شانوں والا نوجوان اندر آتا دکھائی دیا۔ وہ مقامی نوجوان تھا۔ اس نے نیوی کلر کا ٹو پیس سوٹ پہن رکھا تھا اس کی آنکھوں پر سنہری فریم کا چشمہ تھا اور اس کے ہاتھ میں براؤن رنگ کا ایک بریف کیس تھا۔ صفدر اس نوجوان کو دیکھ کر بے

اختیار چونک پڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ شخص میک اپ میں ہو۔ بریف کیس اس کے دائیں ہاتھ میں تھا جبکہ بائیں ہاتھ میں اس نے لمبی زنجیر والا کی رنگ پکڑ رکھا تھا جسے وہ مسلسل گھماتے ہوئے انگلی پر لپیٹ رہا تھا۔

میک اپ کا خیال آتے ہی صفدر نے فوراً جیب سے جدید ساخت کا سیل فون نکال لیا۔ اس نے فون کے دو تین بٹن پریس کئے اور نہایت مہارت سے اس انداز میں نوجوان کے چہرے کا کلوز اپ لے کر اس کی تصویر لے لی کہ دوسرے یہی سمجھیں کہ وہ فون سیٹ کو صرف دیکھ رہا ہے۔ تصویر لے کر اس نے فون سیٹ کے مختلف بٹن پریس کئے اور اس تصویر کو محفوظ کرتے ہوئے اس نے تصویر کی سکیننگ کرنا شروع کر دی۔ اس دوران نوجوان کاؤنٹر کے پاس آ چکا تھا۔ اس نے کاؤنٹر مین سے کوئی بات کی تو کاؤنٹر مین سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر پر پڑے فون کا رسیور اٹھا کر کوئی نمبر پریس کرنے لگا۔ صفدر کو شک تھا کہ یہ وہی غیر ملکی ہے جس کی عمران نے اسے نگرانی کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ یقیناً ہوٹل کے مینجر سے ملنے کے لئے آیا تھا۔

کاؤنٹر مین نے فون پر بات کر کے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس نے ایک ویٹر کو بلا کر اسے چند ہدایات دیں۔ ویٹر اس نوجوان کو لے کر اس طرف چلا گیا جس طرف سے صفدر نے عمران کو آتے دیکھا تھا۔ اسی لمحے اس کے فون سیٹ پر وائبریشن کا کاشن ہوا تو اس نے چونک کر سکرین دیکھی تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار

مسکراہٹ آ گئی۔ سکرین پر اس نے جس نوجوان کی تصویر لے کر سکیننگ کی تھی اب سکرین پر اس کی اصلی شکل نظر آ رہی تھی جو کسی ایکریمی کی ہی تھی جس کا صاف مطلب تھا کہ آنے والا نوجوان واقعی میک اپ میں تھا۔

صفدر نے اس کی تصویر کو ایکسٹو کے مخصوص نمبر پر ایم ایس کر دی۔ اب اسے اس نوجوان کی واپسی کا انتظار کرنا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ایک نوٹ نکال کر شوگر پاٹ کے نیچے رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سوچا اس غیر ملکی کا یہیں انتظار کرنا فضول ہو گا۔ ایسے غیر ملکی عموماً ٹیکسیوں میں سفر کرنے کی بجائے ذاتی یا پھر چوری کی کاروں کو ترجیح دیتے تھے۔ نوجوان جس طرح سوٹڈ بوٹڈ آیا تھا اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ لامحالہ اپنی ہی کسی کار میں آیا ہو گا۔ اس سے پہلے کہ وہ کار میں کہیں نکل جاتا صفدر اس کا تعاقب کرنے کے لئے تیار رہنا چاہتا تھا۔ چنانچہ وہ ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں آیا اور پھر اپنی کار میں آ بیٹھا۔ پھر پارکنگ بوائے کو دیکھ کر اسے کوئی خیال آیا تو وہ کار سے نکل آیا۔

"مسٹر بات سنو"۔ صفدر نے پارکنگ بوائے کو آواز دے کر کہا تو وہ تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"یس سر"۔ اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں ابھی چند لمحے قبل نیوی سوٹ میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان آیا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سنہری فریم کا چشمہ اور ہاتھ میں براؤن رنگ

کا بریف کیس تھا۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ کس کار میں آیا تھا"۔ صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لمبا تڑنگا۔ نیوی سوٹ۔ سنہری فریم کا چشمہ اور براؤن بریف کیس"۔ پارکنگ بوائے نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کے بائیں ہاتھ میں زنجیر والا کی رنگ تھا جسے وہ مسلسل گھما کر انگلی پر لپیٹ رہا تھا"۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ایک صاحب یہاں آئے تو تھے اور ان کی کار وہ سامنے کھڑی ہے۔ سیاہ سیوک"۔ پارکنگ بوائے نے سامنے قطاروں میں کھڑی ایک کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو صفدر نے اس کا نمبر ذہن نشین کر لیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ اسی کی کار ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"جی صاحب۔ یہ کار ابھی چند لمحے قبل آئی تھی۔ اس میں وہ صاحب نکلے تھے جن کا آپ پوچھ رہے ہیں۔ اس کے بعد ابھی دوسری کوئی کار نہیں آئی"۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔

"شکریہ"۔ صفدر نے کہا۔

"لیکن صاحب۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا وہ صاحب آپ کے جاننے والے ہیں"۔ پارکنگ بوائے نے اس کی جانب شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق سپیشل برانچ سے ہے اور مجھے شک ہے کہ وہ کسی مجرم گروپ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے میں اس پر نظر رکھنا چاہتا

ہوں۔ تمہیں یہ بات میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ تم کہیں اس بات کا ذکر اس نوجوان سے نہ کر دینا۔ اگر اسے معلوم ہو گیا کہ اس پر نظر رکھی جا رہی ہے تو وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا اور ایسی صورت میں تمہاری شامت آ جائے گی۔ سمجھ رہے ہو ناں تم"۔ صفدر نے اسے ڈراتے ہوئے کہا۔

"اوہ صاحب۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں کسی سے کوئی بات نہیں کروں گا۔ آپ نے مجھ سے کچھ کہا اور کچھ پوچھا ہی نہیں پھر میں کسی سے کیا بات کروں گا"۔ پارکنگ بوائے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ صفدر سے اس کی کار کا ٹوکن لے کر وہ اس سے دور چلا گیا۔ یہ دیکھ کر صفدر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ اس نے کار میں بیٹھ کر اگنیشن میں چابی لگا کر کار سٹارک کی اور اسے پارکنگ سے باہر لے آیا اور پھر اس نے کار پارکنگ ایریئے سے قدرے فاصلے پر روک لی تاکہ جیسے ہی سیاہ سیوک پارکنگ سے نکلے وہ اس کا آسانی سے تعاقب کر سکے۔

پھر تقریباً بیس منٹوں بعد اس نے پارکنگ سے وہی سیاہ سیوک نکلتے دیکھی جس کے بارے میں اسے پارکنگ بوائے نے بتایا تھا۔ کار میں وہی نوجوان تھا۔ اسے دیکھ کر صفدر کے چہرے پر اطمینان سا آ گیا۔ پھر اس نے کار کا مناسب فاصلہ رکھ کر اپنی کار اس کے پیچھے لگا دی۔ کار مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی مین روڈ پر آ گئی۔ یہ سڑک شہر سے باہر جاتی تھی۔ پھر کار آگے جا کر ایک پہاڑی راستے کی طرف مڑ

گئی۔

"اوہ۔ یہ راستہ تو نور پور کی طرف جاتا ہے۔ اس کا نور پور جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سیاہ سیوک جس سڑک پر مڑی تھی وہ ایک طویل موڑ تھا۔ صفدر نے کار کی رفتار بڑھا کر جیسے ہی اس طرف موڑی اسے یکلخت بریک پیڈل پر پوری قوت سے پاؤں رکھنا پڑ گیا۔ موڑ مڑتے ہی اسے سیاہ سیوک دکھائی دے گئی تھی جو سڑک کے بالکل درمیان میں کھڑی تھی۔ شاید اس غیر ملکی کو اپنے تعاقب کا علم ہو گیا تھا اور وہ جان بوجھ کر صفدر کو اس طرف لے آیا تھا۔ کار کو سڑک کے درمیان میں روک کر اس نے سڑک بلاک کر دی تھی اور وہ کار کے ساتھ ٹیک لگائے اطمینان سے کھڑا تھا۔

اچانک کار کو پوری قوت سے بریک لگنے کی وجہ سے کار کے ٹائر چیخ اٹھے تھے اور کار سڑک پر لمبی لکیر سی کھینچتی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ صفدر کار کو اس طرح سڑک کے درمیان میں رکے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔ جیسے ہی صفدر کی کار رکی نوجوان نے جیب سے ایک عجیب ساخت کا پسٹل نکال لیا۔ اس پسٹل کی نال موٹی تھی اور اس نال میں ایک سگار نما راکٹ پھنسا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ صفدر کچھ کرتا غیر ملکی نے اچانک پسٹل کا بٹن پریس کر دیا۔ پسٹل سے سگار نما راکٹ نکلا اور دھوئیں کی لمبی لکیر بناتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے صفدر کی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر نے کار کا

دروازہ کھول کر کار سے باہر چھلانگ لگانی چاہی مگر راکٹ عین اس کی کار سے آ ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے کار کے ساتھ اس کے بھی پرخچے اڑ گئے ہوں۔

خاور وائٹ سیڈان کی تلاش میں ایئرپورٹ کی طرف نکل گیا تھا مگر اسے وہاں ایسی کوئی کار دکھائی نہ دی تھی اس لئے وہ اپنی کار میں واپس شہر کی طرف لوٹ رہا تھا کہ اسے دائیں طرف درختوں سے دھواں سا نکلتا دکھائی دیا۔ درختوں کے جھنڈ میں اسے ایک کار بھی دکھائی دی تھی جس میں آگ لگی ہوئی تھی۔ دھواں اسی کار سے نکل رہا تھا۔ کار میں لگنے والی آگ نے ایک درخت اور نیچے خشک جھاڑیوں کو لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

کار کا چونکہ اگلا حصہ آگ میں جل رہا تھا اس لئے خاور کو کار کا پچھلا حصہ دکھائی دے رہا تھا جو ابھی آگ سے محفوظ تھا۔ خاور کو صاف محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کار آؤٹ آف کنٹرول ہو کر درختوں کے جھنڈ میں جا گھسی ہو اور کسی درخت سے ٹکرا گئی ہو اور پھر اس میں آگ لگ گئی ہو۔ اس میں کوئی زخمی بھی ہو سکتا تھا جس کی مدد کا فیصلہ

کرتے ہوئے خاور نے کار فوراً دوسرے درختوں کے درمیان میں لا کر روک دی ۔ وہ کار سے نکلا اور تیزی سے جلتی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ واقعی کار کے انجن میں آگ لگ گئی تھی مگر ابھی آگ کار کی ٹینکی میں نہیں لگی تھی ورنہ شاید کار خوفناک دھماکے سے پھٹ گئی ہوتی ۔ خاور تیزی سے چلتا ہوا کار کے عقب میں آیا اور اس نے بیک ونڈ سکرین سے کار میں جھانکا تو اسے ایک نوجوان دکھائی دیا جو شدید زخمی نظر آ رہا تھا اور اس کا سر اسٹیئرنگ پر پڑا ہوا تھا ۔

" اوہ ۔ شاید یہ ابھی زندہ ہو " ۔ خاور نے کہا ۔ وہ کار کی ڈگی پر چڑھا اور بوٹ کی ایڑی مار کر کار کا عقبی شیشہ توڑنے لگا ۔ چند لمحوں بعد کار کا شیشہ ریزہ ریزہ ہو کر سیٹ پر بکھر گیا ۔ چونکہ کار کے تمام شیشے بند تھے اس لئے کار میں ابھی دھواں نہیں بھرا تھا ۔ خاور تیزی سے کار کے اندر آیا ۔ اس نے سب سے پہلے نوجوان کی گردن کی مخصوص رگ کو ہاتھ لگا کر چیک کیا جس میں ابھی زندگی کی رمق موجود تھی ۔ اسے زندہ دیکھ کر خاور نے اس کے دونوں کاندھے پکڑے اور اسے سیٹ سے اوپر کر کے پچھلی طرف گھسیٹ لیا ۔

نوجوان نے چونکہ سیفٹی بیلٹس نہیں باندھ رکھے تھے اس لئے خاور نے اسے آسانی سے پیچھے سے کھینچ لیا تھا ۔ پھر اس نے ڈگی پر آ کر دوبارہ نوجوان کو پکڑا اور اسے اوپر اٹھا لیا ۔ کار کے دونوں اطراف میں آگ لگی ہوئی تھی اس لئے خاور نے اسے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر نکالنے کا خطرہ مول نہیں لیا تھا ۔ اس نے نوجوان کو ڈگی پر لٹایا اور

چھلانگ لگا کر نیچے آ گیا اور پھر اس نے نوجوان کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور جلتی ہوئی کار سے دور لے آیا ۔

اس نے ایک جگہ گھاس پر نوجوان کو لٹایا اور اس کے زخموں کو دیکھنے لگا ۔ نوجوان کے سر کے اگلے حصے پر زخم تھے اور اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا تھا ۔ اس کے سر کے زخموں سے بدستور خون رس رہا تھا خاور اٹھ کر تیزی سے اپنی کار کی طرف گیا ۔ اس نے کار کی ڈگی کھولی اور اس میں سے ایک میڈیکل باکس نکال لیا ۔ وہ چونکہ سیکرٹ ایجنٹ تھا اور سیکرٹ ایجنٹس کو ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار رہنا پڑتا تھا اس لئے چیف کی ہدایات پر اس نے بھی اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح کار میں ہر طرح کا ضروری سامان رکھا ہوا تھا جس میں میڈیکل باکس بھی شامل تھا ۔

میڈیکل باکس لے کر وہ نوجوان کے قریب آیا اور اسے کھول کر اس میں سے کاٹن نکال کر نوجوان کے زخم صاف کرنے لگا ۔ پھر اس نے نوجوان کو دو مختلف انجکشن لگائے اور اس کے زخموں پر عارضی پٹیاں باندھنے لگا ۔ اس نوجوان کی عارضی ڈریسنگ کر دی تھی تاکہ مزید خون کا اخراج نہ ہو سکے ۔ ساتھ ہی اس نے نوجوان کو مزید دو طاقت کے انجکشن بھی لگا دیئے تھے ۔ اب وہ مطمئن تھا ۔ نوجوان فوری ہلاکت سے بچ گیا تھا اس لئے خاور اسے اب کسی نزدیکی ہسپتال میں لے جانا چاہتا تھا ۔ خاور نے کچھ سوچ کر اس نوجوان کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے ایک بٹوہ نکلا ۔ خاور نے بٹوہ کھولا تو اس

میں مقامی کرنسی کے علاوہ چند کارڈز تھے ۔ وہ مختلف کمپنیوں،
ہوٹلوں اور کلبوں کے کارڈز تھے ۔ بٹوے میں ایک آئی ڈی کارڈ تھا جو
اس نوجوان کا تھا ۔ کارڈ پر اس کا نام ناتھن لکھا ہوا تھا اور اس پر پتہ
ایک متوسط علاقے کا تھا ۔ خاور نے اس کی دوسری جیبوں کی تلاشی لی
تو اس کی ایک جیب سے مشین پسٹل اور اس کے فالتو میگزین نکلے
جسے دیکھ کر خاور بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"اوہ ۔ لگتا ہے اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے" ۔ خاور نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا ۔ اس کی ایک جیب سے ایک سیل فون بھی نکلا تھا جو ٹوٹا
ہوا تھا ۔ خاور نے چونکہ اسے فوری طور پر کسی نزدیکی ہسپتال میں
پہنچانا تھا اس لئے اس نے سر جھٹک کر تمام چیزیں کار کے ڈیش بورڈ
میں رکھیں اور نوجوان کو اٹھا کر کار کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا ۔ نوجوان
کی کار اب پوری طرح سے آگ کی لپیٹ میں آ چکی تھی اور اس کی
ٹینکی کسی بھی لمحے خوفناک دھماکے سے پھٹنے والی تھی اس لئے خاور
جلد سے جلد وہاں سے نکل جانا چاہتا تھا ۔ اس نے نوجوان کو پچھلی
سیٹ پر لٹا کر کار کا دروازہ بند کیا اور تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آ
کر بیٹھ گیا ۔ اس نے کار ریورس کی اور پھر سڑک پر آ گیا اور اس کو
شہر کی طرف جانے والے راستے کی طرف ڈال کر فل سپیڈ پر چھوڑ دیا
ابھی وہ کچھ ہی آگے گیا ہو گا کہ اسے ایک خوفناک دھماکے کی آواز
سنائی دی ۔ اس نے عقبی آئینے میں دیکھا نوجوان کی کار خوفناک
دھماکے سے پھٹ گئی تھی اور اس کے جلتے ہوئے ٹکڑے فضا میں

بلند ہو کر گرتے نظر آ رہے تھے۔

اس طرف عموماً ٹریفک برائے نام ہی ہوتی تھی اس لئے خاور کو
اس بات کا خطرہ نہیں تھا کہ کوئی اس دھماکے کی زد میں آ گیا ہو گا ۔
البتہ دھماکے کی وجہ سے درختوں میں تیز آگ بھڑک اٹھی تھی ۔
چنانچہ خاور نے اپنے سیل فون پر فائر بریگیڈ کے خصوصی نمبر پر کال کر
کے اس آگ کے بارے میں بتایا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں کار
چلانے لگا ۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک اسے عقبی سیٹ
پر پڑے ہوئے نوجوان کی کراہیں سنائی دیں ۔ خاور نے چونک کر
دیکھا تو واقعی نوجوان کو ہوش آ رہا تھا اور وہی کراہ رہا تھا۔

"پپ ۔ پانی ۔ پانی" ۔ نوجوان نے آنکھیں کھولتے ہوئے انتہائی
نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ سوری دوست ۔ میرے پاس پانی نہیں ہے ۔ تم تھوڑا سا
صبر کر لو ۔ میں تمہیں شہر کے کسی ہسپتال میں لے جا رہا ہوں ۔
وہاں تمہیں پانی بھی مل جائے گا اور تمہارے زخموں کا بھی علاج ہو
جائے گا" ۔ خاور نے کہا۔

"تم کون ہو" ۔ نوجوان نے اسی طرح نقاہت بھرے لہجے میں
کہا۔

"مجھے اپنا ہمدرد سمجھو ۔ تمہاری کار ایئرپورٹ کی طرف جاتے
ہوئے درختوں کے جھنڈ میں جا کر ایک درخت سے ٹکرا گئی تھی جس
کی وجہ سے تم زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے ۔ تمہاری کار کے انجن

میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اگر میں بروقت تمہیں کار سے نکال نہ لیتا تو اس کار کے ساتھ تم بھی جل کر بھسم ہو جاتے۔ بہرحال میں نے تمہارے زخموں کی عارضی ڈریسنگ کر دی ہے۔ اب تمہاری زندگی خطرے سے باہر ہے۔ ہسپتال میں تمہارا پراپر علاج ہو گا تو تم جلد صحت یاب ہو جاؤ گے"۔ خاور نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ دوست"۔ نوجوان نے کہا۔

"اس میں شکریہ کی کون سی بات ہے۔ میں تو اپنا فرض ادا کر رہا ہوں"۔ خاور نے کہا۔

"تمہارا نام خاور ہے ناں اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے وابستہ ہو"۔ نوجوان نے کہا تو خاور بری طرح سے چونک اٹھا۔ اس نوجوان نے جس طرح اس کا نام لیا تھا اور اس کے سیکرٹ سروس سے وابستہ ہونے کے بارے میں کہا تھا خاور کا پاؤں بے اختیار بریک پیڈل پر پڑ گیا تھا اور کار سڑک پر گھستی ہوئی ایک جھٹکے سے رک گئی تھی۔ زوردار جھٹکے کی وجہ سے نوجوان اگلی سیٹوں سے ٹکرا گیا تھا اور اس کے منہ سے درد بھری چیخیں نکل گئی تھیں۔ خاور گردن موڑ کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا کر رہے ہو تم۔ مجھے ہلاک کرنے کا ارادہ ہے کیا"۔ نوجوان نے کراہتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم اور میرے بارے میں کیا جانتے ہو"۔ خاور نے اس کی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"میں ناتھن ہوں۔ کافرستانی ایجنٹ۔ میرا تعلق بلیک گروپ سے ہے اور میں یہاں بطور فارن ایجنٹ ناتھن کے نام سے کام کرتا ہوں"۔ نوجوان نے جیسے خوابیدہ سے لہجے میں کہا تو خاور کو ایک اور جھٹکا لگا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ خاور نے اس کی طرف انتہائی حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس نے صاف محسوس کیا تھا کہ نوجوان جیسے لاشعوری کے عالم میں بول رہا ہو۔ اس کی آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں اور اس کی آواز بھی نقاہت زدہ تھی۔

"تم مجھے ہسپتال میں مت لے جاؤ۔ اگر تم میرے ہمدرد ہو تو تم مجھے میرے باس سائمن کے پاس پہنچا دو"۔ نوجوان نے کہا۔

"سائمن۔ یہ سائمن کون ہے"۔ خاور نے پوچھا۔

"وہ ڈان کلب کا مینجر ہے۔ وہ بھی میری طرح کافرستانی ایجنٹ ہے پاکیشیا سے آر ایس ٹو نکال کر اسے خفیہ طور پر کافرستان پہنچانے کی ذمہ داری اسی کی ہے"۔ نوجوان نے کہا تو خاور ایک بار پھر چونک پڑا۔

"آر ایس ٹو۔ کیا مطلب۔ یہ آر ایس ٹو کیا ہے"۔ خاور نے کہا تو نوجوان لاشعوری طور پر اسے آر ایس ٹو کی تفصیل بتانے لگا۔ وہ چونکہ سائمن کے ساتھ کام کرتا تھا اس لئے اسے شہاب ثاقب کی اس چٹان کے بارے میں تمام تفصیل کا علم تھا اور وہ خاور کو تمام باتیں بتاتا جا رہا تھا کہ ریڈ سٹون کو کس نے اور کیسے دریافت کیا تھا اور

اس کی اصل حیثیت کیا تھی اور یہ کہ اسے کہاں سے اور کس طرح کاٹ کاٹ کر خفیہ ذرائع سے اسمگل کیا جا رہا تھا۔ اس کی باتیں سن کر خاور کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی جا رہی تھیں ۔ یہ بات اس کے لئے واقعی حیرت انگیز تھی کہ ریڈ سٹون کی صورت میں انتہائی قیمتی دھات پاکیشیا میں موجود تھی جس کے بارے میں پاکیشیا کا کوئی فرد نہیں جانتا تھا اور اس دھات کو کافرستان کے ایک ماہر فلکیات ڈاکٹر پچکاک نے پاکیشیا کے شمالی علاقے میں گرتے دیکھا تھا اور ماہر معدنیات ڈاکٹر استھانا نے اس کی خاصیت کو پہچان لیا تھا۔

نوجوان ناتھن نے خاور کو ایک ایک تفصیل بتا دی تھی ۔ اس نے خاور کو گولڈن پرل اور اس کے باس گرو پرساد کے بارے میں بھی بتا دیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ گرو پرساد اور اس کے سینڈیکیٹ کو جلد سے جلد ریڈ سٹون کو پاکیشیا سے حاصل کر کے کافرستان اسمگل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور گرو پرساد کے پاس سائمن سے زیادہ ذرائع تھے اور وہ اس قدر باوسائل تھا کہ وہ مہینوں کا کام دنوں میں کر سکتا تھا۔ پھر ناتھن نے کہا کہ اس نے سائمن کا ساتھ چھوڑ کر گرو پرساد کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے کیونکہ وہ گرو پرساد کو سمجھ گیا ہے ۔ گرو پرساد گولڈن پرل کا چیف ہے اور وہ حکومت کی ایماء پر یہاں آیا ہے مگر ریڈ سٹون اور اس کی اہمیت کو دیکھ کر وہ کافرستان سے بغاوت پر آمادہ ہو گیا ہے ۔ وہ ریڈ سٹون کو خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ریڈ سٹون کو حاصل کر کے وہ کسی بھی سپر پاور کو انتہائی بھاری قیمت پر

فروخت کر دے گا۔

اس کے علاوہ وہ پاکیشیا سے کافرستانی ایجنٹوں کا سیٹ اپ ختم کر دینا چاہتا تھا جس میں سائمن اور اس کا گروپ شامل ہے جو پاکیشیا کے شمالی علاقے سے ریڈ سٹون نکال رہے ہیں ۔ پھر ناتھن نے خاور کو مزید بتاتے ہوئے کہا کہ گرو پرساد کی ایک پارٹنر مادام مایا بھی گرو پرساد کے ساتھ شامل ہے ۔ وہ یہاں آ کر گرو پرساد کا ساتھ دے گی اور پھر یقیناً واپس کافرستان جا کر ڈاکٹر استھانا کو ہلاک کر دے گی جو اس سارے معاملے میں اکیلا ہی ملوث ہے ۔ یہ سارا سیٹ اپ اس کا بنایا ہوا ہے تاکہ وہ حکومت سے بالا ہی بالا ریڈ سٹون کا بلا شرکت غیرے مالک بن جائے ۔ جو ریڈ سٹون کی اصل حیثیت جانتے ہیں ۔ اس کے علاوہ وہ پاکیشیا سے ریڈ سٹون کی کرسٹل بلاکس کی شکل میں جو کھیپ کافرستان جا چکی ہے مادام مایا اسے بھی حاصل کر لے گی۔

ناتھن یہ سب باتیں خاور کو اس انداز میں بتا رہا تھا جیسے ماورائی علوم پر دسترس رکھتا ہو اور یہ تمام باتیں رونما ہونے والی ہوں ۔ یوں لگ رہا تھا کہ دماغ کی چوٹ کی وجہ سے اس کا حرام مغز کام کرنا چھوڑ گیا ہو اور اس کا لاشعور شعور پر حاوی ہو گیا ہو جس کی وجہ سے وہ اپنے تجزیئے بھی ساتھ ساتھ بتا رہا تھا۔ ایسا عموماً اس وقت ہوتا تھا جب دماغ کو زبردست چوٹ لگ جائے اور حرام مغز کام کرنا چھوڑ جائے ۔ یہ باتیں خاور کی سمجھ سے بالاتر تھیں اور وہ واقعی حیرت زدہ نظروں سے ناتھن کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے شک ہو رہا ہو کہ سر پر

چوٹ لگنے کی وجہ سے اس کا دماغی توازن بگڑ گیا ہو اور وہ لاشعوری
طور پر بہکی بہکی باتیں کر رہا ہو۔

لیکن تم یہ سب مجھے کیوں بتا رہے ہو اور تم نے مجھے یہ تو بتایا
نہیں کہ تم مجھے کیسے جانتے ہو"۔ اس کے خاموش ہونے پر خاور نے
اس سے پوچھا۔

"یہ سب باتیں میں تمہیں کیوں بتا رہا ہوں یہ میں نہیں جانتا اور
مجھے اس بات کا علم بھی نہیں ہے کہ میں تمہیں تمہارے بارے میں
کیسے بتا رہا ہوں۔ مجھے بس یہی لگ رہا ہے کہ تمہارا نام خاور ہے اور
تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہو"۔ ناتھن نے کہا اور پھر
وہ خاور کو اس کے بچپن، اس کی تعلیمی زندگی اور پھر ملٹری انٹیلی جنس
سے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہونے اور اس کے اور اس کے
ساتھیوں مع عمران کے کارناموں کی تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔ اس
کی باتیں سن کر خاور کا دماغ ہواؤں میں اڑنا شروع ہو گیا تھا کہ یہ
نوجوان جیسے بچپن سے ہی اس کے ساتھ ہو۔ وہ اس کی ایک ایک
بات اسے بتا رہا تھا۔

"تم۔ تم یہ سب کیسے جانتے ہو"۔ خاور نے اس کی طرف حیرت
اور پریشانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں"۔ اس نے جواب دیا۔

"دیکھو ناتھن۔ میں تم سے نرم لہجے میں بات کر رہا ہوں۔ اپنے
بارے میں سچ سچ بتا دو کہ تم کون ہو۔ اگر مجھے غصہ آگیا تو میں اس

بات کی بھی پرواہ نہیں کروں گا کہ تم زخمی ہو اور موت تمہاری
زندگی کے دروازے پر دستک دے رہی ہے"۔ خاور نے غراتے
ہوئے کہا تو ناتھن بے اختیار ہنس پڑا۔ گو اس کی ہنسی بے حد دھیمی
تھی مگر اس کی ہنسی میں طنز کی آمیزش تھی۔

"موت میرے سر پر کھڑی ہے مسٹر خاور۔ میں اگلے چند منٹوں
بعد ہلاک ہونے والا ہوں۔ اگر کہو تو میں تمہیں اپنے ہلاک ہونے کا
وقت بھی بتا سکتا ہوں۔ اپنی ریسٹ واچ دیکھو۔ اب سے ٹھیک چھ
منٹوں کے بعد میں ہلاک ہو جاؤں گا"۔ اس نے کہا تو خاور نے بے
اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ نوجوان واقعی
ہوش میں نہیں ہے۔ بھلا کوئی انسان اپنی موت کا وقت کیسے تعین
کر سکتا تھا۔

"ہونہہ۔ پاگل کہیں کا"۔ خاور نے اپنے دل میں کہا۔

"میں پاگل نہیں ہوں مسٹر خاور۔ چھ منٹ۔ صرف چھ منٹ بعد
تمہیں خود ہی یقین آ جائے گا"۔ ناتھن نے کہا تو خاور نے اور زیادہ
حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

"ہونہہ۔ اگر یہ بات ہے تو یہ بتاؤ کہ گولڈن پرل کا چیف گرد
پرساد کہاں ملے گا"۔ خاور نے کہا۔

"اس کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں ہو گا۔ وہ کبھی ہوٹلوں میں
رہے گا کبھی کلبوں میں اور کبھی رہائش گاہوں میں۔ اس نے مادام
مایا کی مدد سے اپنے لئے مختلف ناموں اور کئی ملکوں کی شہریت ہونے

کے کاغذات بنوالئے ہیں ۔ وہ کبھی اور مستقل ایک روپ میں نہیں رہے گا"۔ ناتھن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم جس ریڈ سٹون کی بات کر رہے ہو کیا ڈان کلب کے مینجر سائمن نے اس کا ذخیرہ کلب میں بھی کر رکھا ہے"۔خاور نے پوچھا۔

" ہاں ریڈ سٹون پہلے ڈان کلب میں ہی لایا جاتا ہے اس کے بعد اسے مختلف ذرائع سے دوسرے اسمگلروں تک پہنچایا جاتا ہے جو اپنے اپنے طریقوں سے اسے کافرستان لے جاتے ہیں"۔ ناتھن نے کہا۔

" کیا تم ان ذرائع کو جانتے ہو"۔ خاور نے پوچھا۔

" نہیں ۔ میں نے کہا ہے ناں وہ اپنا اپنا طریقہ اختیار کرتے ہیں"۔ ناتھن نے کہا۔

" ان ایجنٹس کے بارے میں تو تم جانتے ہو گے جن تک ریڈ سٹون پہنچائے جاتے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

" ہاں ۔ ان کے بارے میں مجھے معلوم ہے"۔ اس نے کہا اور پھر خاور کے کہنے پر اس نے اسے ان اسمگلروں کے نام بتا دیئے ۔ ناتھن، خاور کو ہر سوال کا اس انداز میں جواب دے رہا تھا جیسے خاور نے اس پر کوئی عمل کر رکھا ہو اور اس کا معمول ہو۔

" اب مجھے یہ بتاؤ کہ ڈان کلب میں ریڈ سٹون کہاں اور کس شکل میں موجود ہے"۔ خاور نے کہا تو ناتھن نے اسے پوری تفصیل بتانا شروع کر دی۔

" بس ۔ اب مجھ سے اور کچھ مت پوچھنا ۔ میرے ہلاک ہونے کا

وقت آ گیا ہے ۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو مجھے کار سے نکال کر سڑک پر ڈال دو یا پھر کار سے باہر نکل جاؤ"۔ ناتھن نے کہا۔

" اوہ ۔ وہ کیوں ۔ تمہاری ہلاکت سے مجھے کیا خطرہ ہو سکتا ہے"۔ خاور نے چونک کر پوچھا۔

" مسٹر خاور ۔ میں کافرستانی ایجنٹ ہوں اور میرا تعلق سائمن گروپ سے ہے ۔ میرے دل کے ساتھ ایک کمپیوٹر چپ لگی ہوئی ہے جو دل کی دھڑکن کے ساتھ ساتھ کام کرتی ہے ۔ جب میرے دل کی دھڑکن رکے گی تو چپ بھی کام کرنا چھوڑ دے گی اور وہ خوفناک دھماکے سے پھٹ پڑے گی جس سے میرے جسم کے ساتھ ساتھ تمہاری کار کے اور تمہارے بھی پرخچے اڑ جائیں گے ۔ ایسی چپ آج کل ہر فارن ایجنٹ کے جسم میں لگائی جا رہی ہے تاکہ اگر ان میں سے کوئی پکڑا جائے اور اس پر تشدد کیا جائے تو خود کو تشدد سے بچانے کے لئے دل ہی دل میں ایک مخصوص کوڈ کہتا ہے اور اس کوڈ کی وجہ سے وہ چپ پھٹ جاتی ہے"۔ ناتھن نے کہا۔

" اوہ ۔ اس طرح تو کافرستان والوں کو علم ہو جاتا ہو گا کہ ان کا فلاں ایجنٹ ہلاک ہو چکا ہے"۔ خاور نے چونک کر کہا۔

" نہیں ۔ فی الحال ہمارے جسموں میں ایسی ڈیوائس نہیں لگائی گئی کہ ہماری ہلاکت کے بارے میں کسی کو علم ہو ۔ چپ یا تو دل کی دھڑکن رکنے سے پھٹتی ہے یا پھر مخصوص کوڈ دہرانے سے"۔ ناتھن نے کہا تو خاور کے چہرے پر قدرے سکون آ گیا ۔ وہ ناتھن کی

باتیں سن کر دل ہی دل میں ایک پروگرام ترتیب دے رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ناتھن کی باتوں میں سچائی ہے اور وہ واقعی سائمن گروپ کا ممبر ہے اور کافرستانی سینڈیکیٹ گولڈ پرل کے چیف گرو پرساد کے ساتھ کام کرنا چاہتا تھا تو اس کے ہلاک ہونے کے بعد وہ اس کا میک اپ کر کے آسانی سے اس کی جگہ لے لے گا۔ اس طرح وہ گولڈن پرل میں گھس کر آسانی سے گرو پرساد پر نظر رکھ سکتا تھا۔ اب جو اس نے سنا کہ ناتھن کے جسم میں چپ لگی ہوئی ہے تو وہ پریشان ہو گیا تھا۔ ایسی ڈیوائس کا تعلق عموماً کسی نہ کسی ہیڈ کوارٹر سے ہوتا تھا تاکہ انہیں اپنے ہلاک ہونے والے ایجنٹ کی ہلاکت کی تصدیق ہو جائے لیکن ناتھن نے یہ بتا کر اس کی پریشانی دور کر دی تھی کہ اس کے جسم میں موجود چپ کا کسی ہیڈ کوارٹر سے کوئی تعلق نہ تھا۔

"بیس سیکنڈ۔ جلدی کرو مسٹر خاور۔ کار سے نکل جاؤ"۔ اچانک ناتھن نے تیز لہجے میں کہا تو خاور نے فوراً دروازہ کھولا اور کار سے باہر نکل گیا۔ اس وقت سڑک پر دور دور تک کوئی کار نظر نہیں آ رہی تھی خاور کار سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف نشیب کی طرف بھاگا لیکن ابھی اس نے آدھی سڑک کراس کی ہو گی کہ یکلخت ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور خاور کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی دیو نے اسے سڑک سے اٹھا کر پوری قوت سے فضا میں اچھال دیا ہو۔ خاور ہوا میں اڑتا ہوا نشیب میں موجود ایک درخت سے ٹکرایا اور ایک

دھماکے سے نیچے آ گرا۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی وہ زمین پر گر کر یوں تڑپنے لگا جیسے اس کی ساری ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اس کی جیب سے اس کا سیل فون نکل کر گر پڑا تھا۔ وہ چند لمحے یونہی تڑپتا رہا پھر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے سیل فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے اٹھا لیا۔ سیل فون کا لاک اوپن کر کے وہ ایکسٹو کے مخصوص نمبر پریس کرنے لگا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرے کی یلغار ہو رہی تھی۔ اس کا ہاتھ بری طرح کانپ رہا تھا۔ اس نے بمشکل فون کان سے لگایا۔

"ایکسٹو"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اسے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"خا۔ خا۔ خاور بول رہا ہوں چیف"۔ خاور نے بمشکل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ خاور کیا ہوا ہے تمہیں۔ تمہاری زبان کیوں لڑکھڑا رہی ہے"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چ۔ چیف۔ ڈان کلب"۔ خاور کے منہ سے جیسے لاشعوری طور پر نکلا۔ اسی لمحے اسے اپنے جسم میں تیز درد کی لہریں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئیں تو اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کے ہاتھ سے سیل فون گر کر آف ہو گیا تھا۔ خاور کو اپنے دل و دماغ میں دھماکے سے ہوتے محسوس ہو رہے تھے اور پھر آخرکار اندھیرے نے اس کے دماغ پر فتح پا لی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

گروپرساد مایا سے بات کر کے بے حد خوش تھا۔ مایا نے نہ صرف اس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا بلکہ اس نے کافرستان کا ٹاسک اپنے ہاتھ میں لے کر گروپرساد کو کئی پریشانیوں سے نجات دلا دی تھی۔ مایا نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کافرستان میں ریڈ سٹون سے جو افراد واقف ہیں ان تک اس کی آسانی سے رسائی ہو سکتی تھی اور انہیں ہلاک کرنا اس کے لئے کچھ مشکل نہ تھا اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ پاکیشیا سے جانے والے ریڈ سٹون کہاں موجود ہیں جن کو لے کر وہ پاکیشیا آ سکتی تھی۔ اس نے دو تین گھنٹے مایا کے ساتھ ہوٹل الفردوس میں اس پلاننگ کے خدوخال واضح کرنے پر گزارے تھے پھر وہ کاغذات بریف کیس میں رکھ کر اس ہوٹل کو چھوڑ کر پیراڈائز ہوٹل میں شفٹ ہو گیا تھا۔

پیراڈائز ہوٹل میں آ کر اس نے بریف کیس کے ایک خفیہ خانے

سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور واش روم میں آ گیا۔ واش روم کے بیسن کا نل کھول کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک سبز بلب جل اٹھا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ جی پی ون کالنگ۔ اوور"۔ سرخ بلب جلتے دیکھ کر اس نے بار بار کہنا شروع کر دیا۔

" یس۔ ہارڈ سکائی اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

" میکلم۔ میں گروپرساد بول رہا ہوں۔ اوور"۔ گروپرساد نے اپنا اصلی نام بتاتے ہوئے کہا۔

" یس مسٹر گروپرساد۔ میں تمہاری کال کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کام ہو گیا ہے۔ گڈ۔ اوور"۔ گروپرساد نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" مسٹر گروپرساد۔ تم نے مجھے آر ایس ٹو کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا تھا کہ میں تمہارے لئے کوئی ایسی پارٹی تلاش کروں جو آر ایس ٹو کو بھاری مقدار میں خریدنے کی دسترس رکھتی ہو اس سلسلے میں تم نے مجھے ایکریمیا کی سرکاری ایجنسیوں سے رابطہ کرنے کے لئے کہا تھا جو اس قسم کی قیمتی دھاتیں حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے میکلم نے کہا۔

" یس ۔ یہی کہا تھا میں نے ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

" مسٹر گروپرساد ۔ تم نے مجھے آر ایس ٹو کے سلسلے میں جو تفصیل بتائی تھی اس لحاظ سے آر ایس ٹو جس قدر خصوصی اہمیت کی حامل ہے میں نے سوچا اگر اس قیمتی دھات کے بارے میں حکومتی ایجنٹوں کو معلوم ہو گیا تو وہ ہاتھ دھو کر میرے اور تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے اور بالا ہی بالا اس دھات تک پہنچنے کی کوشش کریں گے لہذا اس قیمتی دھات کو ایسے ہاتھوں میں دینا چاہیے جس کے اعلیٰ حکام تک مراسم ہوں اور وہ خود ہی حکومتی نمائندوں سے اس کا سودا کرتے پھریں ۔ ایکریمیا میں ایسے بہت سے لارڈز ہیں جو ہر قسم کے قانونی اور غیر قانونی کاموں میں ملوث رہتے ہیں ۔ ان میں ایک لارڈ ایسا ہے جو خفیہ ذرائع سے دنیا کی قیمتی دھاتوں کو خرید لیتا ہے اور پھر اپنے توسط سے دنیا کے سپر پاور ممالک سے قیمت لگواتا ہے اور جو اسے زیادہ سے زیادہ معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوتا ہے وہ اس سے سودا طے کر لیتا ہے ۔ میں نے آر ایس ٹو کے سلسلے میں اس لارڈ سے ذاتی طور پر بات کی تھی ۔ لارڈ نے آر ایس ٹو میں خاصی دلچسپی لیتے ہوئے مجھ سے اس کا سیمپل مانگا ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ آر ایس ٹو کی مختلف ممالک میں نمائش کرنے اور حکومتی ایجنٹوں کو اپنے پیچھے لگوانے سے بہتر ہے کہ آر ایس ٹو اس لارڈ کے حوالے کر دیا جائے ۔ لارڈ ہمیں حکومتی ایجنٹوں سے بڑی رقم دے سکتا ہے اور ایسا کرنے سے ہمارے سروں پر بھی کوئی خطرہ نہیں رہے گا ۔ اوور" ۔ دوسری

طرف سے میکلم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ واقعی ہمارے لئے یہ زیادہ مناسب رہے گا ۔ وہ لارڈ کون ہے اور اس کا نام کیا ہے ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے پوچھا۔

" فی الحال اس کا نام و پتہ مجھ تک ہی رہنے دو ۔ تم مجھے کسی طرح سے آر ایس ٹو کا ایک بلاک بھیج دو ۔ میں سیمپل کے طور پر وہ بلاک لارڈ تک پہنچا دوں گا ۔ لارڈ سائنس دانوں سے اس پر تحقیق کرائے گا اور پھر فوراً مجھ سے رابطہ کرے گا ۔ اوور" ۔ میکلم نے کہا۔

" وہ تو ٹھیک ہے مگر ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" مجھ پر اعتماد کرو گروپرساد ۔ تم مجھے بخوبی جانتے ہو ۔ مجھے صرف کمیشن سے غرض ہوتا ہے ۔ کروڑوں اربوں ڈالرز میں میرا دس پرسنٹ کمیشن میرے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے ۔ میں لارڈ کو صرف سیمپل دوں گا ۔ اگر اس سے سودا طے ہو گیا تو آر ایس ٹو تم خود اپنے طریقے سے اس کے حوالے کرنا اور وہ معاوضے کا گارینٹڈ چیک بھی تمہارے نام سے ہی ایشو کرے گا ۔ اوور" ۔ میکلم نے گروپرساد کی جھجک محسوس کر کے فوراً کہا تو گروپرساد کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں تم پر بھروسہ کرنے کے لئے تیار ہوں میکلم ۔ تم بتاؤ میں سیمپل کس طرح تم تک پہنچا سکتا ہوں ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

"تم مجھے اپنا ایڈریس بتا دو۔ پاکیشیا میں میرا نیٹ ورک موجود ہے میں کسی کو تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں۔ تم سیمپل اس کے حوالے کر دینا۔ وہ اپنے ذرائع سے سیمپل مجھ تک پہنچا دے گا۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا ایڈریس نوٹ کرو۔ اور سنو۔ تمہارے آدمی کے سامنے میں خود نہیں آؤں گا۔ میں فی الحال ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ آر ایس ٹو کا سیمپل میں گفٹ پیک بنا کر ہوٹل کے مینجر کو دے جاؤں گا۔ تم اپنے آدمی کو ہوٹل کے مینجر کے پاس بھیج دینا۔ وہ پیکٹ لے جائے گا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"بہت شکی ہو۔ بہرحال ایڈریس اور ہوٹل کا نام بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو گرو پرساد نے اسے ہوٹل کا نام اور ایڈریس بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مینجر سے کہنا کہ ایکریمی سفارت خانے سے ایلن مارٹ نامی ایک شخص آئے گا۔ پیکٹ اسے دے دیا جائے۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"او کے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"تم مجھے آر ایس ٹو کے بارے میں چند اور باتیں بتا دو تاکہ میں لارڈ کو اس سلسلے میں جس قدر ممکن ہو قائل کر سکوں۔ اوور"۔ میکلم نے کہا تو گرو پرساد اسے آر ایس ٹو کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔

"گڈ۔ کیا آر ایس ٹو پاکیشیا میں ہی موجود ہے۔ اوور"۔ تفصیل سننے کے بعد میکلم نے کہا۔

"کیا یہ بتانا ضروری ہے کہ آر ایس ٹو کہاں ہے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ مت بتاؤ۔ اوور"۔ میکلم نے فوراً کہا۔

"کیا آر ایس ٹو کے بارے میں پاکیشیا حکومت یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کوئی علم نہیں ہے۔ اوور"۔ میکلم نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"سنا ہے وہاں علی عمران نامی شخص بے حد خطرناک انسان ہے۔ اس سے بچ کر رہنا۔ ایسا نہ ہو اسے آر ایس ٹو کے بارے میں علم ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو وہ آر ایس ٹو تمہارے ہاتھوں سے نکال لے جائے گا۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ میں ہر کام سوچ سمجھ کر اور خفیہ طریقے سے کروں گا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"گڈ۔ یہ ٹھیک ہے۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"میکلم۔ ایک بات پوچھوں۔ اوور"۔ چند لمحے توقف کے بعد گرو پرساد نے کہا۔

"پوچھو۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"سودا طے ہونے کی صورت میں کیا تم میری لارڈ سے بات کراؤ

گے ۔اوور"۔ گروپرساد نے کہا۔

"ضرور ۔ کیوں نہیں ۔ میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ اگر سیمپل لارڈ کو پسند آگیا تو اس معاملے میں آگے ساری بات تم خود کرو گے ۔ تم آر ایس ٹو کی اصل قیمت جانتے ہو اور اس کی مقدار کے بارے میں بھی تمہیں ہی معلوم ہے ۔ آر ایس ٹو کتنی مقدار میں اور کس قیمت پر تم دو گے اس کا فیصلہ بہرحال تمہیں ہی کرنا ہے ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"گڈ ۔ تو پھر سنو ۔ اگر لارڈ نے مجھے میری منہ مانگی قیمت دے دی تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں دس پرسنٹ نہیں بلکہ بیس پرسنٹ کمیشن دوں گا ۔ بس سودا کھرا اور ستھرے انداز میں ہونا چاہیئے ۔ اوور"۔ گروپرساد نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ۔ تم میرے پرانے دوست ہو ۔ ہم ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں اور کئی معاملات میں ایک دوسرے کے کام آچکے ہیں اس لئے میری کوشش ہو گی کہ یہ معاملہ جلد سے جلد اور اچھی قیمت پر طے پا جائے تاکہ میرا کمیشن بھی زیادہ سے زیادہ ہو ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"اوکے ۔ تم اپنا آدمی بھیج دو ۔ اوور"۔ گروپرساد نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے ریڈ سٹون کے سلسلے میں اپنے ایکریمی دوست میکلم سے بات کر کے عقل مندی کی تھی ۔ میکلم بھی ایک

سینڈیکیٹ کا چیف تھا جس نے ایکریمیا کی ایک ریاست تائی جن میں اپنی اچھی خاصی دھاک بٹھا رکھی تھی اور اس کا وہاں بے حد رسوخ تھا۔

میکلم سے گروپرساد پہلے بھی ڈرگ اور منشیات کے سلسلے میں کام لے چکا تھا اس لئے اس نے میکلم سے بات کی تھی اور میکلم نے اس سے زیادہ عقل مندی کا ثبوت دیتے ہوئے ریڈ سٹون کے سلسلے میں ایکریمیا کی کسی حکومتی ایجنسی سے بات نہیں کی تھی ورنہ ریڈ سٹون کے حصول کے لئے نجانے کس قدر ایجنسیاں حرکت میں آجاتیں ۔ اس نے ایکریمیا کے ایک ایسے لارڈ سے بات کی تھی جو خاص طور پر دنیا سے معدنیات اور قیمتی دھاتیں خفیہ طور پر اسمگل کراتا رہتا تھا اور پھر اسے دوسرے ممالک کے ہاتھوں بھاری معاوضے کے عوض فروخت کرتا تھا۔

گروپرساد کو میکلم پر یقین تھا کہ وہ اسے دھوکہ نہیں دے گا لیکن پھر بھی احتیاط کا تقاضا تھا کہ وہ ہر قدم پھونک کر اٹھائے اسی لئے اس نے ریڈ سٹون کا سیمپل میکلم کے ساتھی کو خود نہ دینے کا فیصلہ کیا تھا ۔ وہ فی الحال کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا تھا اسی لئے اس نے کہا تھا کہ وہ ریڈ سٹون کا پیکٹ بنا کر ہوٹل کے مینجر کے پاس رکھوا دے گا جہاں سے اس کا آدمی آسانی سے اسے لے جا سکتا تھا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تھا ۔ اس نے ریڈ سٹون کو ایک پیکٹ میں بند کیا اور اسے لے جا کر ہوٹل کے مینجر پاس رکھوایا اور مینجر کو ایلن

مارٹ کا نام بھی بتا دیا۔

مینجر کو پیکٹ دے کر گرو پرساد فوراً ہوٹل سے نکل آیا تھا۔ اس نے ہوٹل الفردوس میں موجود جی پی کے ممبران میں سے دو ممبران کی ڈیوٹی لگا رکھی تھی کہ وہ اس کے لئے ایک رہائش گاہ تلاش کریں جسے وہ بطور ہیڈ کوارٹر استعمال میں لا سکے۔ جب وہ مایا سے بات کر کے وہاں سے نکل رہا تھا تو اسے ایک ممبر نے اطلاع دی تھی کہ اس کے لئے اس نے ایک رہائش گاہ کا بندوبست کر لیا ہے جو ہر لحاظ سے اس کے ہیڈ کوارٹر کے لئے موزوں تھی۔ گرو پرساد نے اس سے رہائش گاہ کا ایڈریس لے لیا تھا اور اسے وہیں رکنے کے لئے کہا تھا۔ اب وہ پیراڈائز ہوٹل سے نکل کر اس طرف جا رہا تھا۔

مایا کی کافرستان واپسی کی فلائٹ میں چونکہ ابھی وقت تھا اور اس کا ہوٹل راستے میں ہی پڑتا تھا اس لئے اس نے اسے بھی اپنے ساتھ لے جانا مناسب سمجھا تھا۔ چنانچہ اس نے ہوٹل الفردوس سے مایا کو پک کیا۔ اس نے شاپنگ پلازہ میں جا کر مایا کے ساتھ کچھ شاپنگ کی اور پھر وہ اسے لے کر زارم کالونی کی طرف روانہ ہو گیا۔ زارم کالونی خاصی وسیع اور خوبصورت کالونیوں میں سے ایک تھی اور یہ کالونی ابھی چونکہ انڈر کنسٹرکشن تھی اس لئے اس طرف ٹریفک اور زیادہ بھیڑ بھاڑ نہ تھی۔ وہاں زیادہ تر کوٹھیاں اور بنگلے خالی ہی تھے جن کے گیٹوں پر تالے لگے ہوئے تھے۔ گولڈن پرل کے ممبران نے کوٹھی نمبر چار سو سات ہائر کی تھی جو نئی تعمیر شدہ ہونے کے ساتھ

ساتھ ہر قسم کے سامان سے آراستہ تھی۔

اس کوٹھی میں ایک ایسا تہہ خانہ بھی تھا جس سے ایک طویل سرنگ نکالی گئی تھی اور وہ سرنگ کالونی کی ایک دوسری کوٹھی میں نکالی گئی تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے رہائش گاہ بنانے والوں نے یہ کوٹھی مجرمانہ سرگرمیوں کے لئے ہی تعمیر کی ہو۔ گرو پرساد اور مایا کو کوٹھی بے حد پسند آئی تھی۔ وہ دونوں کوٹھی کو دیکھنے کے لئے گھومتے پھر رہے تھے۔ کوٹھی میں گولڈن پرل کے دو افراد موجود تھے۔ گرو پرساد نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا کہ وہ باقی ممبران کو بھی یہیں بلا لیں اور وہ اپنا مخصوص سامان بھی یہیں لے آئیں۔ وہ اس کوٹھی کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنانا چاہتا تھا۔ گرو پرساد اور مایا سٹنگ روم میں بیٹھے کافی پی رہے تھے جو مایا کچن میں جا کر خود بنا کر لائی تھی کہ وہاں گولڈن پرل کا ایک ممبر آ گیا۔

"کیا بات ہے پرکاش۔ تم ابھی گئے نہیں"۔ اسے دیکھ کر گرو پرساد نے کہا۔

"باس۔ مجھے شک ہے اس کوٹھی کی نگرانی کی جا رہی ہے"۔ آنے والے نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف گرو پرساد بلکہ مایا بھی چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا کہا نگرانی۔ کون کر رہا ہے یہاں کی نگرانی اور کیوں کر رہا ہے"۔ گرو پرساد نے حیران اور پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک نوجوان مرد اور ایک غیر ملکی لڑکی ہے باس۔ میں نے ان

کو آپ کے آنے کے چند لمحوں بعد ایک کار میں آتے دیکھا تھا۔ جب آپ کی کار رہائش گاہ میں داخل ہوئی تو ایک لمحے کے لئے انہوں نے رک کر کوٹھی کو غور سے دیکھا تھا۔ پھر کار آگے بڑھ گئی تھی۔ اس وقت میں کوٹھی کے ٹاپ پر پانی کی ٹینکی ٹھیک کر رہا تھا۔ کار میں سوئس نژاد لڑکی اور ایک نوجوان موجود تھا۔ انہیں گیٹ کے سامنے کار روکتے دیکھ کر میں چونک پڑا تھا لیکن جب کار آگے جا کر ایک گلی میں مڑ گئی تو میں مطمئن ہو گیا تھا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد مجھے وہ دونوں پیدل اس طرف آتے دکھائی دیئے تو میں چونک پڑا۔ میں فوراً ٹینکی کی آڑ میں ہو گیا تاکہ وہ دونوں مجھے نہ دیکھ سکیں۔ وہ دونوں بظاہر نارمل انداز میں باتیں کرتے ہوئے آ رہے تھے مگر غیر ارادی طور پر وہ ہماری کوٹھی کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔ ہماری کوٹھی کے بالکل سامنے ایک اور کوٹھی ہے جو بند پڑی ہے۔ وہ دونوں پہلے اس کوٹھی کے گرد چکراتے رہے پھر خاموشی سے ایک دیوار پھاند کر اندر چلے گئے۔ انہیں اس کوٹھی میں جاتے دیکھ کر میں نیچے آ گیا اور چھت پر موجود ایک ایسے کمرے میں چھپ گیا جہاں سے میں آسانی کے ساتھ اس کوٹھی میں دیکھ سکتا تھا۔

وہ دونوں کوٹھی کے اوپر والے فلور پر آ گئے۔ وہاں بھی دو کمرے بنے ہوئے تھے پھر میں نے ان دونوں کے انداز سے صاف محسوس کر لیا کہ وہ ہماری کوٹھی پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ میں تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد نیچے اتر کر کوٹھی سے باہر گیا اور اس گلی میں چلا گیا

جس طرف میں نے ان کی کار مڑتے دیکھی تھی۔ کچھ آگے چند خالی پلاٹس موجود ہیں۔ میں نے وہاں ان کی کار کھڑی دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا"۔ پرکاش نے گرو پرساد کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو گرو پرساد کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا آ گیا۔

"اوہ۔ کون ہو سکتے ہیں وہ دونوں اور ہماری نگرانی کیوں کر رہے ہیں۔ ہم نے ابھی یہاں ایسا کوئی کام تو کیا نہیں کہ ہم کسی کے شک کے دائرے میں آ جائیں"۔ مایا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ ہماری نگرانی کا صاف مطلب ہے کہ ہم کسی کے شک کے دائرے میں آ چکے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بے حد خطرناک بات ہو سکتی ہے۔ اب ہمارا یہاں رکنا غلط ہو گا"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم اس جگہ کو چھوڑنے کا سوچ رہے ہو"۔ مایا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ یہ ضروری ہے۔ میں ابھی کسی پریشانی میں مبتلا نہیں ہونا چاہتا۔ ابھی میں نے یہاں بہت کچھ کرنا ہے۔ اگر یہاں کی سرکاری ایجنسیاں میرے پیچھے لگ گئیں تو ہم سب بڑی مصیبت میں آ جائیں گے"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"کیسی مصیبت"۔ مایا نے چونک کر پوچھا۔

"تم نہیں جانتی مایا۔ یہاں کی انٹیلی جنس اور خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد فعال ہے۔ اگر ان کو ہماری یہاں

موجودگی اور ہمارے مقصد کا علم ہو گیا تو وہ ہمیں سانس لینے کا دوسرا موقع بھی نہیں دیں گے اور فوراً ہماری گردن دبوچ لیں گے"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔ اوہ ہاں ۔ ان کے بارے میں تو میں نے بھی بہت کچھ سن رکھا ہے"۔ مایا نے کہا۔

"تو پھر تم خود بتاؤ۔ کیا ہمارا یہاں رکنا ہمارے مفاد میں ہو گا"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"نہیں ۔ لیکن پھر بھی ہمیں اس طرح خائف نہیں ہونا چاہئے ۔ ظاہر ہے ہم یہاں غیر قانونی کام کرنے کے لئے آئے ہیں تو ہمارے پیچھے سرکاری ایجنسیاں لگیں گی"۔ مایا نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن "۔ گرو پرساد نے کہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں ۔ ہم یہ جگہ نہیں چھوڑیں گے ۔ یہ جو کوئی ہمارے مقابلے پر آئے گا ہم اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے"۔ مایا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر مایا "۔ گرو پرساد نے کچھ کہنا چاہا لیکن مایا نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"پرکاش "۔ مایا نے پرکاش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام "۔ پرکاش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم یہاں خالی ہاتھ آئے تھے"۔ مایا نے پوچھا۔

"نو مادام ۔ ہم اپنا سامان ساتھ لائے ہیں"۔ پرکاش نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ کیا تمہارے پاس گیس فائر کرنے والے پسٹل ہیں"۔ مایا نے پوچھا۔

"یس مادام"۔ پرکاش نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیا۔

"گڈ ۔ تو پھر تم چھت پر جا کر اس کوٹھی میں دو تین گیس کیپسول فائر کر دو ۔ وہ بے ہوش ہو جائیں تو انہیں اٹھا کر یہاں لے آنا ۔ میں ان سے خود اگلوا لوں گی کہ وہ کون ہیں اور ہماری نگرانی کے پیچھے ان کا کیا مقصد ہے"۔ مایا نے کہا۔

"یس مادام"۔ پرکاش نے کہا اور باہر نکل گیا۔

"لیکن مایا ۔ ایک گھنٹے بعد تمہاری فلائٹ ہے اور تم"۔ گرو پرساد نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میری فلائٹ کینسل کرا دو ۔ اب میں اس وقت تک یہیں رہوں گی جب تک یہاں ہمارا سیٹ اپ مکمل نہیں ہو جاتا ۔ کافرستان جا کر میں اپنا کام بعد میں بھی مکمل کر سکتی ہوں"۔ مایا نے کہا۔

"اوہ ۔ اس طرح تو سارا معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا ۔ اگر کافرستان میں ریڈ سٹون کی ڈیلوری رک گئی تو انہیں فوراً ہم پر شک ہو جائے گا اور یہاں موجود فارن ایجنٹ فوراً حرکت میں آجائیں گے جن کے بارے میں ہم کچھ بھی نہیں جانتے"۔ گرو پرساد نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں گھبرا رہے ہو۔ تم نے سائمن اور اس کے گروپ کو کنٹرول کرنا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ڈلیوری رکنے کے بارے میں سائمن سے رابطہ کیا جائے گا۔ کیا تم سائمن بن کر کچھ دنوں کے لئے انہیں ٹال نہیں سکو گے"۔ مایا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تو میں آسانی سے کر لوں گا۔ مگر......"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"پھر وہی مگر۔ جب یہ کام ہو سکتا ہے تو پریشانی کیا ہے۔ جب میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمام ریڈ سٹونز یہاں آ جائیں گے تو یقیناً آ جائیں گے"۔ مایا نے کہا تو اس کی بات سن کر گرو پرساد ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"گویا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکر لینے کا سوچ رہی ہو"۔ گرو پرساد نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس علی عمران سے ٹکرانے کا بے حد شوق ہے جس کے نام کی دہشت کافرستان میں اس طرح چھائی ہوئی ہے کہ ان کا نام سنتے ہی بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں"۔ مایا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے پاکیشیا بھیجتے وقت خاص طور پر ہدایات دی گئی تھیں کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہاتھ پیر بچا کر کام کروں"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"ایسی ہدایات مجھے بھی دی گئی تھیں۔ مجھے جب پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ کس قدر تیز، فعال اور خطرناک ہیں تو میرا وہیں خون کھول اٹھا تھا۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی میرے آڑے آئے تو میں ان سب کا اس قدر بھیانک حشر کروں گی جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکیں گے"۔ مایا نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈیئر۔ اگر تم نے فیصلہ کر لیا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تمہارے حکم کے سامنے تو میں پر بھی نہیں مار سکتا"۔ گرو پرساد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کی تمام ایجنسیاں بھی ہمارے آڑے آئیں تو مایا ان پر اس طرح قہر بن کر ٹوٹ پڑے گی کہ انہیں مایا کے قہر سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ملے گا"۔ مایا نے ٹھوس لہجے میں کہا تو گرو پرساد نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

تیز سیٹی کی آواز سن کر آپریشن روم میں بیٹھا ہوا بلیک زیرو چونک پڑا۔ شمالی دیوار کے ساتھ موجود ایک مشین سے سیٹی کی آواز نکل رہی تھی اور اس پر لگا ہوا بلب خود بخود سپارک ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"اوہ گڈ۔ مشین نے گروپرساد کی ٹرانسمیٹر کال ٹریس کر لی ہے۔ ویری گڈ"۔ مشین پر جلتے بجھتے بلب کو دیکھ کر بلیک زیرو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے عمران کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"عمران صاحب۔ مشین نے گروپرساد کی کال ٹریس کر لی ہے۔ مشین اس کا کاشن دے رہی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"گڈ۔ اسے فیڈ بیک کر کے ریکارڈ کرو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھ گیا اور اسے آپریٹ

کرنے میں مصروف ہو گیا جبکہ عمران تھکے تھکے سے انداز میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

خاور کی کال موصول ہوتے ہی اس نے فوراً ایک مشین آن کر کے سب سے پہلے اس نے خاور کی لوکیشن چیک کی تھی کہ وہ کہاں ہے۔ عمران نے فوری طور پر ٹائیگر کو کال کر کے اس طرف بھیج دیا تھا جہاں خاور زخمی حالت میں بے ہوش پڑا تھا۔ عمران نے حال ہی میں ایک کمپیوٹرائزڈ مشین میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے واچ ٹرانسمیٹرز کے کوڈ فیڈ کر دیئے تھے جس کی وجہ سے سیکرٹ سروس کے ممبر کہیں بھی چلے جاتے ان کی لوکیشن کے بارے میں آسانی سے پتہ لگایا جا سکتا تھا۔ اس مشین کا لنک چونکہ ایک سیٹلائٹ سے تھا اس لئے عمران یا بلیک زیرو اس مشین پر موجود سکرین سے ان کی حرکات و سکنات پر بھی آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا۔

عمران نے جب مشین آپریٹ کر کے خاور کے واچ ٹرانسمیٹر کا خصوصی کوڈ ملایا تو اسے خاور ایئرپورٹ کی طرف جانے والی سڑک پر ایک جگہ زخمی حالت میں اور بے ہوش پڑا دکھائی دیا۔ سڑک پر اس کی کار کے جلتے ہوئے ٹکڑے دکھائی دے رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے خاور کی کار کو باقاعدہ میزائل مار کر تباہ کیا گیا ہو اور خاور کار سے نکل کر وہاں آ گرا ہو۔ مشین خاور کے زندہ ہونے کا بھی کاشن دے رہی تھی۔ وہاں سے چونکہ ٹائیگر کا ہوٹل قریب پڑتا تھا اس لئے عمران نے ٹرانسمیٹر پر اسے کال کر کے خاور تک پہنچنے اور اسے فاروقی

ہسپتال لے جانے کی ہدایات دے دی تھیں۔ ٹائیگر نے وہاں پہنچ کر خاور کو اٹھایا اور اسے فاروقی ہسپتال لے گیا تھا۔ اس نے عمران کو خاور کے ہسپتال میں پہنچانے کی رپورٹ دے دی تھی جس سے عمران مطمئن ہو گیا تھا اور پھر وہ آر ایس ٹو کے ٹکڑے کو چیک کرنے کے لئے تہہ خانے میں چلا گیا تھا اور اب تقریباً دو گھنٹوں کے بعد واپس آیا تھا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ خاصے الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ اس دھات کے بارے میں کچھ پتہ چلا۔ کیا ہے یہ"۔ بلیک زیرو نے مشین آپریٹ کر کے واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس آر ایس ٹو نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیسی الجھن"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بڑا عجیب و غریب پتھر ہے یہ۔ اس میں پلاٹینیم، یورینیم اور فاسفورس کی بہت بڑی مقدار موجود ہے۔ اس کے علاوہ اس پتھر میں ایک ایسی دھات کا پتہ چلا ہے جسے سائنسی زبان میں یورکلوٹم کا نام دیا گیا ہے۔ ان تمام دھاتوں میں یورکلوٹم کے موجود ہونے کی وجہ سے اس دھات میں غیر معمولی طاقت پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے اس دھات کی قدر و منزلت دنیا کی تمام تر قیمتی اور نایاب ترین دھاتوں سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ بہرحال سیدھے لفظوں میں اگر

کہا جائے تو یہ ایک ایسی دھات ہے جسے اگر موجودہ دور کے کیمیائی اسلحے میں استعمال کیا جائے تو ان اسلحوں کی طاقت میں ہزاروں گنا اضافہ ہو سکتا ہے اور اس اسلحے کی وجہ سے پوری دنیا میں قیامت ڈھائی جا سکتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس قدر خوفناک دھات ہے یہ"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن میں اس الجھن میں ہوں کہ ایسی دھات پاکیشیا میں کیسے دستیاب ہو سکتی ہے۔ ایسی دھاتیں تو خلاؤں میں موجود سیاروں میں پائی جاتی ہیں۔ جہاں تک ابھی سپر پاورز ممالک کے سائنس دانوں کی بھی رسائی نہیں ہو سکی"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر انہیں ان قیمتی اور طاقتور دھاتوں کی موجودگی کا علم کیسے ہوا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"رسائی سے مراد میری یہ ہے کہ خلاء باز ابھی ان سیاروں پر نہیں اترے ہیں جبکہ ان سیاروں اور ان کی آب و ہوا جاننے کے لئے ان کے ارد گرد بے شمار سیٹلائٹس گھومتے رہتے ہیں۔ انہی سیٹلائٹس سے انہیں وہاں کی رپورٹس مل جاتی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اگر واقعی ایسی دھاتیں دوسرے سیاروں میں پائی جاتی ہیں تو پھر اس کا پاکیشیا میں کیا کام اور اس کے بارے میں کافرستان کو کیسے علم ہو گیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اسی الجھن میں تو ہوں"۔ عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ

بلیک زیرو مزید کوئی بات کرتا اسی لمحے مشین سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

"مشین میں گرو پرساد کی کال ریکارڈ ہو گئی ہے۔ کیا اسے آن کروں"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے اٹھ کر ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جی پی ون کالنگ۔ اوور"۔ آواز سنائی دی۔

"میکلم۔ میں گرو پرساد بول رہا ہوں۔ اوور"۔ پہلی آواز نے کہا اور پھر کمرے میں گرو پرساد اور میکلم کی ٹرانسمیٹر پر ہونے والی گفتگو شروع ہو گئی جسے عمران اور بلیک زیرو خاموشی سے سن رہے تھے۔ بیس منٹ تک ریکارڈنگ چلتی رہی پھر جیسے ہی ان کی بات چیت ختم ہوئی مشین سے آواز آنی بند ہو گئی۔

"گرو پرساد اب خود آر ایس ٹو پر قبضہ جمانا چاہتا ہے تاکہ وہ اس سے بے پناہ دولت حاصل کر سکے"۔ عمران نے کہا۔

"اس نے اور میکلم نے پلاننگ تو بڑی زبردست بنائی ہے۔ آر ایس ٹو کو ایکریمیا کے لارڈ کے ہاتھوں فروخت کر دیا جائے گا تو وہ واقعی ہر معاملے سے بری الذمہ ہو جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس کال سے بہت سی باتیں ہمارے سامنے آ گئی ہیں لیکن پھر بھی صورت حال پوری طرح سے واضح نہیں ہوئی ہے۔ ایک تو میکلم نے اس لارڈ کا نام نہیں بتایا دوسرے گرو پرساد نے اس بات کا بھی ذکر نہیں کیا کہ آر ایس ٹو واقعی پاکیشیا میں کہیں موجود ہے۔

اس کے علاوہ گرو پرساد نے آر ایس ٹو کی ترسیل کا بھی کوئی لائحہ عمل واضح نہیں کیا ہے"۔ عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"وہ کافی احتیاط سے کام لے رہا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اسے احتیاط سے کام لینا بھی چاہئے۔ کافرستان کو دھوکہ دے کر وہ آر ایس ٹو کو خود فروخت کر کے بے پناہ دولت جو کمانا چاہتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائے گا"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم چاہتے ہو کہ جو دولت قدرت کی طرف سے پاکیشیا کے حصے میں آئی ہے اسے کوئی اور لے جائے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ میرا کہنے کا مطلب تھا کہ کیا گرو پرساد کافرستان کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر کافرستان میں بھی تو اس دھات کی وافر مقدار پہنچ چکی ہے۔ اس کے لئے گرو پرساد اب کیا کرے گا"۔ بلیک زیرو نے اپنے سوال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ اس نے کافرستان سے غداری کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی کیا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"بات گھوم پھر کر وہیں آ جاتی ہے کہ آخر پاکیشیا میں اس دھات کا ذخیرہ آیا کہاں سے۔ اگر ایسی کوئی دھات پاکیشیا میں موجود ہوتی تو اس کے بارے میں پاکیشیا کو تو کچھ علم ہوتا۔ تیل اور گیس کی

تلاش میں کام کرنے والی بے شمار کمپنیوں میں سے کسی کو تو اس کے بارے میں کوئی معلومات ہو سکتی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ سلیمان نے مجھے ملٹی نیشنل آئل ریفائنری کے چند کاغذات دیئے تھے۔ وہ میری کار میں موجود ہیں۔ تم وہ کاغذات لے آؤ"۔ عمران نے کہا۔

"ملٹی نیشنل آئل ریفائنری کے کاغذات"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ وہ کاغذات سلیمان کو گروپرساد کے کمرے کی تلاشی کے دوران ملے تھے۔ انہیں لاؤ شاید ان سے ہمیں کوئی کلیو مل جائے اور معلوم ہو جائے کہ اس دھات کا ذخیرہ پاکیشیا میں کہاں ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھا اور آپریشن روم سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں وہ کاغذات تھے اور پھر عمران ان کاغذات کو غور سے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا۔ بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔

"یہ آئل ریفائنری کی سرچنگ ٹیم کے ان افسران کے کاغذات ہیں جو غیر ملکی کمپنیوں کے کام کا سروے کرتے ہیں اور ان سے ویکلی رپورٹس حاصل کرتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا ان افراد سے کوئی معلومات نہیں مل سکتیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سروے ٹیم کے یہ افسران پورے ملک میں آئل تلاش کرنے

والی کمپنیوں کی رپورٹس اکٹھی کرتے ہیں۔ تقریباً ہر صوبے اور ہر علاقے میں آئل اور گیس کی تلاش میں بے شمار کمپنیاں کام کر رہی ہیں جن میں بڑی تعداد غیر ملکی کمپنیوں کی ہے۔ ان کا کام صرف کمپنیوں سے رپورٹس حاصل کرنا ہے۔ ان سے بھلا کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ دھات کس علاقے میں اور کس جگہ ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پھر بھی عمران صاحب۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ سروے ٹیم کے افسران کی لسٹوں کا گروپرساد کے پاس ہونے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کاغذات کو دیکھ کر ایک بات ضرور ثابت ہوتی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیا"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہ کہ دھات کا ذخیرہ انہی میں سے کسی آئل کمپنی نے دریافت کیا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ اس آئل کمپنی کا تعلق کافرستان سے ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی یہ ہو سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تم سر سلطان سے بات کرو اور ان سے کہو کہ وہ وزارت پٹرولیم سے بات کریں اور ان سے معلوم کریں کہ پاکیشیا میں کافرستان کی کون کون سی سرچنگ آئل کمپنیاں کام کر رہی ہیں اور وہ کہاں کہاں موجود ہیں"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

"جولیا اور تنویر نے گرو پرساد کو ٹریس کر لیا ہے۔ میں نے انہیں اس کی نگرانی کی ہدایات دی تھیں اور ان کی مدد کے لئے کیپٹن شکیل اور چوہان کو بھیج دیا تھا۔ اب وہاں مجھے خود جانا ہو گا۔ گرو پرساد کے ارادے بے حد خطرناک ہیں۔ اسے ہر حال میں ایسا کرنے سے روکنا ہو گا"۔ عمران نے کہا۔

"تب تو آپ کو فوراً گرو پرساد پر ہاتھ ڈال دینا چاہئے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو جا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ عمران صاحب میں آپ کو ایک بات تو بتانا بھول گیا تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کون سی بات"۔ عمران نے کہا۔

"میکلم نے جس ایلن مارٹ نامی شخص کو سلیمان کے پاس آر ایس ٹو کے حصول کے لئے بھیجا تھا صفدر نے اس کی سیل فون پر تصویر لے لی تھی اور اس نے وہ تصویر مجھے ایم ایم ایس کر دی تھی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"صفدر اس کے تعاقب میں گیا ہے۔ وہ خود ہی اسے سنبھال لے گا۔ ابھی میکلم اور اس کے آدمی اس معاملے میں پوری طرح سے ملوث نہیں ہیں۔ اگر انہوں نے بھی اس معاملے میں کودنے کی کوشش کی تو انہیں بھی سنبھال لیا جائے گا۔ فی الحال ہماری

ضرورت گرو پرساد اور اس جگہ تک پہنچنے کی ہے جہاں دھات موجود ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ سے ایک بات اور پوچھوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پوچھو۔ جب تک تم پوچھو گے نہیں تو سن بلوغت کو کیسے پہنچ سکو گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے کہنے کے مطابق اس دھات کا اصل نام یور کلو ٹم ہے۔ پھر اسے آر ایس ٹو کا نام کیوں دیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"آر ایس سے تو صاف پتہ چل رہا ہے کہ یہ ریڈ سٹون کا مخفف ہے جسے شہاب ثاقب کہا جاتا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ۔ اوہ۔ کہیں پاکیشیا میں کوئی ریڈ سٹون تو نہیں گرا جسے وہ کاٹ کاٹ کر لے جا رہے ہیں"۔ عمران نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔

"شاید ایسا ہی ہو"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ شہاب ثاقب اگر پاکیشیا گرا تھا تو اس کے بارے میں کسی اور کو پتہ کیوں نہیں چلا جبکہ پوری دنیا میں شہاب ثاقب پر نظر رکھنے کے لئے سیٹلائٹس ورک ہوتے رہتے ہیں تاکہ بڑے اور بھاری شہاب ثاقب انسانی آبادی پر گر کر خوفناک تباہی نہ پھیلا سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اور سپر پاورز نے تو باقاعدہ ریڈ سٹونز کو خلاؤں میں ہی تباہ کرنے کے لئے سیٹلائٹ گن شپس لگا رکھی ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پاکیشیا کے ماہر فلکیات ڈاکٹر ہاشم ہیں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ شاید انہیں اس ریڈ سٹون کے بارے میں کچھ علم ہو"۔ عمران نے کہا اور اس نے فون اٹھایا اور پھر جلدی جلدی ماہر فلکیات کے ڈاکٹر ہاشم کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"مس جولیا۔ لگتا ہے ہم ان لوگوں کی نظروں میں آگئے ہیں"۔ تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی۔ وہ دور بین آنکھوں سے لگائے سامنے چار سو سات نمبر کوٹھی میں دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں اس کوٹھی کے سامنے والی کوٹھی میں موجود تھے۔ یہ کوٹھی چونکہ خالی تھی اس لئے ان دونوں نے اس کوٹھی میں گھس کر کوٹھی نمبر چار سو سات کی نگرانی کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ انہوں نے ایکسٹو کے بتائے ہوئے گرد پرساد نامی شخص کو ایک خوبصورت لڑکی کے ساتھ وائٹ سیڈان میں اس کوٹھی میں جاتے دیکھا تھا۔

جولیا نے اپنی کار دوسری طرف ایک خالی پلاٹ میں پارک کی تھی اور پھر وہ دونوں پیدل اس طرف آگئے تھے۔ خالی کوٹھی کی دیوار پھلانگ کر وہ آسانی سے اس کوٹھی میں داخل ہو گئے تھے اور پھر وہ

چھت پر جانے کے لئے ماسٹر کی سے زینوں کا دروازہ کھول کر اوپر آ گئے تھے ۔ چھت پر دو بڑے بڑے کمرے تھے جس سے وہ سامنے والی کوٹھی میں آنے جانے والوں پر آسانی سے نظر رکھ سکتے تھے۔

جولیا نے گرو پرساد کو ٹریس کرنے کی رپورٹ ایکسٹو کو دے دی تھی ۔ ایکسٹو نے انہیں اس کی مسلسل نگرانی کا حکم دیا تھا اور ان کی مدد کے لئے کیپٹن شکیل اور چوہان کو بھیجنے کا کہا تھا اور کہا تھا کہ عمران کے وہاں آنے تک انہیں صرف نگرانی کرنی ہے ۔ بعد میں عمران جو انہیں کہے گا انہیں اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہوگا ۔ عمران کے آنے کا سن کر جولیا کا چہرہ تو چمک اٹھا تھا مگر تنویر کا منہ بن گیا تھا جیسے اسے عمران کا نام سن کر شدید کوفت ہوئی ہو۔

" کیا مطلب ۔ یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو"۔ جولیا نے اس کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔

" ہم جب وائٹ سیڈان کے تعاقب میں اس طرف آئے تھے تو میں نے چھت کے کارنر پر پانی کی ٹینکی کے پاس ایک نوجوان کو دیکھا تھا ۔ جب آپ نے گیٹ کے سامنے ایک لمحے کے لئے کار روکی تو وہ چونک پڑا تھا ۔ مگر جیسے ہی آپ نے کار آگے بڑھائی وہ مطمئن ہو گیا تھا ۔ پھر جب ہم پیدل اس طرف آئے تو وہ شخص ٹینکی کے پاس موجود نہیں تھا ۔ ابھی چند لمحے قبل میں نے کوٹھی کی چھت کے ایک کمرے سے اس نوجوان کو نکلتے دیکھا ہے ۔ وہ بظاہر اپنے خیالوں میں مست سیڑھیاں اتر رہا تھا مگر اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ہماری طرف

متوجہ ہو اور اسے معلوم ہو کہ ہم اس کوٹھی میں موجود ہیں ۔ ابھی چند لمحے پہلے وہی شخص کوٹھی سے نکل کر اس طرف گیا تھا جہاں آپ نے کار پارک کی ہے ۔ غالباً وہ اس کار کی تصدیق کرنے کے لئے گیا تھا"۔ تنویر نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ ہاں ۔ میں نے بھی کچھ ایسا ہی محسوس کیا تھا ۔ وہ جیسے غیر ارادی طور پر اسی طرف متوجہ تھا"۔ جولیا نے کہا۔

" میرا خیال ہے اس نے ہمیں اس خالی کوٹھی میں گھستے دیکھ لیا ہے اور اسے علم ہو گیا ہے کہ ہم اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

" تو پھر تمہارا کیا خیال ہے کیا ہمیں یہ کوٹھی چھوڑ دینی چاہئے"۔ جولیا نے کہا۔

" چیف نے ہماری مدد کے لئے کیپٹن شکیل اور چوہان کو بھیجا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ ان کے آنے سے پہلے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے ۔ ایسا نہ ہو مجرم کسی راکٹ گن سے اس کوٹھی پر کوئی راکٹ فائر کر دیں ۔ اس صورت میں ہمارا یہاں سے بچ نکلنا مشکل ہو جائے گا جبکہ کوٹھی سے باہر ہم بہتر طور پر اپنی حفاظت کر سکتے ہیں ۔ اگر مجرموں نے باہر ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو ہم ان کا منہ توڑ جواب دے سکیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ ۔ وہ شخص چھت سے نیچے اتر گیا ہے ۔ جب تک وہ اوپر نہیں آئے گا اسے معلوم نہیں ہو سکے گا کہ ہم یہاں موجود ہیں

یا نہیں"۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا تو تنویر سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ دونوں کمرے میں موجود الگ الگ بنچوں میں بیٹھے ہوئے تھے جو شاید وہاں رنگ و روغن کرنے کے استعمال کے لئے رکھے گئے تھے۔

"سائیڈ کی بجائے ہم کوٹھی کے عقب میں دیوار پھلانگتے ہیں۔ پچھلا پلاٹ خالی ہے جہاں ریت کا بڑا ڈھیر موجود ہے"۔ تنویر نے کہا تو جولیا نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر چھت کی پچھلی طرف بڑھنے لگے۔ چھت خاصی طویل تھی۔ وہ جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھتے جا رہے تھے کہ اچانک انہیں اپنے عقب میں یکے بعد دیگرے دو دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ان دھماکوں کی آوازیں گو کافی ہلکی تھیں مگر وہ ان دھماکوں کو بخوبی پہچانتے تھے جو کسی گیس کیپسول کے پھٹنے کے تھے۔ شاید کوٹھی سے فوری کارروائی کرتے ہوئے مجرموں نے وہاں گیس کیپسول فائر کر دیئے تھے۔

اس سے پہلے کہ جولیا سانس روکتی اسے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنے دماغ میں تیز بو سی چڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ دوسرے لمحے اسے یوں لگا جیسے یکلخت اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو اور وہ لہرائی اور پھر ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح چھت پر گرتی چلی گئی۔ ان کے دماغ پر اندھیرا سا چھا گیا تھا اور اس کے تمام احساسات جیسے فنا ہو گئے تھے۔ ایسا ہی تنویر کے ساتھ ہوا تھا۔ پھر اندھیرے میں جیسے ایک جگنو چمکتا ہے بالکل اسی طرح جولیا کے ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا اور پھر پھیلتا چلا گیا اور چند لمحوں میں

اسے ہوش آ گیا۔

چند لمحوں تک وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا وہ خود کو ایک کمرے میں کرسی پر جکڑی پا کر بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے قریب ہی تنویر بھی اسی طرح رسیوں سے ایک کرسی پر بندھا ہوا اور بے ہوش نظر آ رہا تھا۔ کمرہ کسی تہہ خانے جیسا تھا اور وہاں ان کے سوا کوئی موجود نہیں تھا اور کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ جولیا کے ذہن میں فوراً سابقہ منظر گھوم گیا۔ جب انہیں شک ہوا تھا کہ انہیں نگرانی کرتے ہوئے دیکھ لیا گیا ہے۔ وہ اس کوٹھی سے نکلنے کے لئے چھت کی پچھلی طرف جا رہے تھے تاکہ دوسری طرف پلاٹ میں موجود ریت کے ڈھیر پر چھلانگیں لگا کر وہ نکل جائیں مگر پھر ان کے عقب میں دھماکے ہوئے تھے اور ساتھ ہی انہیں تیز اور ناگوار بو محسوس ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے۔ چند لمحوں بعد اس نے تنویر کی کراہ سنی۔ تنویر کو بھی آہستہ آہستہ ہوش آ رہا تھا۔

"یہ ہم کہاں ہیں مس جولیا"۔ ہوش میں آتے ہی تنویر نے خود کو بندھا ہوا اور کمرے میں پا کر حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کوٹھی سے نکلنے میں دیر کر دی تھی۔ گرو پرساد یا اس کے ساتھیوں نے فوراً ہی ہم پر گیس کیپسول فائر کر دیئے تھے جس کے نتیجے میں ہم یہاں ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"چلیں شکر ہے کہ انہوں نے ہم پر گیس کیپسول فائر کئے تھے۔ اگر وہ کوٹھی پر بم فائر کر دیتے تو اب تک ہم وہیں دفن ہو گئے ہوتے"۔ تنویر نے کہا۔

"نجانے ہم کتنی دیر بے ہوش رہے ہیں۔ اس دوران کیپٹن شکیل اور چوہان یہاں پہنچ گئے ہوں گے اور وہ ہمارے لئے پریشان ہو رہے ہوں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"آپ نے چیف کو ساری صورتحال بتا دی تھی اور اس کوٹھی کا نمبر بھی بتا دیا ہو گا۔ چیف نے ان دونوں کو یہاں بریف کر کے ہی بھیجا ہو گا۔ ہو سکتا ہے وہ باہر ہوں اور کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہوں"۔ تنویر نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان دونوں میں مزید بات ہوتی اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور دو افراد یکے بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے کاندھوں پر دو افراد لدے ہوئے تھے۔ وہ دونوں بے ہوش نظر آ رہے تھے جنہیں تنویر اور جولیا نے فوراً پہچان لیا تھا۔ وہ کیپٹن شکیل اور چوہان تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر جولیا اور تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہونہہ۔ تو یہ دونوں بھی پکڑے گئے ہیں"۔ جولیا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ آنے والے افراد نے کیپٹن شکیل اور چوہان کو زمین پر ڈال دیا۔ وہ دونوں انہیں ہوش میں دیکھ کر چونک پڑے تھے۔ ایک نے دوسرے سے نہایت آہستگی سے کچھ کہا تو وہ سر ہلا کر کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ دوسرا شخص ان کے قریب آ گیا۔

"تم دونوں کو ہوش آ گیا ہے"۔ اس نے ان دونوں کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم اور ہمیں یہاں کیوں باندھا گیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہم جو کوئی بھی ہیں اس کے بارے میں تم جلد جان جاؤ گے۔ بتاؤ یہ دونوں تمہارے ساتھی ہیں"۔ نوجوان نے کیپٹن شکیل اور چوہان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہم انہیں نہیں جانتے"۔ جولیا نے کہا۔

"بہت خوب۔ یہ دونوں بھی تمہاری طرح سامنے والی کوٹھی میں کود گئے تھے اور تم دونوں کو وہاں تلاش کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے بھی چھت پر جا کر ہماری کوٹھی کی نگرانی شروع کر دی تھی۔ ہم نے ان دونوں کو بھی کیپسول فائر کر کے بے ہوش کیا اور یہاں لے آئے ہیں۔ اگر یہ تمہارے ساتھی نہیں ہیں تو یہ اس کوٹھی میں گھس کر تمہیں کیوں تلاش کر رہے تھے"۔ اس نوجوان نے کہا۔

"ہمیں کیا معلوم۔ ہم تو خالی کوٹھی دیکھ کر وہاں چوری کی نیت سے گئے تھے۔ مگر وہاں ہمارے مطلب کا کوئی سامان نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے یہ بھی ہماری قبیل کے آدمی ہوں اور چوری کی نیت سے کوٹھی میں گھسے ہوں"۔ تنویر نے کہا۔

"تو تم چور ہو"۔ نوجوان نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم دونوں پارٹنر ہیں۔ عموماً خالی کوٹھیوں میں نقب لگتے

ہیں اور جو کچھ ملتا ہے ہم آدھا آدھا بانٹ لیتے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"بہت خوب۔ پہلی بار سن رہا ہوں کہ چور اپنی زبان سے خود کو چور کہہ رہے ہیں"۔ نوجوان نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اسی لمحے ایک لمبا تڑنگا نوجوان اور ایک خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔ یہ دونوں وہی تھے جن کے تعاقب میں جولیا اور تنویر اس کوٹھی تک آئے تھے۔ نوجوان میک اپ میں تھا لیکن وہ دونوں جانتے تھے کہ وہ گولڈن پرل کا چیف گروپرساد ہے جس کی ایکسٹو نے انہیں تصویر مہیا کی تھی۔

"کچھ بتایا انہوں نے"۔ لڑکی نے اندر آکر ان دونوں کو گھورتے ہوئے نوجوان سے کہا۔

"یس مادام۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ دونوں چور ہیں اور چوری کی نیت سے اس کوٹھی میں گھسے تھے"۔ نوجوان نے کہا۔ اس کی بات سن کر وہ دونوں مسکرا دیئے۔

"تو تم دونوں چور ہو"۔ لڑکی نے انہیں گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں"۔ تنویر اور جولیا نے ایک ساتھ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر تم دونوں چور ہو تو تم کوٹھی کی چھت پر موجود کمرے سے ہماری نگرانی کیوں کر رہے تھے"۔ لڑکی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اس کوٹھی میں ہمارے مطلب کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ہم نے

سوچا کہ یہ آباد کوٹھی ہے اگر ہم اس کی نگرانی کریں اور جب تم لوگ باہر جاؤ تو ہم اس کوٹھی میں نقب لگا سکیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"یہ دونوں بھی تمہارے ساتھی ہیں"۔ نوجوان نے کہا۔

"نہیں۔ ہم انہیں نہیں جانتے"۔ جولیا نے کہا۔

"گرو۔ میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ یہ خاصے تربیت یافتہ ہیں۔ تم مجھے دس منٹ دے دو۔ دس منٹوں کے بعد یہ خود ہمیں بتائیں گے کہ یہ کون ہیں اور یہ ہماری نگرانی کیوں کر رہے تھے"۔ لڑکی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تو کہتا ہوں خواہ مخواہ بکھیڑا ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان چاروں کو ہلاک کرتے ہیں اور یہاں سے نکل چلتے ہیں۔ یہاں ایسے بہت سے ٹھکانے ہمیں مل جائیں گے"۔ نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں جب تک ان کی اصلیت نہیں جان لیتی میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ تمہیں اگر اتنا ڈر ہے تو تم چلے جاؤ"۔ لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مایا۔ تم خواہ مخواہ ان پر وقت برباد کر رہی ہو۔ ان کے پیچھے جہاں دو افراد آئے ہیں وہاں اور افراد بھی آسکتے ہیں جس کا صاف مطلب ہے کہ ہم ان کی نگاہوں میں آچکے ہیں۔ یہاں رک کر ہم خواہ مخواہ خود کو مصیبت میں ڈال رہے ہیں"۔ گرو نامی شخص نے پریشان

ہوتے ہوئے کہا۔

"گرو۔ اب اگر تم نے اس معاملے میں بات کی تو میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر چلی جاؤں گی"۔ مایا نے گروپرساد کو گھورتے ہوئے کہا تو گروپرساد نے ہونٹ بھینچ لئے۔ تنویر اور جولیا خاموشی سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ ان دونوں کے ناخنوں میں چونکہ بلیڈز موجود تھے اور ان کے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے رسیاں کاٹنی شروع کر دی تھیں۔

"دیکھو لڑکی۔ میرا نام مایا ہے اور میں سندر بن جنگلات کی خونخوار شیرنی سے بھی زیادہ خونخوار ہوں۔ میں اپنے شکار کو ایک لمحے میں چیر پھاڑ کر رکھ دیتی ہوں اس لئے میں تمہیں آخری بار کہہ رہی ہوں مجھے اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو"۔ مایا نے دوبارہ جولیا کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں واقعی غراہٹ تھی۔

"ہم اپنے بارے میں تمہیں بتا چکے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"میں سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنا جانتی ہوں"۔ مایا نے کہا۔

"بڑی اچھی بات ہے۔ پھر تو تمہیں فوراً ہماری باتوں پر یقین کر لینا چاہئے کیونکہ ہم جھوٹ نہیں بول رہے"۔ جولیا نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم ایسے نہیں بتاؤ گی"۔ مایا نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم جیسے مرضی پوچھ لو۔ ہمارا جواب یہی ہو گا جو ہم تمہیں دے چکے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"اور تم۔ تم کیا کہتے ہو"۔ مایا نے تنویر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہی کہتا ہوں کہ اگر تم اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگیاں چاہتی ہو تو ہمیں کھول دو اور ہمیں یہاں سے جانے دو"۔ تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف مایا بلکہ گروپرساد اور اس کا ساتھی بھی چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم مجھے دھمکی دے رہے ہو"۔ مایا نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں صرف دھمکیاں نہیں دیتا بلکہ جو کہتا ہوں اس پر عمل بھی کرتا ہوں"۔ تنویر نے کہا۔ اسی لمحے اس نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی رسیاں اس کے جسم سے اتر کر نیچے گرتی چلی گئیں۔ تنویر نے ناخن میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے رسی کاٹ لی تھی اور اب اس نے جسم کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کے جسم سے رسی ڈھیلی ہو کر گر گئی تھی اور وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اسے رسیوں سے آزاد ہوتے اور اٹھتے دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ تینوں کچھ کرتے تنویر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح مایا سے آ ٹکرایا۔ مایا کے پہلو میں اس نے بڑے زبردست انداز میں ٹکر ماری تھی جس کے نتیجے میں وہ اچھل کر گروپرساد سے ٹکرائی اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گر گئے۔ یہ دیکھ کر دوسرے نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بجلی کی سی تیزی سے

مشین پسٹل نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ پسٹل کا رخ تنویر کی طرف کر کے فائرنگ کرتا تنویر نے اچھل کر اس کے پسٹل والے ہاتھ پر ٹانگ مار دی ۔ نوجوان کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر دور جا گرا ۔ تنویر نے اس کے ہاتھ سے پسٹل گراتے ہی پلٹا کھایا اور دوسری ٹانگ اس نوجوان کے عین سینے پر پڑی ۔ نوجوان کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ دوہرا ہوا چکنے فرش پر گرا اور دور تک گھسٹتا چلا گیا اور پھر ساکت ہو گیا ۔

" تنویر بچو " ۔ اچانک جولیا نے چیخ کر کہا تو تنویر بجلی کی سی تیزی سے پلٹا ۔ اس نے پلٹتے ہوئے اپنے اوپر کے جسم کو کمان کی طرح خم دے دیا تھا اور مایا جیسے اس کے قریب سے اڑتی ہوئی نکلتی چلی گئی ۔ اس نے زمین پر گرتے ہی اچانک تنویر پر حملہ کرتے ہوئے اس پر چھلانگ لگا دی تھی ۔ اگر تنویر نے خم نہ کھایا ہوتا تو مایا کا سر اس کی کمر سے ٹکراتا اور وہ اچھل کر منہ کے بل گر پڑا ۔ تنویر ابھی سیدھا ہوا ہی تھا کہ گرو پرساد نے بھی اٹھ کر اس پر چھلانگ لگا دی ۔ تنویر اب پوری طرح سے ہوشیار ہو چکا تھا ۔ جیسے ہی گرو پرساد اڑتا ہوا اس کے قریب آیا تنویر دو قدم پیچھے ہٹا اور اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر گرو پرساد کے پہلو پر مارے اور اس کی ایک ٹانگ کو پکڑتے ہوئے اس طرف اچھال دیا جہاں مایا گری ہوئی تھی اور اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی ۔ گرو پرساد مایا سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے ایک بار پھر زمین بوس ہو گئے ۔ اسی لمحے جولیا بھی اپنی رسی کاٹنے میں کامیاب ہو

گئی تھی ۔ اس نے اپنے جسم سے رسیاں کھولیں اور اٹھ کھڑی ہوئی ۔

" تنویر ۔ تم ان دونوں کو سنبھالو میں سندر بن کی شیرنی کو دیکھتی ہوں " ۔ جولیا نے کہا ۔ مایا اور گرو سے پہلے نوجوان اٹھ کھڑا ہوا تھا جو پہلے کمرے میں اکیلا تھا ۔ وہ تیزی سے تنویر کی طرف بڑھا ۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر تنویر اچھلا ۔ اس نے فضا میں قلابازی کھائی اور اس نوجوان کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے پیچھے پیروں کے بل زمین پر آ کھڑا ہوا ۔ اس سے پہلے کہ نوجوان اس کی طرف پلٹتا تنویر نے اس کی ایک ہاتھ سے گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا پہلو پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا ۔ نوجوان نے اس کے ہاتھوں سے نکلنے کے لئے زور لگایا مگر تنویر نے اچانک پلٹ کر اسے مایا اور گرو پرساد کی جانب اچھال دیا جو اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ نوجوان کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے دائیں بائیں پلٹنیاں کھا گئے تھے جس کے نتیجے میں نوجوان اس زور سے فرش سے ٹکرایا کہ اس کی ہڈیاں کڑکڑا گئیں ۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد بھیانک تھی ۔ وہ اس بری طرح سے تڑپنے لگا جیسے اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں ۔ گرو پرساد اور مایا کے چہروں پر شدید غصہ آ گیا تھا ۔ انہوں نے ایک نظر تڑپتے ہوئے اپنے ساتھی کو دیکھا اور پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔ گرو پرساد کی نظریں تنویر پر اور مایا کی نظریں جولیا پر گڑی ہوئی تھیں ۔

" تم خود کو سندر بن کی شیرنی کہتی ہو ۔ مجھے تو تم میں ایسی کوئی

بات نظر نہیں آئی ۔ مجھے تو لگتا ہے تم سندر بن کی بندریا ہو جسے صرف اچھلنا کودنا آتا ہے"۔ جولیا نے اسے تاؤ دلاتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر مایا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"جب میں تمہیں اپنے پیر کے نیچے کچلوں گی تب تمہیں معلوم ہو گا کہ بندریا کون ہے اور شیرنی کون"۔ مایا نے کہا اور قدم بہ قدم چلتی ہوئی جولیا کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔ جولیا کے قریب آ کر وہ کھڑی ہو گئی۔ اس کی آنکھیں جولیا کی آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں جیسے وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں جولیا کو کھا جائے گی۔ جولیا بھی پلکیں جھپکائے بغیر اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

اچانک مایا بجلی کی سی تیزی سے تڑپی اور اس نے جولیا کے چہرے پر مکا مارنا چاہا تو جولیا نے فوراً سر پیچھے کر لیا۔ اسی لمحے مایا نے خود کو گراتے ہوئے جولیا کی ٹانگوں پر اس انداز میں ٹانگ ماری کہ جولیا اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور اچھل کر گر پڑی۔ جیسے ہی وہ نیچے گری مایا نے اپنے جسم کو تیزی سے گھماتے ہوئے اس کے دائیں پہلو پر پاؤں مار دیا۔ جولیا کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ تکلیف کی شدت سے دوہری ہوتی چلی گئی۔

مایا نے اس کے چہرے پر ٹھوکر مارنے کی کوشش کی تو جولیا نے فوراً اس کی ٹانگ پکڑتے ہوئے اسے پیچھے دھکیل دیا لیکن مایا نے اپنے جسم کو موڑا اور گھومتی ہوئی جولیا پر آ پڑی۔ اس نے دائیں ہاتھ کا مکا پوری قوت سے جولیا کی ناک پر جڑ دیا تھا لیکن جولیا نے تیزی سے

سر پیچھے کیا تو مایا کا مکا پوری قوت سے زمین سے ٹکرایا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اسی لمحے جولیا نے اسے ہاتھوں اور گھٹنوں کی مدد سے اوپر اچھال دیا۔ مایا کا جسم فضا میں اٹھ کر جیسے ہی نیچے آیا جولیا نے اپنی بائیں ٹانگ مایا کے پہلو میں اس انداز میں ماری کہ مایا فضا میں رول ہوتی ہوئی دھب سے اس کے بائیں طرف آ گری۔ جولیا نے تیزی سے کروٹ بدلی اور دائیں طرف پھسلتی چلی گئی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتی تو مایا کا گھٹنا اس کے پیٹ پر پڑتا۔ دائیں طرف آتے ہی جولیا نے ٹانگیں اٹھا کر جسم کو زور دار جھٹکا دیا اور کسی ماہر جمناسٹک کی طرح اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

ادھر گرو پرساد نے بھی تنویر پر اچانک حملہ کر دیا تھا۔ اس نے تنویر پر چھلانگ لگائی اور دونوں ٹانگیں پھیلا کر تنویر کے سینے پر مارنے کی کوشش کی مگر تنویر نے اپنے ایک پیر پر گھومتے ہوئے نہ صرف اس کے حملے سے خود کو بچا لیا تھا بلکہ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر گرو پرساد کو پکڑتے ہوئے اس تیزی سے اسے زمین پر پٹخ دیا کہ گرو پرساد کسی بھی طرح اپنے حلق سے نکلنے والی چیخوں کو نہ روک سکا۔ وہ تنویر کے قدموں میں گرا اور اس نے تنویر کی ٹانگیں پکڑ کر اسے گرانے کی کوشش کی مگر تنویر نے اس کے چہرے پر زور دار ٹھوکر مار دی۔ گرو پرساد کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پکڑ کر تڑپنے لگا۔ تنویر نے اس کے پہلو میں ٹھوکر رسید کی تو وہ درد کی شدت سے بلبلا اٹھا۔

تنویر نے فوراً اٹھ کر اس کی کمر پر ایک ٹانگ رکھی اور جھک کر
اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر مروڑ دیئے۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ گرد
پرساد سینے کے بل زمین پر پڑا تھا اور تنویر نے اس کی کمر پر پاؤں رکھ
کر اس کے دونوں بازو پکڑ کر پیچھے کھینچ رکھے تھے جس کی وجہ سے گرد
پرساد کا جسم کمان کی طرح مڑ گیا تھا اور اس کے حلق سے دردناک
چیخیں نکل رہی تھیں۔

مایا، جولیا کو خونخوار نظروں سے دیکھتے ہوئے اٹھی اور اپنا لباس
جھاڑنے لگی جیسے اس پر گرد لگی ہو۔ جولیا اس سے کافی فاصلے پر کھڑی
تھی۔ اچانک مایا نے ایک زور دار چیخ ماری اور فضا میں اچھلی اور پھر
ہاتھوں اور پیروں کے بل کسی ماہر جمناسٹک کی طرح قلابازیاں کھاتی
ہوئی جولیا کی طرف بڑھی۔ جولیا کے عین سر پر پہنچ کر اس نے اپنے
گھٹنے موڑ کر جولیا کے سر پر مارنے چاہے لیکن جولیا فوراً اس کے نیچے
سے نکل گئی۔ اس سے پہلے کہ مایا زمین پر پیروں کے بل آ کر کھڑی
ہوتی جولیا کسی پھرکی کی طرح سے گھومی اور اچھل کر اس نے رائٹ
لک اس انداز میں مایا کی کمر پر ماری کہ مایا ہوا میں گھومتی ہوئی پیچھے
دیوار سے جا ٹکرائی اور پھر دھب سے زمین پر آ گری۔ اس کے حلق
سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی۔ زمین پر گر کر وہ تڑپی اور پھر ساکت
ہوتی چلی گئی۔ شاید دیوار سے اس کا سر ٹکرا گیا تھا اور وہ بے ہوش ہو
گئی تھی۔ ادھر گرد پرساد بدستور تنویر کی ٹانگ کے نیچے تڑپ رہا تھا۔
تنویر نے اس پر جس انداز میں گرپ کر رکھی تھی وہ کسی بھی طرح

اس سے خود کو نہیں چھڑا سکتا تھا۔

"مس۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں"۔
تنویر نے جولیا کو مایا سے فراغت پاتے دیکھ کر کہا۔

"نہیں۔ ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے سے یہ ہلاک ہو سکتا ہے۔ اس کے
دونوں بازو توڑ دو۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔ جولیا نے کہا تو
تنویر سر ہلا کر زور دار جھٹکے سے گرد پرساد کے مڑے ہوئے بازو
توڑنے ہی لگا تھا کہ اسی لمحے میں کوئی چیز کمرے میں گری۔ ساتھ ہی
ایک زور دار دھماکہ ہوا اور تنویر اور جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے
ان کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہوں۔ ایک لمحے کے ہزارویں حصے
میں انہیں اپنے تمام احساسات فنا ہوتے ہوئے محسوس ہوئے تھے
اور پھر ان کے ذہنوں پر اندھیرا سا چھا گیا۔ شاید ہمیشہ کے لئے۔

صفدر کو ہوش آیا تو اس نے خود کو اس سڑک کے کنارے پڑا پایا جہاں اس نے غیر ملکی ایلن مارٹ کی کار سڑک کے درمیان رکی دیکھ کر اپنی کار روکی تھی۔ اس کی کار بھی سڑک پر موجود تھی۔ صفدر کو فوراً یاد آ گیا کہ وہ جس غیر ملکی کا تعاقب کر رہا تھا اس نے پہاڑی سڑک پر کار موڑتے ہی روک لی تھی۔ صفدر جب کار موڑ کر اس طرف آیا تو اس نے اس نوجوان کو کار سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھا تھا اور پھر اس نے اچانک جیب سے ایک راکٹ گن نکال کر راکٹ اس پر فائر کر دیا تھا جو کار کی فرنٹ سے ٹکرا کر خوفناک دھماکے سے پھٹا تھا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے کار کے ساتھ ساتھ اس کے بھی ٹکڑے اڑ گئے ہوں مگر اب ہوش میں آنے کے بعد نہ صرف وہ محفوظ تھا بلکہ اس کی کار بھی صحیح حالت میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے اس نے راکٹ گن سے بلاسٹنگ راکٹ فائر نہیں کیا تھا بلکہ وہ راکٹ کی شکل میں ٹی ایکس ٹی تھرٹی بلاسٹر تھا جس کے پھٹنے کا خوفناک دھماکہ تو ہوتا ہے مگر اس سے تباہی نہیں ہوتی۔ اس بلاسٹر سے اس قدر تیز اور زود اثر گیس نکلتی ہے جس سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے انسانی جسم کے پرخچے اڑ گئے ہوں"۔ صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے اسے بائیں پہلو میں شدید تکلیف کا احساس ہوا۔ اس کے منہ سے بے اختیار سسکاری سی نکل گئی تھی۔ اس نے پہلو میں ہاتھ رکھا تو اسے وہاں چپ چپاہٹ کا احساس ہوا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس کا پہلو اس کے خون سے بھیگا ہوا تھا۔ اس نے پہلو کے زخم کو چھو کر دیکھا تو جیسے اس کا ذہن سنسنا کر رہ گیا۔

ایلن مارٹ نے اسے ٹی ایکس ٹی تھرٹی بلاسٹر سے نہ صرف بے ہوش کیا تھا بلکہ جاتے ہوئے وہ اسے گولی بھی مار گیا تھا۔ شاید اس نے دور سے اور جلد بازی میں اس پر گولی چلائی تھی جو صفدر کے بائیں پہلو سے رگڑ کھاتے ہوئے نکل گئی تھی اور ایلن مارٹ اسے اپنی طرف سے وہیں ہلاک کر کے پھینک گیا تھا۔ صفدر دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرنے لگا کہ گولی اس کے پہلو سے رگڑ کھا کر نکل گئی تھی ورنہ ایلن مارٹ نے بے ہوشی کے عالم میں اس کے دل کے نشانے پر گولی چلائی تھی۔ اگر اس کی گولی ٹھیک نشانے پر ہوتی تو صفدر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ جس جگہ وہ پڑا تھا وہاں شاید ہی کوئی آتا تھا

اسی لئے صفدر بدستور وہاں پڑا رہا تھا۔ اس نے ریسٹ واچ دیکھی تو اسے معلوم ہوا کہ اسے اس طرح بے ہوش پڑے بیس منٹ گزر چکے تھے۔ ایلن مارٹ اسے گولی مار کر وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ کس طرف گیا تھا صفدر کو اس کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔

صفدر نے پہلو کے زخم کو ہاتھ سے پریس کیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے زخم سے ابھی تک خون رس رہا تھا جو پہلو میں رکھے ہوئے ہاتھ کی انگلیوں تک رس آیا تھا۔ صفدر اپنی کار کے پاس آیا۔ کار کا دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا۔ اس نے اگنیشن سے چابی نکالی اور کار کا سہارا لیتے ہوئے کار کی ڈگی کی طرف آ گیا۔ اس نے ڈگی کھول کر اس میں سے میڈیکل باکس نکالا اور اسے کھول کر اس نے سب سے پہلے ایک سپرے نکالا اور قمیض اٹھا کر پہلو پر موجود زخم پر سپرے کرنے لگا۔ اس سپرے سے نہ صرف زخم سے خون رسنا بند ہو گیا تھا بلکہ اسے تکلیف کا احساس بھی کم ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے زخم پر ہلکی پھلکی ڈریسنگ کی اور میڈیکل باکس بند کر کے ڈگی میں رکھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ اس نے چابی گھما کر کار سٹارٹ کی ہی تھی کہ اچانک اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ریسٹ واچ دیکھی تو وہاں بارہ کا ہندسہ چمک رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ عمران اسے کال کر رہا تھا۔

"صفدر سپیکنگ۔ اوور"۔ صفدر نے ونڈ بٹن کھینچ کر ریسٹ واچ منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہو تم۔ اوور"۔ دوسری طرف سے عمران کی سنجیدہ آواز سنائی دی تو صفدر نے اسے مختصر طور پر تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ زیادہ زخمی تو نہیں ہوئے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ چھوٹا سا زخم ہے۔ میں نے سپرے کر کے ڈریسنگ کر لی ہے۔ اب میں خاصا بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ اوور"۔ صفدر نے کہا۔

"اوکے۔ تم ایسا کرو یہاں سے نکلو اور فوراً زارم کالونی میں پہنچ جاؤ۔ اس کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو سات میں جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان موجود ہیں۔ وہ شاید وہاں زخمی اور بے ہوش پڑے ہیں۔ اگر وہ زندہ ہیں تو انہیں فوراً فاروقی ہسپتال پہنچا دو۔ اس کوٹھی میں اور کوئی نہیں ہے۔ مجرم کوٹھی چھوڑ چکے ہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے انہیں۔ اوور"۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ چیف نے مجھے کال کر کے بتایا ہے۔ انہوں نے سرچنگ مشین کی سکرین پر ان چاروں کو اس کوٹھی کے تہہ خانے میں پڑے دیکھا تھا۔ چیف نے مجھے ان کی مدد کو پہنچنے کے لئے کہا تھا۔ میں اس طرف جا رہا تھا کہ مجھے راستے میں ایک مجرم دکھائی دے گیا۔ وہ بے حد اہم مجرم ہے اس لئے میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں اس لئے میں نے تمہیں کال کی ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں۔ اوور"۔ صفدر نے

کہا۔
"گڈ۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ایک طویل
سانس لیتے ہوئے گھڑی کا ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اس نے کار بیک کر کے
واپس شہر کی طرف جانے والی سڑک پر موڑی اور پھر کار فل سپیڈ سے
چھوڑ دی۔

اسے جولیا اور اس کے ساتھیوں کی فکر تھی جو نجانے کس حال
میں تھے۔ عمران کے کہنے کے مطابق وہ زندہ بھی ہو سکتے تھے اور مردہ
بھی۔ چیف کے پاس جو کمپیوٹر مشین تھی اس مشین کا لنک ان کے
واچ ٹرانسمیٹر کے ساتھ تھا اور چیف ان پر ہیڈ کوارٹر سے آسانی سے
نظر رکھ سکتا تھا۔

اس مشین میں ابھی اتنی جدت نہیں تھی کہ یہ معلوم کیا جاسکے
کہ ممبر بے ہوش ہے یا ہلاک ہو چکا ہے۔ عمران کے کہنے کے مطابق
چیف نے ان چاروں کو اس کوٹھی کے کسی تہہ خانے میں پڑے
دیکھا تھا اس لئے صفدر دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ وہ چاروں
زندہ ہوں۔ اس لئے وہ نہایت تیز رفتاری سے کار چلا رہا تھا تاکہ وہ
جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان کے پاس پہنچ جائے۔

ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ زارم کالونی میں پہنچ
گیا۔ کوٹھی نمبر چار سو سات کے قریب پہنچ کر اس نے گیٹ کھلا ہوا
دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ گو عمران نے اسے بتایا تھا کہ مجرم اس کوٹھی
سے نکل چکے ہیں اور تہہ خانے میں ان کے ساتھیوں کے سوا اور کوئی
نہیں ہے لیکن احتیاط کا تقاضا تھا کہ وہ سوچ سمجھ کر اس کوٹھی میں
داخل ہو۔

کوٹھی کا گیٹ جس طرح سے کھلا ہوا تھا وہ کار کو ڈائریکٹ اندر
لے جا سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ آگے جا کر اس نے
دائیں طرف کار موڑی اور اسے ایک سائیڈ میں روک دیا۔ کار کا انجن
بند کر کے وہ کار سے نکلا اور پھر پیدل ہی کوٹھی نمبر چار سو سات کی
طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ گلی کا موڑ مڑا ہی تھا کہ اچانک ایک کان پھاڑ
دینے والا دھماکہ ہوا اور اس نے گلی کے دائیں طرف کوٹھی نمبر چار
سو سات کو تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتے دیکھا۔ دھماکہ اس قدر
شدید تھا کہ ایک لمحے کے لئے زمین تھرا اٹھی تھی اور صفدر بمشکل
گرتے گرتے سنبھالا تھا۔

اس خوفناک دھماکے سے ارد گرد کی عمارتوں کو بھی شدید
نقصان پہنچا تھا۔ کوٹھی نمبر چار سو سات کو اس طرح دھماکے سے
اڑتے دیکھ کر صفدر جیسے وہیں ساکت ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کے چار
ساتھی اس کوٹھی کے تہہ خانے میں موجود تھے۔ مگر اب جس طرح
سے کوٹھی تباہ ہوئی تھی اگر اس کے ساتھی وہاں زندہ بھی تھے تو اب
ان کی ہلاکت یقینی ہو چکی تھی۔

شاید مجرموں نے اس کوٹھی کو چھوڑتے ہوئے وہاں ڈائنامیٹ یا
پھر طاقتور بم لگا دیا تھا جس کے بلاسٹ ہوتے ہی کوٹھی تنکوں کی

طرح فضا میں بکھر گئی تھی۔ اپنے ساتھیوں کی عبرتناک ہلاکت کا سوچ کر صفدر کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آگیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اب جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان کو کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔

عمران نے ماہر فلکیات ڈاکٹر ہاشم اور پھر دوسرے ممالک کے چند ماہر فلکیات سے بات کی مگر ان میں سے کسی نے اس بات کی تصدیق نہیں کی کہ کوئی ریڈ ستون دنیا کے کسی حصے میں گرتے دیکھا گیا ہے جس پر عمران بے حد حیران ہوا تھا۔ پھر وہ کچھ سوچ کر جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان کی مدد کرنے اور گرو پرساد پر ہاتھ ڈالنے کے لئے زارم کالونی کی طرف روانہ ہو گیا۔ مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے عمران نے جیسے ہی کار زارم کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر ڈالی اسی لمحے اسے ایک سفید سیڈان نہایت تیزی سے اپنی طرف آتی دکھائی دی اور پھر وہ اسی تیز رفتاری سے اس کی کار کے قریب سے گزر گئی تھی۔ عمران نے ایک ہی نظر میں اس کار کی فرنٹ سیٹ پر ایک نوجوان اور عقبی سیٹ پر ایک اور نوجوان اور ایک لڑکی کو بے ہوش پڑے دیکھ لیا تھا۔ وہ تینوں کار میں مڑے تڑے پڑے

ہوئے تھے جنہیں کار چلانے والا نوجوان نہایت عجلت میں وہاں سے لے جا رہا تھا۔ عمران نے پلٹ کر کار کا نمبر دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ گرو پرساد کی کار تھی۔

کار کا نمبر دیکھ کر عمران کے ذہن میں عجیب سی سرسراہٹ ہونے لگی تھی۔ اسے فوراً اپنے ساتھیوں کا خیال آگیا تھا جو ان کی کوٹھی کی نگرانی پر مامور تھے۔ جس تیزی سے کار وہاں سے گئی تھی اور اس میں تین افراد بے ہوش نظر آرہے تھے عمران کو صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ ان کا اس کے ساتھیوں سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھی یا تو اس کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں یا زخمی حالت میں وہاں کہیں موجود ہیں۔ اس نے فوری فیصلہ کرتے ہوئے کار موڑ کر وائٹ سیڈان کے پیچھے لگا دی۔ وہ کسی بھی حال میں گرو پرساد کو بچ نکلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ وائٹ سیڈان کے تعاقب میں جاتے ہوئے عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر کیپٹن شکیل، جولیا، تنویر اور پھر چوہان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر ان میں سے کوئی بھی کال اٹنڈ نہیں کر رہا تھا جس سے اس خدشے کو تقویت مل رہی تھی کہ وہ ضرور کسی مصیبت میں ہیں۔ اس نے فوراً بلیک زیرو سے رابطہ کیا اور اسے ساری تفصیل بتاتے ہوئے ہدایات دیں کہ وہ فوراً سرچنگ مشین آن کرے اور یہ معلوم کرے کہ جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔ پھر اس نے احتیاط کے ساتھ وائٹ سیڈان کا تعاقب جاری رکھا۔

وائٹ سیڈان شہر کی طرف جا رہی تھی۔ تقریباً دس منٹوں کے بعد عمران کو بلیک زیرو نے جوابی کال کر کے بتایا کہ سرچنگ مشین میں وہ چاروں اس کوٹھی کے ایک تہہ خانے میں بے ہوش پڑے دکھائی دے رہے ہیں جس پر عمران مطمئن ہو گیا اور پھر اس نے بلیک زیرو کی کال ختم ہوتے ہی صفدر سے کال ملائی اور اسے فوری طور پر زارم کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو سات میں اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے پہنچنے کو کہا۔

وائٹ سیڈان اسی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں پر مڑتی ہوئی جا رہی تھی۔ عمران مناسب فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ پھر جب وائٹ سیڈان دائیں طرف ایک ذیلی سڑک کی طرف مڑی تو عمران نے اپنی کار کی رفتار اور بڑھا دی۔ اس نے نہایت تیزی سے اس سڑک کی طرف موڑ کاٹا جس طرف وائٹ سیڈان مڑی تھی۔ ابھی وہ کار موڑ کر اس سڑک پر آیا ہی تھا کہ اچانک ایک کوٹھی کے کھلے ہوئے گیٹ سے ایک نو عمر بچہ بھاگتا ہوا سڑک کے عین درمیان میں آگیا۔ بچے کو اس طرح سڑک پر آتے دیکھ کر عمران نے فوراً بریک پیڈل پر پاؤں رکھ کر دبا دیا۔ اس کی کار کے ٹائر بری طرح سے چیختے ہوئے سڑک پر لمبی لکیریں کھینچتے ہوئے یکلخت بچے کے نزدیک آ کر رک گئے۔

ٹائروں کی چرچراہٹ کی آواز سن کر بچہ سہم گیا تھا اور خوف بھری نظروں سے عمران کی کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران اگر بروقت کار

کے بریک نہ لگاتا تو بچہ یقیناً اس کی کار تلے کچلا جاتا۔ اسی لمحے کھلے
ہوئے گیٹ سے ایک نوجوان بھاگتا ہوا آیا اور اس نے بچے کو اٹھالیا
اس اثناء میں وائٹ سیڈان اڑتی ہوئی بائیں طرف مڑ گئی تھی۔ یہ
دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ جانتا تھا کہ جس
طرف وائٹ سیڈان مڑی تھی وہاں شہر کے مختلف علاقوں میں جانے
کے لئے کئی سڑکیں نکلتی تھیں۔ نوجوان بچے کو اٹھا اس کی طرف آرہا
تھا۔

"میں معافی چاہتا ہوں جناب۔ بچہ کھیل کھیل میں بھاگتا ہوا
سڑک پر آگیا تھا"۔ نوجوان نے عمران کے قریب آکر اس سے
معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"اور اس غلطی کی وجہ سے یہ میری کار تلے کچلا جاتا تو پھر"۔
عمران نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری جناب۔ رئیلی ویری سوری"۔ نوجوان نے
شرمندگی سے کہا تو عمران نے غصے سے سر جھٹک کر کار آگے بڑھا دی
عمران کار لے کر جب اس طرف مڑا جس طرف اس نے وائٹ
سیڈان کو مڑتے دیکھا تھا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ
وائٹ سیڈان اسے کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ آگے شہر کی
طرف جانے والی کئی ذیلی سڑکیں تھیں۔ وائٹ سیڈان نجانے کس
طرف مڑ گئی تھی اور دو سڑکیں بھی آگے سے ٹرن لئے ہوئے تھیں۔
اب یہ پتہ چلانا مشکل تھا کہ وائٹ سیڈان کس طرف گئی ہے۔ اسے

اس بچے پر غصہ آرہا تھا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے گرو پرساد
نکل گیا تھا۔ وہ مختلف سڑکوں پر کار گھماتا رہا لیکن وائٹ سیڈان اسے
کہیں نظر نہ آئی۔

"ہونہہ۔ گرو پرساد کی قسمت اچھی ہے جو میرے ہاتھوں سے نکلنے
میں کامیاب ہو گیا ہے۔ خیر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی"۔
عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کنگ روڈ کی طرف کار
موڑی اور پھر وہ اپنے فلیٹ میں آگیا۔ فلیٹ میں چونکہ سلیمان موجود
نہیں تھا اس لئے اس نے کچن میں جا کر اپنے لئے چائے تیار کی اور
سٹنگ روم میں آگیا۔ اس کے چہرے پر بدستور سنجیدگی تھی اور اس
کا چہرہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ صوفے پر بیٹھ کر وہ چائے کا سپ
لینے ہی لگا تھا کہ اچانک اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو وہ چونک
پڑا۔ اس نے چائے کا کپ سامنے میز پر رکھا اور ریسٹ واچ دیکھنے لگا
ریسٹ واچ پر تین کا ہندسہ چمک رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ صفدر
کی کال ہے۔

"یس صفدر۔ عمران بول رہا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ایک بری خبر ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے
صفدر کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اٹھ کر
کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ اوور"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"زارم کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو سات دھماکے سے اڑ گئی ہے۔

اوور"۔ دوسری طرف سے صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان کہاں ہیں۔ اوور"۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا اور کیپٹن شکیل کی کاریں یہاں موجود ہیں لیکن ان کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ شاید دھماکے کے وقت وہ اس کوٹھی میں ہی تھے اوور"۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے وہ اس کوٹھی تلے دفن ہو گئے ہیں۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"آپ نے مجھے بتایا تھا کہ وہ چاروں اس کوٹھی کے کسی تہہ خانے میں پڑے ہیں۔ میں نہایت تیز رفتاری سے یہاں پہنچا تھا۔ کوٹھی کا گیٹ کھلا ہوا تھا لیکن میں احتیاطاً اپنی کار اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر لے گیا۔ پھر میں کار سے نکل کر اس کوٹھی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک کوٹھی دھماکے سے اڑ گئی۔ اوور"۔ صفدر نے کہا تو عمران کے جبڑے اور زیادہ بھینچ گئے۔

"کیا تم نے چیف کو رپورٹ دی ہے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اس کوٹھی کو دھماکے سے اڑتے دیکھ کر میرے اعصاب منجمد ہو گئے تھے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ اب جب میں قدرے سنبھلا ہوں تو میں نے چیف کی بجائے آپ کو یہ سب بتانا مناسب سمجھا اس لئے میں آپ ہی کو کال کر رہا

ہوں۔ اوور"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ تمہارا زخم اگر گہرا ہے تو تم فاروقی ہسپتال چلے جاؤ اور جا کر علاج کراؤ۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کے بچھڑنے کا زخم میرے جسم پر موجود زخم سے بہت بڑا ہے عمران صاحب۔ جسم پر لگا زخم تو بھر جائے گا مگر۔ اوور"۔ صفدر کہتے کہتے رک گیا۔ شاید اس میں مزید بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"بہرحال ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔ تم نے اس کوٹھی کو اپنی آنکھوں سے اڑتے دیکھا ہے لیکن اس کے باوجود میرا دل اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ وہ چاروں دھماکے کے وقت کوٹھی میں ہی تھے۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔ لیکن عمران صاحب۔ میں کافی دیر سے یہاں موجود ہوں۔ دھماکے کی وجہ سے یہاں ارد گرد کی بھی کئی عمارتیں متاثر ہوئی ہیں۔ سوپر فیاض اپنی ٹیم لے کر یہاں پہنچ گیا ہے اگر ہمارے ساتھی زندہ ہوتے تو وہ اپنی کاروں کو لینے اس طرف ضرور آتے۔ اوور"۔ صفدر نے کہا۔

"وہ آئیں گے۔ ضرور آئیں گے۔ تم ان کا وہیں انتظار کرو۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ سوپر فیاض میری طرف آ رہا ہے۔ میں اس سے

نپٹ لوں پھر آپ سے بات کرتا ہوں۔ اوور"۔ صفدر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"تم اسے گولڈن کراس والا کارڈ دکھا دینا۔ گولڈن کراس کے کارڈ کو دیکھ کر وہ تمہارے سامنے بھیگی بلی بن جائے گا۔ اوور"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر یوں دھم سے صوفے پر بیٹھ گیا جیسے وہ میلوں دوڑ کر آیا ہو۔

صفدر کی بات سن کر وہ حقیقتاً پریشان ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو نے اسے بتایا تھا کہ سرچنگ مشین کی سکرین پر اس نے جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان کو اس کوٹھی کے تہہ خانے میں پڑے دیکھا تھا اور عمران نے فوراً صفدر کو کال کر کے وہاں پہنچنے کی ہدایات دے دی تھیں۔

صفدر نے اسے بتایا تھا کہ وہ جہاں موجود ہے وہاں سے وہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر زارم کالونی پہنچ سکتا ہے۔ اس آدھے گھنٹے کے وقفے میں اس کے ساتھیوں کا اس کوٹھی سے نکلنا کچھ مشکل نہیں تھا بشرطیکہ وہ بے ہوش ہوتے اور انہیں اس دوران ہوش آ گیا ہوتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ گروپرساد اور اس کے ساتھیوں نے انہیں ہلاک کر کے تہہ خانے میں ڈال دیا ہو اور پھر وہ وہاں سے اپنے تمام ثبوت مٹا دینا چاہتے ہوں اس لئے انہوں نے اس کوٹھی میں آدھے گھنٹے کا کسی

ٹائم بم پر ٹائم فکس کر کے وہاں رکھ دیا ہو۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اسے جیسے کوئی خیال آ گیا۔ اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور گھڑی کی دونوں سوئیاں دو کے ہندسے پر لا کر جولیا کے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کرنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ زندہ ہوئے تو جولیا فوراً اس کی کال رسیو کرے گی۔ وہ ابھی ونڈ بٹن پریس کر کے جولیا کو کاشن دینے ہی لگا تھا کہ اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ علی عمران سپیکنگ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"طاہر بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بولو بھائی زیرو اوور زیرو۔ اب تمہارے پاس سنانے کے لئے کون سی بری خبر رہ گئی ہے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں نے آپ کو بری خبر سنانے کے لئے فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"آج کا دن ہی برا ہے۔ جو بھی کال کر رہا ہے بری خبریں ہی سنانے کے لئے کر رہا ہے۔ پھر بھلا تم کیسے پیچھے رہ سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر تم میں اتنی سمجھ ہوتی تو تم دانش منزل میں نہ بیٹھے ہوتے۔ بہرحال بتاؤ کیا ہے بری خبر"۔ عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"ریڈ سٹون کے حصول کے لئے ایکریمیا کا بھی ایک نیٹ ورک یہاں پہنچ رہا ہے جسے گروپر ساد اور اس کے گولڈن پرل کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ریڈ سٹون کے سارے ذخیرے پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ کون سا سینڈیکیٹ ہے۔ اور تمہیں اس کے بارے میں کیسے پتہ چلا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اس سینڈیکیٹ کا نام ہارڈ سکائی ہے۔ ٹرانسمیٹر وائس کیچر مشین نے یہاں تین کالیں چیک کی ہیں۔ آپ یہاں آکر ان کالوں کو خود ہی سن لیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کالوں کو تم نے ریکارڈ کر لیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے۔ میں آ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے سائے گہرے ہو گئے تھے۔

"لگتا ہے ریڈ سٹون پوری دنیا میں اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور اس کے لئے اب پوری دنیا کی ایجنسیاں حرکت میں آ رہی ہیں جن میں کریمینل سینڈیکیٹس سب سے آگے ہوں گے۔

اب مجھے واقعی کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا ورنہ پاکیشیا کو قدرتی طور پر ملنے والے سرمائے کو کوئی دوسرا اڑا لے گا اور ہم یہاں ہاتھ ملتے رہ جائیں گے"۔ عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے جلدی جلدی چائے کے گھونٹ بھرے اور ایک بار پھر دانش منزل جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

گرو پرساد کا دوسرا ساتھی جو اس کا نمبر ٹو میور تھا اس کے حکم سے رہائش گاہ کے باہر راؤنڈ لگانے کے لئے گیا تھا تاکہ وہ یہ دیکھ سکے کہ انہوں نے جن افراد کو پکڑا تھا ان کا کوئی اور ساتھی تو باہر نہیں۔ اس نے بڑی احتیاط کے ساتھ کوٹھی کے گرد راؤنڈ لگایا اور پھر سامنے والی کوٹھی اور اس کے گرد خالی پلاٹس کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو کر واپس آگیا۔

مختلف کمروں سے گزرتا ہوا وہ کوٹھی کے سرے کے کمرے کی طرف بڑھا جہاں سے تہہ خانے کی طرف راستہ جاتا تھا۔ وہ تہہ خانے میں جانے کے لئے سیڑھیاں اتر رہا تھا کہ اچانک اسے تہہ خانے سے تیز چیخوں کے ساتھ کسی کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور احتیاط سے سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آگیا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس

کے آخر میں دائیں طرف وہ کمرہ تھا جہاں ان چاروں افراد کو باندھا گیا تھا اور گرو پرساد اور مادام مایا ان سے پوچھ گچھ کے لئے گئے ہوئے تھے اس کمرے سے اٹھک پٹخ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے اندر زبردست فائٹنگ ہو رہی ہو۔ وہ سائیڈ کی دیوار سے لگ کر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا اور پھر دروازے کے قریب پہنچ کر وہ دیوار سے لگ گیا۔ اس نے احتیاط سے اندر جھانکا تو اسے اپنا ایک ساتھی اوندھے منہ دیوار کے پاس ساکت نظر آیا جبکہ گرو پرساد اور مادام مایا پہلے آنے والے نوجوان اور غیر ملکی لڑکی سے فائٹ کر رہے تھے جبکہ ان کے دوسرے دو ساتھی بدستور بے ہوش پڑے تھے۔

"اوہ۔ یہ دونوں تو رسیوں سے بندھے ہوئے تھے پھر یہ آزاد کیسے ہو گئے"۔ میور کے منہ سے حیرت بھرے لہجے میں نکلا۔ پھر وہ کمرے میں ہونے والی فائٹنگ دیکھنے لگا۔ اسے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ نوجوان اور غیر ملکی لڑکی بے حد تربیت یافتہ ہیں۔ اس قدر ماہرانہ انداز میں لڑنے والوں کا تعلق یا تو سیکرٹ سروس سے ہو سکتا تھا یا پھر کسی اہم سرکاری ایجنسی سے۔ گرو پرساد اور مادام مایا بھی فائٹنگ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے مگر ان دونوں سے لڑتے ہوئے وہ خاصے کمزور نظر آ رہے تھے جس سے اس نے اندازہ لگایا کہ باس گرو پرساد اور مادام مایا ان دونوں سے شکست کھا جائیں گے۔

وہ چاہتا تو مشین پسٹل سے اندر جا کر ان پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر سکتا تھا لیکن اس کی فائرنگ سے گرو پرساد اور مادام مایا کو

بھی نقصان پہنچ سکتا تھا اس لئے وہ کچھ سوچ کر تیزی سے پلٹا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا راہداری سے گزر کر سیڑھیوں تک آیا اور دو دو تین تین سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر آ گیا۔ مختلف کمروں سے ہوتا ہوا وہ اس کمرے میں آ گیا جہاں اس نے اپنا سامان رکھا ہوا تھا۔ اس کے پاس ایک بڑا بیگ تھا جس میں اس کی ضرورت کے سامان کے ساتھ ساتھ ہر قسم کا اسلحہ بھی موجود تھا۔ اس نے بیگ کھول کر اس میں سے اسلحہ نکال کر پلنگ پر رکھنا شروع کر دیا۔ اس نے ایک چھوٹا سا تکونا بم اٹھایا جس پر سرخ رنگ کا ایک بٹن لگا ہوا تھا۔ اس بم کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ اس نے وہ چھوٹا مگر انتہائی طاقتور بم بھی اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا۔ پھر اس نے جلدی جلدی سارا سامان واپس بیگ میں ڈالا اور بیگ کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے کمرے سے نکل آیا اور ایک بار پھر تہہ خانے کی طرف بڑھنے لگا۔ مشین پسٹل بدستور اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ وہ احتیاط کے ساتھ سیڑھیاں اترا اور اسی طرح دیوار کے ساتھ لگ کر اس کمرے کی طرف بڑھنے لگا جہاں سے ابھی تک اٹھک پٹخ کی آوازیں آ رہی تھیں۔

دروازے کے قریب آ کر وہ سائیڈ کی دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا اسی لمحے اس نے مادام مایا کی کربناک چیخ سنی۔ اس نے احتیاط سے اندر جھانکا تو اسے مادام مایا ایک دیوار کے پاس گری تڑپتی ہوئی نظر آئی اور پھر وہ ساکت ہو گئی جبکہ نوجوان نے گرو پرساد کو زمین پر گرا رکھا تھا۔ اس کا ایک پاؤں گرو پرساد کی کمر پر تھا اور اس نے گرو

پرساد کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر پیچھے کھینچ رکھا تھا جنہیں وہ ایک جھٹکے سے توڑ سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اس کی توقع کے مطابق ان دونوں نے واقعی گرو پرساد اور مادام مایا پر فتح پا لی تھی۔

"مس۔ اگر آپ کا حکم ہو تو میں اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں"۔ لڑکی کے ساتھی کی آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے سے یہ ہلاک ہو سکتا ہے۔ اس کے دونوں بازو توڑ دو۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔ لڑکی نے سفاکی سے کہا تو میور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں فیصلہ کرتے ہوئے تکونے بم کو جیب سے نکالا اور اس کا سرخ بٹن تین بار پریس کیا اور ہاتھ بڑھا کر اسے کمرے میں اچھال دیا۔ کمرے میں بم اچھلتے ہی وہ دیوار سے چپک گیا تھا اور اس نے پورے زور سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ بم اندر گر کر زور دار دھماکے سے پھٹا اور اس میں سے فلیش جیسی تیز روشنی چمکی اور ختم ہو گئی اور کمرے میں تیز گونج سی پیدا ہوئی جس سے ایک لمحے کے لئے زمین کانپ اٹھی۔

میور چند لمحے اسی طرح آنکھیں بند کئے دیوار کے ساتھ چپکا کھڑا رہا۔ پھر جیسے ہی گونج کی آواز ختم ہوئی اس نے آنکھیں کھولیں اور کمرے میں جھانک کر دیکھا تو اسے گرو پرساد کو گرپ میں لینے والا نوجوان اور غیر ملکی لڑکی گرتے دکھائی دیئے۔ یہ دیکھ کر وہ تیزی سے

اندر آگیا۔ وہ مشین پسٹل ہاتھ میں لئے ہوئے احتیاط سے قدم اٹھاتا غیر ملکی لڑکی کی طرف بڑھا اور پھر اس کے قریب جا کر اس نے لڑکی کے پہلو میں زور سے ٹھوکر رسید کر دی لیکن لڑکی کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ فلیش بم سے وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس نے گرو پرساد کے قریب گرے ہوئے نوجوان کو بھی دو تین ٹھوکریں ماریں مگر وہ بھی بے ہوش تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آگیا۔ اچانک اس کی نظریں غیر ملکی لڑکی کی کلائی پر بندھی ہوئی ریسٹ واچ پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ریسٹ واچ پر پارہ کا ہندسہ فلیش کر رہا تھا اور لڑکی کے بازو میں ہلکی ہلکی حرکت محسوس ہو رہی تھی جیسے ریسٹ واچ میں وائبریشن ہو رہی ہو۔

"واچ ٹرانسمیٹر۔ اوہ۔ شاید ان کا کوئی اور ساتھی ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ کوئی یہاں آئے مجھے باس اور مادام کو لے کر یہاں سے نکلنا ہو گا"۔ میور نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے مشین پسٹل اپنی کمر میں اڑسا اور آگے بڑھ کر اس نے سب سے پہلے گرو پرساد کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور اسے لئے ہوئے باہر آگیا۔ پورچ میں وائٹ سیڈان موجود تھی۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر گرو پرساد کو سیٹ پر ڈال دیا اور پھر بھاگتا ہوا وہ دوبارہ تہہ خانے میں گیا اور مادام مایا کو اٹھا لیا۔ اس نے مادام مایا کو بھی گرو پرساد کے ساتھ سیٹ پر ڈالا اور پھر اپنے دوسرے ساتھی کو اٹھا لایا۔ اس نے اپنے ساتھی کو ڈرائیونگ سیٹ

کی سائیڈ پر ڈال دیا تھا۔ اس نے ان تینوں کو کار میں ڈالا اور واپس آ کر اس نے اپنے سامان والے بیگ میں سے ایک طاقتور ٹائم بم نکالا اور دوبارہ تہہ خانے میں آگیا جہاں غیر ملکی لڑکی اور اس کے ساتھی اسی طرح بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

اس نے جیب سے ایک ٹائم بم نکالا اور اس پر آدھے گھنٹے کا ٹائم ایڈجسٹ کر کے بم کو آن کر دیا اور اسے اسی کمرے کی ایک دیوار پر لگا دیا۔ پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اسے لاک لگا دیا۔ تہہ خانے میں موجود اس کمرے کا دروازہ اس انداز میں بنایا گیا تھا کہ اسے صرف باہر سے ہی کھولا جا سکتا تھا۔ اندر سے اسے کھولنے کا کوئی سسٹم نہیں تھا۔

"یہ ڈی ایکس زیرو ون بم ہے۔ اسے نہ تم ڈی فیوز کر سکتے ہو اور نہ ہی اس کا وقت روک سکتے ہو۔ اگر تمہیں ہوش آ بھی گیا تو تم اس کمرے سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔ یہ بم آدھے گھنٹے بعد پھٹ جائے گا اور تم چاروں کے اس کوٹھی سمیت پرخچے اڑ جائیں گے۔ تمہیں اس بھیانک موت سے اب کوئی نہیں بچا سکتا"۔ میور نے غصے اور نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ پھر اس نے اپنے کمرے میں آ کر اپنا بیگ اٹھایا اور باہر آگیا۔ کار کے پاس آ کر اس نے کار کی ڈگی کھول کر بیگ اس میں رکھا اور پھر آگے بڑھ کر کوٹھی کا گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کھول کر وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اس کا ساتھی، گرو پرساد اور مادام مایا بدستور بے ہوش تھے۔ اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے لے

کر کوٹھی سے باہر آ گیا۔ سڑک پر آتے ہی اس نے کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔ اس سے پہلے کہ وہاں کوئی اور آتا وہ باس گرو پرساد اور مادام مایا کو لے کر نکل جانا چاہتا تھا۔

زارام کالونی سے نکل کر وہ دوسری سڑک پر آیا اور کار کو اسی طرح مختلف سڑکوں پر دوڑاتا لے گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ شہر میں داخل ہوا اور کار کو مین روڈ پر دوڑانے لگا۔ میور نے چونکہ باس گرو پرساد کے کہنے پر عارضی ہیڈ کوارٹر کے لئے جگہ تلاش کر لی تھی اور اب اس کے پاس ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں وہ گرو پرساد اور مادام کو لے جا سکتا اس لئے اس نے سائمن سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ چونکہ گرو پرساد کا نمبر ٹو تھا اس لئے سائمن اسے بخوبی جانتا تھا۔

اس نے کار ڈان کلب کے عقب میں ایک بند گلی میں لے جا کر روکی تھی جہاں کوئی آتا جاتا نہ تھا۔ اس نے کار کو وہیں چھوڑا اور پیدل چلتا ہوا ایک اور گلی میں آ گیا۔ گلی سے نکل کر وہ ڈان کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

کلب میں جا کر اس نے ڈان کلب کے مینجر سائمن سے بات کی اور اسے ساری صورت حال بتا دی جسے سن کر سائمن بھی پریشان ہو گیا تھا۔ وہ کلب سے نکل کر خود اس جگہ آیا تھا جہاں اس نے کار پارک کی تھی۔ کار میں بے ہوش گرو پرساد اور اس کے ساتھ خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر سائمن اور زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔ پھر سائمن نے میور کو چند چابیاں جیب سے نکال کر دیتے ہوئے کہا کہ وہ انہیں مارسن کالونی میں لے جائے۔ مارسن کالونی میں اس کی کوٹھی تھی جو خالی پڑی تھی۔ عارضی طور پر گرو پرساد وہاں رہ سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ گرو پرساد سے ملاقات کر کے اس کے لئے کسی ٹھکانے کا مستقل بندوبست کر سکتا تھا۔

میور کے لئے یہی بہت تھا کہ سائمن نے اسے الگ رہائش گاہ کی چابیاں دے دی تھیں۔ وہ انہیں لے کر فوراً مارسن کالونی میں پہنچ گیا۔ اس کالونی میں موجود سائمن کی کوٹھی زیادہ بڑی تو نہیں تھی مگر وہ فرنشڈ تھی اور ہر قسم کے سامان سے آراستہ تھی۔ میور انہیں لے کر اس کوٹھی میں آ گیا اور پھر اس نے باری باری ان تینوں کو کار سے نکالا اور انہیں ایک ہال میں لے آیا جہاں بڑے بڑے صوفے پڑے تھے۔ اس نے ان تینوں کو ان صوفوں پر ڈال دیا۔ اب وہ چونکہ ایک محفوظ ٹھکانے پر پہنچ چکا تھا اس لئے وہ انہیں ہوش میں لانے کی ترکیبیں سوچ رہا تھا۔

کچن میں جا کر اس نے وہاں موجود ایک ریفریجریٹر سے منرل واٹر کی ایک ٹھنڈی بوتل نکالی اور اسے لے کر واپس اس کمرے میں آ گیا اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور ٹھنڈا پانی ہتھیلی پر لے کر سب سے پہلے گرو پرساد کے چہرے پر چھینٹے مارنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں گرو پرساد نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو وہ خالی خالی نظروں سے چھت کو گھورتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

"یہ ۔ یہ کون سی جگہ ہے اور ۔ اور وہ کہاں ہیں"۔ گروپرساد نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے خود کو بدلی ہوئی جگہ پر پا کر کہا تو میور نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ گاڈ۔ میور اگر تم وقت پر وہاں فلیش بم نے پھینکتے تو انہوں نے ہمیں اب تک واقعی ہلاک کر دیا ہوتا۔ وہ واقعی تربیت یافتہ تھے ان کا مقابلہ کرتے ہوئے مجھے واقعی پسینہ آ گیا تھا اور مایا۔ ہونہہ۔ مایا خود کو سندر بن کی شیرنی کہتی ہے اور سمجھتی ہے کہ اس سے بڑا دنیا میں کوئی فائٹر نہیں ہے مگر اس لڑکی کے سامنے یہ واقعی سندر بن کی بندریا ہی ثابت ہو رہی تھی"۔ گروپرساد نے کہا۔

"یس باس ۔ میں نے ان کی فائٹنگ دیکھی تھی وہ واقعی ماہر لڑاکا تھے"۔ میور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان کی فائٹنگ کا انداز بتا رہا تھا کہ ان کا تعلق کسی بڑی سرکاری ایجنسی سے ہے یا تو وہ ملٹری انٹیلی جنس سے تعلق رکھتے تھے یا پھر سیکرٹ سروس سے ۔ اس قدر ماہر لڑاکا ایسی ہی ایجنسیوں میں پائے جاتے ہیں"۔ گروپرساد نے کہا۔

"یس باس ۔ ان کے پاس واچ ٹرانسمیٹرز بھی تھے ۔ جب میں نے انہیں فلیش بم سے بے ہوش کیا تو لڑکی کے واچ ٹرانسمیٹر پر ان کے کسی ساتھی کی کال آ رہی تھی اس لئے میں آپ کو لے کر وہاں سے فوراً نکل آیا تھا۔

"تم نے اچھا کیا میور ۔ آج اگر میں اور مادام مایا زندہ ہیں تو

صرف تمہاری عقلمندی کی وجہ سے ۔ ورنہ وہ لوگ ہم جیسے افراد کو موت کے گھاٹ اتارے بغیر سکون کا سانس نہیں لیتے"۔ گروپرساد نے کہا۔ پھر اس نے میور سے کہا کہ وہ مایا کے چہرے پر بھی پانی کے چھینٹے مارے تاکہ اسے ہوش آ جائے اور اسے معلوم ہو سکے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ میور نے مایا کے منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے تو اسے بھی فوراً ہوش آ گیا۔ خود کو بدلی ہوئی جگہ پر دیکھ کر اس کی بھی حالت گروپرساد سے مختلف نہیں ہوئی تھی ۔ گروپرساد نے جب مایا کو بتایا کہ میور انہیں موت کے منہ سے نکال کر لایا ہے تو وہ میور کی جانب ممنونیت سے دیکھنے لگی۔

"کیا تم نے ان کو زندہ چھوڑ دیا تھا"۔ مایا نے میور سے پوچھا۔

"نہیں مادام ۔ میں نے انہیں اسی تہہ خانے میں بند کر دیا تھا۔ تہہ خانہ بند کرنے سے پہلے میں ڈی ایکس زیرو ون ٹائم بم وہاں لگا آیا تھا۔ اس بم پر میں نے آدھے گھنٹے کا وقت سیٹ کیا تھا۔ اب تک وہ بم پھٹ چکا ہو گا اور ان چاروں کے ساتھ کوٹھی بھی فضا میں بکھر گئی ہو گی"۔ میور نے کہا۔

"گڈ ۔ یہ تم اچھا کیا ۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کون تھے ۔ اس قدر ماہرانہ انداز میں فائٹنگ کرنے والے عام افراد نہیں ہو سکتے"۔ مایا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ جو بھی تھے اب وہ زندہ نہیں ہوں گے ۔ تم یہ شکر کرو کہ ان سے ہماری جانیں بچ گئی ہیں ۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ

ہمیں فوراً وہ جگہ چھوڑ دینی چاہیئے۔ مگر تم میری بات مان ہی نہیں رہی تھی۔ خواہ مخواہ اپنی ہڈیاں تڑوا کر تم اب خاصا سکون محسوس کر رہی ہو گی"۔ گرو پرساد نے طنزیہ لہجے میں کہا تو مایا اس کی جانب غصیلی نظروں سے گھورنے لگی۔

" میور "۔ گرو پرساد نے مایا کو غصے میں آتے دیکھ کر اپنے ساتھی سے کہا۔

" یس باس "۔ میور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اسے ہوش میں لاؤ اور تم جا کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو اور سامان یہیں لے آؤ تا کہ ہم اپنا کام شروع کر سکیں "۔ گرو پرساد نے کہا۔

" یس باس "۔ میور نے کہا۔ اس نے اپنے بے ہوش ساتھی کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے تو اسے بھی ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی وہ بری طرح سے چیخنے لگا۔ نوجوان نے اسے جس طرح اٹھا کر دیوار سے مارا تھا اس کی شاید کئی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں جس کی وجہ سے اس نے تکلیف کی شدت سے تڑپنا شروع کر دیا تھا۔ وہ چند لمحے تڑپتا رہا اور ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔

" اوہ۔ اس کی تو لگتا ہے کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ اسے اٹھا کر کسی دوسرے کمرے میں لے جاؤ۔ اسے چیک کرو اگر یہ ٹھیک ہو سکتا ہے تو بہتر ہے ورنہ اسے گولی مار کر کسی گڑھے میں پھینک دو"۔ گرو پرساد ناکارہ انسانوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا"۔ گرو پرساد

نے کہا تو میور نے سر ہلایا اور اپنے بے ہوش ساتھی کو اٹھا کر وہاں سے چلا گیا۔

" اب تم کیا کہتی ہو۔ کیا اب بھی تمہارا یہیں رکنے کا پروگرام ہے"۔ گرو پرساد نے مایا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

" دیکھو گرو پرساد۔ تم میرے ساتھ اس رویے میں بات نہیں کر سکتے۔ یہ درست ہے کہ میں نے ان لوگوں کو سمجھنے میں غلطی کی تھی اس لڑکی سے فائٹنگ کرتے ہوئے اگر مجھے شکست ہوئی تھی تو تم کون سے اس کے ساتھی سے لڑنے میں کامیاب ہو گئے تھے"۔ مایا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بات غصے کی نہیں مصلحت کی ہے۔ ہم نے یہاں اپنا جو مقصد بنایا ہے ہمیں اس پر کام کرنا چاہیئے اور اسی پر اپنی توجہ مرکوز رکھنی چاہیئے۔ ہماری اگر کسی سے مڈبھیڑ نہ ہوتی تو اچھا تھا۔ بہرحال جو ہونا تھا ہو گیا۔ میں تو آج ہی سے اپنا کام شروع کر دوں گا۔ تم بتاؤ۔ تم کافرستان کب جاؤ گی اور کب اپنے پروگرام پر عمل کرو گی"۔ مایا کو غصے میں دیکھ کر گرو پرساد نے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

" ابھی رات ہونے میں وقت باقی ہے اور میری فلائٹ رات کی ہے۔ اگر کہو تو ابھی چلی جاؤں"۔ مایا نے ناگوار لہجے میں کہا۔

" میرا مشورہ مانو تو چلی جاؤ۔ کافرستان سے ریڈ سٹون یہاں لانا ضروری ہے۔ اگر ریڈ سٹون کے ٹکڑے ڈاکٹر استھانا سے حکومت نے

لپنے قبضے میں لے لئے تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی ۔ میں ریڈ سٹون کا ایک ذرہ بھی گنوانا نہیں چاہتا" ۔ گرو پرساد نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میں چلی جاتی ہوں " ۔ مایا نے اسی انداز میں کہا ۔

اس وقت میور کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا ۔ یہ وہی ٹرانسمیٹر تھا جس سے گرو پرساد نے ایکریمیا میں لپنے دوست میکلم سے بات کی تھی ۔

" باس ۔ آپ کے لئے کال ہے " ۔ میور نے کہا اور آگے بڑھ کر ٹرانسمیٹر گرو پرساد کو دے دیا ۔ ٹرانسمیٹر پر ایک سرخ رنگ کا بلب سپارک کر رہا تھا اور اس میں سے ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز نکل رہی تھی ۔

" اسے میرے بریف کیس سے نکال کر لائے ہو " ۔ گرو پرساد نے اسے گھورتے ہوئے کہا ۔

" نہیں باس ۔ کوٹھی کے ایک کمرے میں مجھے یہ ایک ٹیبل پر پڑا ملا تھا ۔ میں اسے لپنے سامان کے ساتھ لے آیا تھا " ۔ میور نے کہا ۔

" اچھا ٹھیک ہے ۔ تم جاؤ " ۔ گرو پرساد نے کہا تو میور سر ہلا کر باہر چلا گیا ۔

" مایا ۔ ایکریمیا سے کال ہے ۔ تم باہر نظر رکھو کوئی اگر اس طرف آئے تو اسے اندر نہ آنے دینا " ۔ گرو پرساد نے کہا تو مایا منہ بناتے ہوئے اٹھی اور پھر کمرے سے باہر نکل گئی ۔ گرو پرساد نے اٹھ کر فوراً دروازہ بند کر کے اسے لاکڈ کیا اور دوبارہ صوفے پر آ بیٹھا ۔ اس نے

ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے اسے آن کیا تو اسے ایک تیز آواز سنائی دی ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ میکلم کالنگ ۔ اوور " ۔ دوسری طرف سے میکلم کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ جی پی ون اٹنڈنگ یو ۔ اوور " ۔ گرو پرساد نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا ۔

" کیا بات ہے گرو پرساد ۔ تم میری کال اٹنڈ کیوں نہیں کر رہے تھے ۔ میں تمہیں کب سے کال کر رہا ہوں ۔ اوور " ۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" سوری ۔ میں مصروف تھا ۔ اوور " ۔ گرو پرساد نے بات ٹالتے ہوئے کہا ۔

" بہرحال ۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کی ہے کہ تمہارا آر ایس ٹو کا سیمپل ابھی تک مجھے نہیں ملا ۔ اوور " ۔ دوسری طرف سے میکلم نے کہا ۔

" کیا مطلب ۔ کیا تمہارا آدمی ایلن مارٹ ہوٹل پیراڈائز کے مینجر کے پاس نہیں گیا تھا ۔ میں تو اسے آر ایس ٹو کا پیکٹ دے کر تب کا رہے آیا ہوں ۔ اوور " ۔ گرو پرساد نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" ایلن مارٹ ۔ مینجر کے پاس گیا تھا اور مینجر نے اسے ایک پیکٹ بھی دیا تھا ۔ ایلن مارٹ پیکٹ لے کر وہاں سے خاموشی سے نکل گیا تھا ۔ پھر اس نے محسوس کیا جیسے اس کا تعاقب کیا جا رہا ہو ۔ وہ یہ

چیک کرنے کے لئے کار مختلف سڑکوں پر گھمانے لگا کہ آیا واقعی اس کا تعاقب ہو رہا ہے یا نہیں ۔ ایک سیاہ فیاٹ مسلسل اس کے تعاقب میں تھی ۔ ایلن مارٹ نے اس کار سے اپنا پیچھا چھڑانے کا فیصلہ کیا اور کار جان بوجھ کر ایک پہاڑی علاقے میں لے گیا ۔ اس نے اپنے تعاقب میں آنے والی کار میں موجود شخص کو پہلے گیس گن سے بے ہوش کیا اور پھر اسے گولی مار کر وہاں سے نکل آیا ۔ اپنی رہائش گاہ میں جا کر اس نے پیکٹ کھولا تو اس میں آر ایس ٹو دھات کا بلاک نہیں تھا ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"آر ایس ٹو کا بلاک نہیں تھا ۔ کیا مطلب ۔ کیا تھا اس پیکٹ میں اوور"۔ گرودپرساد نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس پیکٹ میں ایک پیپر ویٹ تھا گرودپرساد ۔ عام دفتری میزوں پر استعمال ہونے والا پیپر ویٹ ۔ اوور"۔ میکلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ میں نے تو خود آر ایس ٹو کا پیکٹ بنایا تھا ۔ پھر پیکٹ میں آر ایس ٹو کی جگہ پیپر ویٹ کہاں سے آ گیا ۔ اوور"۔ گرودپرساد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ میں نہیں جانتا ۔ ایلن مارٹ میرا آدمی ہے ۔ وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتا اور نہ ہی اسے آر ایس ٹو کی حقیقت کا علم ہے ۔ اگر تم نے آر ایس ٹو کا پیکٹ بنایا تھا تو فوراً ہوٹل پیراڈائز کے مینجر کو ٹٹولو ۔ اوور"۔ میکلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے ۔ ہوٹل کا مینجر تو ایک کاروباری آدمی ہے ۔ اسے آر ایس ٹو کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے اور اسے کیا ضرورت تھی وہ پیکٹ سے آر ایس ٹو کا بلاک نکال کر اس کی جگہ پیپر ویٹ رکھتا ۔ اوور"۔ گرودپرساد نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ اگر وہ کاروباری آدمی ہے تو ایلن مارٹ کا تعاقب کرنے والا کون تھا ۔ ایلن مارٹ نے اسے ہوٹل پیراڈائز کے ہال میں بیٹھے دیکھا تھا ۔ اس کے بعد سے وہ مسلسل اس کے تعاقب میں تھا ۔ اوور"۔ میکلم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے ۔ بہرحال اگر یہ حرکت ہوٹل مینجر کی ہے تو میں اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر آر ایس ٹو نکلوا لوں گا ۔ اوور"۔ گرودپرساد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا کام ہے ۔ تم کس کے ساتھ کیا کرتے ہو اور کیا نہیں مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ جب تک تم مجھے آر ایس ٹو کا سیمپل نہیں بھجواؤ گے میں معاملات آگے کیسے بڑھاؤں گا ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا ۔ اس کے لہجے میں بدستور غصہ تھا۔

"تم مجھے اپنا ایڈریس بتاؤ میں یہاں کسی کوریئر سروس سے تمہیں سیمپل بھجوا دیتا ہوں ۔ اوور"۔ گرودپرساد نے کہا۔

"نہیں ۔ میرا یہاں کوئی مستقل ایڈریس نہیں ہے ۔ میں تمہیں ایلن مارٹ کا ایک رابطہ نمبر دے دیتا ہوں ۔ جب تمہارے پاس

سیمپل آجائے تو اسے کال کر لینا اور خود آر ایس ٹو اس کے ہینڈ اوور کرنا۔ اگر ایک دو روز تک سیمپل مجھ تک پہنچ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ معاملہ ختم سمجھو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے۔ تم مجھے ایلن مارٹ کا رابطہ نمبر دو۔ میں آج ہی اسے آر ایس ٹو کا دوسرا بلاک دے دوں گا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا تو دوسری طرف سے میکلم نے اسے ایک فون نمبر نوٹ کرا دیا جو ایک سیٹلائٹ فون کا تھا۔ گرو پرساد نے اس سے مزید چند باتیں کیں اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد گرو پرساد پریشانی کے عالم میں سوچنے لگا کہ اس نے ہوٹل پیراڈائز کے جس مینجر کو آر ایس ٹو کے بلاک کا پیکٹ دیا تھا وہ تو سیدھا سا آدمی تھا۔ اس جیسا عام کاروباری انسان بھلا آر ایس ٹو کے بارے میں کیا جان سکتا ہے۔ جب اسے آر ایس ٹو کی حقیقت کا ہی کچھ علم نہیں تو پھر اسے پیکٹ میں سے آر ایس ٹو نکالنے اور اس کی جگہ عام پیپر ویٹ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور پھر اسے اس بات کی بھی حیرانی تھی کہ ہوٹل پیراڈائز سے جس شخص نے ایلن مارٹ کا تعاقب کیا تھا وہ کون ہو سکتا تھا۔ اسے ایلن مارٹ کا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سوچتا جا رہا تھا مگر اسے کسی بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس نے سر جھٹکا اور ٹرانسمیٹر میز پر رکھ کر دروازہ کھولنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اس سلسلے میں مایا سے بات کرنا چاہتا تھا۔

کیپٹن شکیل کو ہوش آیا تو وہ خود کو بدلی ہوئی جگہ پر دیکھ کر بے اختیار اٹھ بیٹھا۔ اس کے قریب تنویر، چوہان اور کچھ فاصلے پر جولیا بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ وہ ایک ڈبے نما کمرے میں تھے اور کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اس کمرے کی ساخت کو دیکھتے ہی کیپٹن شکیل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کسی تہہ خانے کے کمرے میں ہیں۔

اسے اچھی طرح یاد تھا کہ چیف نے اسے اور چوہان کو کال کر کے جولیا اور تنویر کی مدد کے لئے زارم کالونی میں فوراً پہنچنے کا حکم دیا تھا جہاں جولیا اور تنویر نے گرو پرساد کو ٹریس کر لیا تھا جس کی تلاش کے لئے چیف نے ان کے سیل فونز پر انہیں گرو پرساد کی تصویر ایم ایم ایس کی تھی۔ چوہان چونکہ اس کے ساتھ ہی تھا اس لئے کیپٹن شکیل نے اسے اپنے ساتھ اپنی کار میں بٹھا لیا تھا۔ زارم کالونی کی طرف روانہ ہونے سے پہلے اس نے احتیاطاً جولیا سے بات کرنا مناسب سمجھا

تھا۔ اس نے جولیا سے واچ ٹرانسیٹر پر بات کی تو جولیا نے اسے بتایا کہ وہ زارم کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو سات کے سامنے والی کوٹھی میں موجود ہیں اور وہ دونوں وہیں آ جائیں پھر وہ انہیں بتائے گی کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ چنانچہ کیپٹن شکیل، چوہان کو لے کر زارم کالونی میں پہنچ گیا۔ وہ کار سے نکل کر کوٹھیوں کے نمبر دیکھتے ہوئے اور ٹہلنے والے انداز میں کوٹھی نمبر چار سو سات کو تلاش کرنے لگے۔ بائیں طرف مڑ کر وہ کچھ ہی آگے گئے ہوں گے کہ انہیں کوٹھی نمبر چار سو سات دکھائی دی۔ کوٹھی کے گیٹ کی سائیڈ دیوار پر کوٹھی کا نمبر لکھا ہوا تھا۔

اس کوٹھی کو دیکھ کر وہ دونوں سمجھ گئے کہ جولیا اور تنویر اس کے سامنے والی کوٹھی میں ہیں۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہاں کسی کو موجود نہ پا کر خاموشی سے دیواریں پھاند کر کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے جولیا اور تنویر کو آوازیں دیں مگر پوری کوٹھی خالی پڑی تھی۔ انہیں جولیا اور تنویر کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ پھر اچانک دو دھماکے سنائی دیئے تو وہ چونک پڑے۔ انہیں انتہائی تیز اور ناگوار سی بو محسوس ہوئی تھی اور پھر وہ دونوں وہیں گر گئے تھے۔ اب کیپٹن شکیل کو ہوش آیا تو وہ تہہ خانے کے کسی کمرے میں بند تھے۔ چوہان کے ساتھ ساتھ وہاں جولیا اور تنویر بھی موجود تھے جس سے کیپٹن شکیل کو فوراً سمجھ آ گئی تھی کہ وہ ان مجرموں کی قید میں ہیں جن کی نگرانی کے لئے انہیں کہا گیا تھا۔

کیپٹن شکیل اٹھ کر پہلے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے پر کوئی کنڈی نہیں تھی بلکہ دروازہ باہر سے بند تھا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل کی نظر سائیڈ کی دیوار پر چپکے ہوئے ٹائم بم پر پڑی تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ وہ تیزی سے ٹائم بم کی طرف آیا اور اس بم کو دیکھ کر اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا۔ وہ اس بم کے بارے میں بخوبی جانتا تھا۔ یہ ایسا ٹائم بم تھا جسے نہ تو ڈی فیوز کیا جا سکتا تھا اور نہ اسے آن ہونے کے بعد کسی طرح سے آف کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس کا وقت بدلا جا سکتا تھا۔ ٹائم بم پر بلاسٹ ہونے کا آدھے گھنٹے کا ٹائم فکس تھا جس میں سے دس منٹ گزر چکے تھے۔

کیپٹن شکیل پلٹ کر تیزی سے جولیا کی طرف آیا۔

"مس جولیا۔ ہوش میں آئیں مس جولیا"۔ اس نے بار بار جولیا کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن جولیا کو ہوش نہ آیا تو اس نے فوراً ایک ہاتھ جولیا کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک پکڑ کر اس کا سانس روک دیا۔ چند لمحوں بعد اچانک جولیا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے یکدم آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر کیپٹن شکیل نے فوراً اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔

"کیپٹن شکیل تم۔ اوہ۔ وہ کہاں ہیں"۔ جولیا نے ہوش میں آ کر تیزی سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ کون"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"گروپرساد اور مادام مایا"۔ جولیا نے کہا۔

"وہ شاید یہاں سے نکل چکے ہیں مس جولیا اور جاتے ہوئے وہ نہ صرف ہمیں یہاں قید کر گئے ہیں بلکہ انہوں نے ہماری موت کا بھی انتظام کر دیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"موت کا انتظام۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"وہ سامنے دیوار کی طرف دیکھیں"۔ کیپٹن شکیل نے ٹائم بم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے اس طرف دیکھا اور پھر ٹائم بم دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ تیزی سے ٹائم بم کی طرف بڑھی اور غور سے اسے دیکھنے لگی۔

"یہ ڈی ایکس زیرو ون بم ہے۔ یہ ایسا بم ہے جسے بلاسٹ ہونے سے کسی بھی طرح سے نہیں روکا جا سکتا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا کے چہرے پر تشویش ابھر آئی۔

"اوہ۔ مگر......" جولیا نے کچھ کہنا چاہا۔

"یہ باتوں کا وقت نہیں ہے مس جولیا۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لا کر فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا ورنہ اس عمارت کے ساتھ ہمارے بھی ٹکڑے اڑ جائیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے۔ دروازہ تو بند ہے"۔ جولیا نے پریشان نظروں سے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم یہاں سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی انتظام کر لیں گے۔ پہلے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں تو لائیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم چوہان کو دیکھو میں تنویر کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتی ہوں"۔ جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلا کر چوہان کی طرف بڑھ گیا۔ انہوں نے ان دونوں کے ناک اور منہ بند کر دیئے تو فوراً ہی انہیں ہوش آ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ غیر ضروری سوال کر کے وقت کا ضیاع کرتے کیپٹن شکیل نے انہیں ٹائم بم کے بارے میں بتا دیا۔ وہ بھی بم کو دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔

"ہمیں دروازے پر زور آزمائی کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے زور لگانے پر دوسری طرف لگی ہوئی کنڈی یا لاک ٹوٹ جائے"۔ چوہان نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"میں کوشش کر چکا ہوں۔ دروازہ باہر سے جام کر دیا گیا ہے۔ اس پر لاکھ ٹکریں مارو یہ نہیں کھلے گا اور نہ ہی ٹوٹے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو پھر ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"رکو۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں۔ چیف یقیناً کسی نہ کسی کو ہماری مدد کے لئے بھیج دے گا"۔ جولیا نے کہا۔

"کیا بات کر رہی ہیں مس جولیا۔ چیف کو اگر معلوم ہو بھی جائے اور وہ کسی کو ہماری مدد کے لئے بھیج بھی دیں تو اسے یہاں آتے آتے خاصا وقت لگ جائے گا۔ اس وقت تک شاید اسے ہمارے ٹکڑے بھی دستیاب نہ ہو سکیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے

کہا۔

"اوہ ہاں ۔چیف نے کہا تھا کہ وہ عمران کو یہاں بھیج رہا ہے ۔ہو سکتا ہے عمران یہاں آگیا ہو ۔ وہ تو یہاں ہماری مدد کو آ سکتا ہے ناں"۔جولیا نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ ممکن ہے"۔ کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا کر کہا تو جولیا ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ کر عمران کو کال کرنے لگی مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار ابھر آئے تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیا ہوا"۔تنویر نے پوچھا۔

"میری واچ پر ٹرانسمیٹر کے سگنل نہیں آرہے"۔جولیا نے زور زور سے کلائی جھٹکتے ہوئے کہا۔ان تینوں نے اپنی اپنی ریسٹ واچز دیکھیں مگر ان میں سے کسی کے ٹرانسمیٹر پر سگنل موصول نہیں ہو رہے تھے۔

"ایک تو ہم تہہ خانے میں ہیں اور یہ کمرہ چاروں طرف سے سیلڈ ہے ۔شاید اسی لئے سگنل نہیں مل رہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ ۔ تو اب ہم کیا کریں"۔جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

ٹائم بم پر مزید دس منٹ گزر چکے تھے ۔اب ان کے پاس وہاں سے نکلنے کے لئے صرف دس منٹ کا وقت تھا۔ٹائم بم کی گھڑی کی ٹک ٹک کمرے میں انہیں اپنے دلوں کی دھڑکنوں کی آواز کے ساتھ گونجتی ہوئی معلوم ہو رہی تھی ۔انہیں اور کچھ نہیں سوجھا تو انہوں

نے فرش اور دیواروں کو ٹھونک بجا کر چیک کرنا شروع کر دیا۔

"اس دیوار کی دوسری طرف خلاء ہے"۔تنویر نے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ تینوں اس کے پاس آگئے اور اس دیوار پر زور زور سے ہاتھ مارنے لگے ۔ دوسری طرف واقعی ایسی آواز آرہی تھی جیسے اس طرف ٹھوس دیوار نہ ہو۔

"شاید اس طرف سے کوئی راستہ باہر نکلتا ہے"۔چوہان نے کہا۔

"لیکن ہم دوسری طرف جائیں گے کیسے ۔یہ کنکریٹ کی دیواریں ہیں جنہیں ہاتھوں اور پیروں سے تو توڑا نہیں جا سکتا"۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ"۔اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔ کیپٹن شکیل کی نظریں تنویر کے کوٹ کی اوپر والی جیب پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا"۔جولیا نے پوچھا۔

"تنویر ۔کیا یہ تمہارا ریز کٹر پین ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جولیا کی بات ان سنی کرتے ہوئے تنویر سے پوچھا۔

"ریز کٹر پین ۔اوہ ہاں"۔ تنویر نے کہا اور اس نے جیب سے پین نکال لیا۔ وہ لکھنے میں ایک عام سا پین تھا مگر اس کا پچھلا بٹن تین بار مخصوص انداز میں پریس کرنے سے اس کی نب والے حصے سے سرخ رنگ کی باریک ریز نکلتی تھی جس سے فولادی دیواروں کو بھی کاٹا جا سکتا تھا۔یہ عمران کا دیا ہوا پین تھا جو عموماً خاور کے پاس ہوتا تھا۔

"یہاں سے نکلنے کا ذریعہ تمہارے پاس تھا تو تم نے بتایا کیوں نہیں۔ ہم خواہ مخواہ ادھر ادھر ٹکریں مار رہے تھے"۔ جولیا نے غصے سے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری مس جولیا۔ چونکہ یہ کٹر خاور کا تھا اور کل ہی اس نے مجھے دیا تھا اس لیئے مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا تنویر نے کہا۔

"بہرحال۔ یہ ہمارے لئے نعمت خداوندی ہے۔ لاؤ یہ مجھے دو۔ میں یہاں سے نکلنے کا راستہ بناؤں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر نے پین اسے دے دیا۔ کیپٹن شکیل نے انگوٹھے سے پین کا پچھلا حصہ تین بار پریس کیا تو اچانک اس کی نب والے سرے سے سرخ رنگ کی ریز نکلنے لگی۔ کیپٹن شکیل نے ریز کا رخ دیوار کی طرف کر دیا۔ جیسے ہی ریز دیوار پر پڑی وہاں سے یکلخت دھواں سا نکلنے لگا اور پھر وہاں چھوٹا سا سوراخ بنتا چلا گیا۔

"مس جولیا۔ آپ ٹائم بم پر نظر رکھیں اور مجھے وقت بتاتی رہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹائم بم کی گھڑی کو دیکھنے لگی۔

"ہمارے پاس صرف پانچ منٹ باقی ہیں"۔ جولیا نے کہا۔ کیپٹن شکیل ایک ہی جگہ دیوار میں سوراخ کر رہا تھا۔ دیوار سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے اس میں باقاعدہ کسی ڈرل مشین سے سوراخ کیا جا رہا ہو۔ پھر کیپٹن شکیل کا ہاتھ حرکت میں آیا اور وہ اوپر سے نیچے کی طرف لکیر کھینچنے لگا۔ دیوار پر سیاہ رنگ کی لکیر بنتی جا رہی تھی اور اس

میں سے باقاعدہ چنگاریاں سی اڑتی نظر آ رہی تھیں۔

"ایک منٹ اور گزر گیا ہے"۔ جولیا نے باقاعدہ کمنٹری کرنے والے انداز میں کہا۔ کیپٹن شکیل نے نیچے تک لمبی لکیر کھینچ لی تھی۔ اس نے نیچے لا کر لکیر کو ایک لمحے کے لئے روکا اور پھر اس لکیر کو دائیں طرف کھینچنے لگا۔

"تین منٹ باقی ہیں"۔ جولیا نے کہا۔ کیپٹن شکیل کا ہاتھ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر اس کا ہاتھ آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا۔ پین سے نکلنے والی اس ریز سے اب سیاہ لکیر اوپر بنتی جا رہی تھی۔ جب جولیا نے دو منٹ باقی رہنے کا بتایا تو کیپٹن شکیل نے ریز کو بائیں طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ اگلے ایک منٹ میں وہ لکیر کو پہلے سرے سے ملا چکا تھا اور دیوار میں سیاہ لکیروں کا ایک چوکھٹا سا بنا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"جلدی کرو۔ اس پر پاؤں مارو"۔ کیپٹن شکیل نے ریز کٹر بند کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں زور زور سے اس چوکھٹے پر پاؤں مارنے لگے۔

"ہمارے پاس صرف تیس سیکنڈ باقی ہیں"۔ جولیا نے بلند آواز میں کہا۔ اسی لمحے دیوار سے چوکھٹا الگ ہو کر دھماکے سے دوسری طرف جا گرا۔ سامنے ایک سرنگ نما بڑا سا خلاء نظر آ رہا تھا۔

"بھاگو"۔ تنویر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے خلاء میں چھلانگ لگا دی۔ کیپٹن شکیل، جولیا اور چوہان نے بھی کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر خلاء میں چھلانگیں لگا دی تھیں۔ سامنے

اندھیرا تھا مگر وہ اندھیرے کی پرواہ کئے بغیر نہایت تیز رفتاری سے بھاگتے چلے جارہے تھے ۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ ان کے عقب میں ایک زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی ۔ وہاں تیز چمک سی پیدا ہوئی تھی اور انہیں عقب سے آگ کا گولہ سا اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

آگ کی لپٹیں کچھ دور جا کر ختم ہو گئی تھیں ۔ سرنگ میں یکلخت پھر اندھیرا چھا گیا تھا۔ انہیں اپنے جسموں پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں اور مٹی گرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ۔ پھر زمین اور دیواروں کی لرزش ختم ہو گئی اور گونج کی آواز آنا بند ہو گئی تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

" کیا تم سب خیریت سے ہو" ۔ جولیا نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" جی ہاں ۔ اور آپ" ۔ چوہان نے کہا۔

" میں ٹھیک ہوں ۔ کنکریوں سے میرے ہاتھوں اور چہرے پر ہلکے سے زخم آئے ہیں مگر خطرے والی کوئی بات نہیں ہے" ۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بڑا خوفناک دھماکہ تھا" ۔ چوہان نے کہا۔

" ہاں ۔ جس طرح آگ ہماری طرف بڑھی تھی اگر ہم اس کی لپیٹ میں آجاتے تو ہم بری طرح سے جھلس سکتے تھے" ۔ تنویر نے کہا۔

" شکر کرو دھماکے سے یہ سرنگ نہیں گری ورنہ ہم منوں مٹی تلے دفن ہو جاتے" ۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" بہرحال اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرم ہے کہ ہم نہ صرف بچ گئے ہیں بلکہ زخمی بھی نہیں ہوئے ورنہ اس بار مجرموں نے ہماری یقینی موت کا بندوبست کر دیا تھا" ۔ جولیا نے کہا۔

" یہ واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے غیبی مدد تھی کہ خاور کا ریز کٹر تنویر کے پاس تھا اور تنویر اسے ساتھ لے آیا تھا ورنہ ہمارے پاس تو کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے ہم کنکریٹ کی دیواروں کو کاٹ سکتے" ۔ چوہان نے کہا۔

" اسی لئے عمران صاحب کہتے ہیں کہ ہر اچھے برے حالات میں ہمیں ان کا دیا ہوا سائنسی اسلحہ اپنے پاس رکھنا چاہئے ۔ کہیں نہ کہیں اس کی ضرورت پڑ ہی جاتی ہے" ۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہ سرنگ کہاں جاتی ہے" ۔ خاور نے کہا۔

" جہاں بھی جاتی ہے ہمیں اب بہرحال آگے ہی جانا ہو گا کیونکہ دھماکے سے عمارت زمین بوس ہو گئی ہے ۔ اس طرف سے تو ہمارا باہر نکلنا ناممکن ہے" ۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی سامنے ڈالنے لگا ۔ سرنگ زیادہ لمبی چوڑی نہیں تھی مگر بہرحال آگے راستہ تھا۔ دھماکے کی وجہ سے اوپر سے اب بھی مٹی گر رہی تھی مگر اب انہیں کوئی پرواہ نہیں تھی ۔ وہ آگے بڑھنے لگے ۔ مٹی کی وجہ سے ان کے لباس بھر گئے تھے اور وہ بھوت نظر آ رہے تھے ۔ تقریباً پندرہ منٹ چلتے رہنے کے بعد انہیں سامنے سیڑھیاں دکھائی دیں جن کے اوپر ایک دروازہ تھا جو

بند تھا۔

"آؤ۔ شاید یہاں سے ہم کسی دوسری عمارت میں نکل جائیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور وہ سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ کیپٹن شکیل نے دروازے کے پاس جا کر اس کا ہینڈل پکڑ کر جھٹکا دیا تو دروازہ کھل گیا۔ شاید ایمرجنسی کے طور پر اسے لاک نہیں لگایا گیا تھا۔ انہوں نے دروازہ کھول کر احتیاط سے دوسری طرف جھانکا مگر وہاں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سامنے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہ کمرے میں آئے اور پھر اس کمرے کا دروازہ کھول کر ایک راہداری میں آ گئے۔

یہ بھی ایک فرنیشڈ کوٹھی تھی اور کوٹھی میں مکمل طور پر خاموشی تھی۔ اس کوٹھی کے کمروں کے دروازے کھلے تھے۔ انہوں نے زینے چڑھ کر دیکھا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ دھماکے سے تباہ ہونے والی کوٹھی سے تقریباً چار کلومیٹر دور تھے۔ انہیں فضا میں پولیس کاروں کے سائرن کی آوازیں گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ شاید دھماکے کی اطلاع ملتے ہی پولیس وہاں پہنچ رہی تھی۔

"اب کیا کریں۔ اگر ہم اس حالت میں نکلے تو پولیس ہمیں پکڑ لے گی اور ہمیں خواہ مخواہ ان کے الٹے سیدھے سوالوں کے جواب دینے پڑیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"میں اور چوہان لباسوں سے گرد جھاڑ کر باہر جاتے ہیں اور دوسرے راستوں سے جا کر کاریں یہاں لے آتے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اتنی دیر میں چیف کو رپورٹ دے دیتی ہوں"۔ جولیا نے کہا تو وہ سب اپنے لباس جھاڑنے لگے۔ پھر تنویر اور چوہان کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھول کر باہر نکل گئے اور جولیا واچ ٹرانسمیٹر سے چیف کو کال کرنے میں مصروف ہو گئی۔

سیٹی کی تیز آواز سن کر نوجوان نے ہاتھ میں پکڑا ہوا سائنسی میگزین میز پر رکھا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز چلتا ہوا سٹنگ روم سے باہر آ گیا۔ سٹنگ روم کے دائیں طرف آ کر وہ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ پہلے کمرے سے بڑا اور ہر قسم کے سامان سے آراستہ تھا۔ نوجوان شمالی دیوار کے پاس موجود ٹیبل کی طرف بڑھا اور اس نے ٹیبل پر پڑے ٹیبل لیمپ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن یکے بعد دیگرے تین بار پریس کیا۔ تیسری بار بٹن کے پریس ہوتے ہی کمرے کے درمیان میں پڑا ہوا بیڈ خود بخود گھومتا ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا لگا۔ کمرے کا درمیانی فرش چھوٹی چھوٹی ٹائلوں کا بنا ہوا تھا۔ نوجوان نے آگے بڑھ ایک ٹائل پر پیر رکھ کر اسے بوٹ کی نوک سے پریس کیا تو فرش کا درمیانی حصہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتا چلا گیا۔ نیچے سیڑھیاں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

نوجوان سیڑھیاں اترنے لگا۔ نیچے خاصا اندھیرا تھا۔ اس نے جیسے ہی آخری سیڑھی پر قدم رکھا اسی لمحے چٹک چٹک کی آواز کے ساتھ وہاں خود بخود لائٹس آن ہوتی چلی گئیں۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کی سائیڈوں پر الگ الگ تین کمرے نظر آ رہے تھے۔ دائیں طرف کمرے سے سیٹی کی تیز آواز آ رہی تھی اور دروازے کے عین اوپر دیوار پر لگا ہوا ایک ریڈ بلب سپارک کر رہا تھا۔ نوجوان اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے کی سائیڈ دیوار پر ہاتھ رکھ کر ایک معمولی سے ابھرے ہوئے حصے کو اندر کی طرف پریس کیا تو کمرے کا دروازہ خودکار نظام کے تحت کھلتا چلا گیا۔

یہ کمرہ دوسرے کمروں کی نسبت خاصا چھوٹا تھا۔ کمرے میں عجیب و غریب اور چھوٹی بڑی کمپیوٹر مشینیں موجود تھیں۔ ان میں سے ایک چھوٹی مشین آن تھی اور سیٹی کی آواز اس مشین سے آ رہی تھی مشین کے سامنے ریوالونگ چیئر موجود تھی۔ نوجوان اس کرسی پر بیٹھ گیا اور مشین پر لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ پھر اس نے مشین کی سائیڈ پر پڑے ہوئے ہیڈ فون کانوں پر چڑھا لئے۔ نوجوان نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین سے سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔ ساتھ ہی ہلکی سی موسیقی کی آواز سنائی دی اور پھر اسے ہیڈ فون سے ایک بھاری اور انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ چیف کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے آواز

سنائی دی۔

"یس۔ وائٹ سکس اسٹینڈنگ یو۔ اوور"۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوڈ بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"ایچ ایس۔ اوور"۔ نوجوان نے کہا۔

"او کے۔ نام بتاؤ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

"ایلن مارٹ۔ اوور"۔ نوجوان نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں چیف میکلم بول رہا ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے چیف نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"ایلن۔ میں نے گروپرساد سے بات کی ہے اور میں نے اسے زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اس بار ریڈ سٹون کا سیمپل خود تمہارے ہینڈ اوور کرے۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"گڈ۔ اگر وہ ریڈ سٹون بلاک خود مجھے ہینڈ اوور کرنے آیا تو میں اسے فوراً کور کر لوں گا چیف۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی اسے کور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں صرف اس پر نظر رکھنی ہے کہ وہ کہاں آتا جاتا ہے اور اس نے ریڈ سٹون کا ذخیرہ کہاں رکھا ہوا ہے۔ ایک بار ہمیں ذخیرے کا پتہ چل جائے تو ہم پوری قوت سے گروپرساد اور اس کے سینڈیکیٹ پر چڑھ

دوڑیں گے۔ وہ اگر ریڈ سٹون کے حصول کے لئے کافرستان سے غداری کر سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ اس سے پہلے کہ گروپرساد ریڈ سٹون کو خود ہڑپ کر لے ہم اس سے اس کا سب کچھ چھین لیں گے۔ ریڈ سٹون پر صرف ہمارا حق ہے۔ ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ کا حق جس کے حصول سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"یس چیف۔ لیکن چیف ایک مسئلہ ہے۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"کیسا مسئلہ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"آپ نے گروپرساد سے کہا ہے کہ وہ ریڈ سٹون کا سیمپل خود مجھے مہیا کرے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ واقعی خود ہی مجھے ریڈ سٹون مہیا کرے گا۔ وہ کسی اور کو بھی تو گروپرساد بنا کر میرے پاس بھیج سکتا ہے۔ میں گروپرساد کو ذاتی طور پر تو نہیں جانتا پھر میں کیسے کنفرم ہوں گا کہ وہ گروپرساد ہی ہے یا کوئی اور۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"میرے پاس گروپرساد کی تصویر ہے۔ وہ میں تمہیں ایم ایم ایس کر دیتا ہوں۔ گروپرساد پاکیشیا میں لامحالہ نئے نام اور نئے میک اپ میں آیا ہو گا۔ تمہارے پاس ایسے سائنسی آلات ہیں جن کی مدد سے تم اس کا میک اپ چیک کر سکتے ہو۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ مگر پھر بھی باس اگر گرو پرساد کی بجائے کوئی اور میرے سامنے آگیا تو پھر۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"تمہیں جو بھی سیمپل مہیا کرے گا تم اس پر آئی ایس ٹی مانیٹرنگ پن فائر کر دینا۔ اس بار اگر گرو پرساد خود تمہارے سامنے نہیں آیا تو وہ تمہارے پاس اپنے کسی قریبی اور بھروسے کے آدمی کو بھیجے گا۔ تم اس آدمی کے ذریعے بھی گرو پرساد کو چیک کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ گرو پرساد کو میں نے تمہارا سیٹلائٹ فون نمبر دیا ہے۔ تم اپنی مشینری سے اس کے نمبر کے ذریعے اسے لوکیٹ کرنا۔ جیسے بھی ہو تمہیں بہر حال گرو پرساد تک پہنچنا ہے۔ میں ایک دو روز تک خود تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ پھر جو کرنا ہو گا میں خود کروں گا۔ اوور"۔ میکلم نے کرخت لہجے میں کہا۔

"چیف۔ آپ نے کہا تھا کہ گرو پرساد بے حد چالاک انسان ہے اس نے فون اپنے ٹھکانے کی بجائے کسی پبلک فون بوتھ سے کیا تو۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"وہ جہاں سے بھی بات کرے میں نے تمہیں اسے ہر صورت میں ٹریس کرنے کو کہا ہے۔ تمہیں یہ کام کرنا ہے۔ سمجھے۔ اوور"۔ میکلم نے دوسری طرف سے غراتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے میکلم کی غراہٹ بھری آواز سن کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور سنو۔ میں نے کافرستان سے انکوائری کرائی ہے۔ گرو پرساد

پاکیشیا میں اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اس کی پارٹنر مادام مایا بھی موجود ہے اور وہ اپنے ساتھ گولڈن پرل سینڈیکیٹ کے تمام افراد کو بھی لائی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی تمہارے آڑے آنے کی کوشش کرے تو تم بے شک اس کا خاتمہ کر دینا۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"اوکے چیف۔ اس کا مطلب ہے کہ جب مجھے ریڈ سٹون کے بلاک کی جگہ پیکٹ میں پیپر ویٹ دیا گیا تو میرا تعاقب کرنے والا یقیناً گولڈن پرل کا ہی آدمی ہو گا۔ شاید انہوں نے جان بوجھ کر مجھے پیپر ویٹ دیا تھا تاکہ وہ میرا تعاقب کر کے میرے اصل ٹھکانے کا پتہ لگا سکیں۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"ممکن ہے ایسا ہی ہوا ہو۔ بہر حال میں نے گرو پرساد سے کہہ دیا ہے کہ اگر مجھے تک اگلے دو روز میں ریڈ سٹون کا سیمپل نہ پہنچا تو اس کے بعد یہ تمام معاملات ختم ہو جائیں گے۔ میں گرو پرساد کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ریڈ سٹون کو فروخت کرنے کے لئے میرے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا اس لئے اس بار وہ اصل سیمپل دے گا۔ اوور"۔ میکلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کسی طرح گرو پرساد کو ٹریس کر کے اٹھوا لوں۔ میں اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس کی روح سے بھی اگلوا لوں گا کہ اس نے ریڈ سٹون کا سٹاک کہاں رکھا ہے۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں فوراً کارروائی کرنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے۔

اوور"۔ میکلم نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس چیف ۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جب مانیٹرنگ پن آن ہو جائے تو تم اپنی کمپیوٹرائزڈ مشین کو آٹو آن کر دینا تاکہ گروپرساد یا اس کے ساتھی کا ایک ایک لمحہ ریکارڈ ہو جائے ۔ میں پاکیشیا پہنچ کر اس ریکارڈنگ کو خود چیک کروں گا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے میکلم نے کہا۔

"اوکے چیف ۔ میں اس مشین کے ساتھ پاکیشیا کی میپ چپ بھی لنک کر دوں گا تاکہ وہ جہاں جہاں جائیں ان جگہوں کی نشاندہی بھی ہو جائے ۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"یہ زیادہ مناسب رہے گا ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"چیف ۔ کیا آپ پاکیشیا اکیلے آئیں گے یا سینڈیکیٹ کے ممبران کو بھی لائیں گے ۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"اکیلا آکر میں کیا کروں گا ۔ نانسنس ۔ سینڈیکیٹ کو لانا ضروری ہے ۔ ریڈ سٹون کو ہمیں پاکیشیا سے ایکریمیا شفٹ کرنے کے لئے آدمیوں کی ضرورت ہو گی ۔ اوور"۔ چیف نے کہا۔

"کتنے ممبران آپ کے ساتھ آئیں گے ۔ چیف ۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے پوچھا۔

"کیوں ۔ تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو ۔ اوور"۔ میکلم نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے یہاں ان کی رہائش اور دوسری ضروریات کا بھی تو

بندوبست کرنا ہے چیف ۔ اگر مجھے ممبران کی تعداد کے بارے میں بتا دیا جائے تو ان کے انتظامات کرنے میں مجھے آسانی ہو جائے گی ۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے جلدی سے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ یہ کام واقعی تمہیں ہی کرنے ہیں ۔ بہرحال میں اپنے ساتھ دس افراد سے زیادہ نہیں لاؤں گا ۔ اوور"۔ میکلم نے اس کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"اوکے چیف ۔ اور کوئی حکم ۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ۔ باقی باتیں میرے آنے کے بعد ہوں گی ۔ تم اپنا کام بہرحال احتیاط اور ذمہ داری سے کرنا ۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری معمولی سی غفلت کی وجہ سے گروپرساد ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا چیف ۔ ایلن مارٹ اپنا کام بخوبی جانتا ہے ۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"اوکے ۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے میکلم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ ایلن مارٹ نے طویل سانس لیتے ہوئے ہیڈ فون کانوں سے اتار کر مشین کی سائیڈ پر رکھا اور مشین کو آف کرنے میں مصروف ہو گیا۔

یہ وہی ایلن مارٹ تھا جسے میکلم نے ہوٹل پیراڈائز کے مینجر کے پاس گروپرساد کا دیا ہوا ریڈ سٹون کا بلاک لانے کے لئے بھیجا تھا ۔

ایلن مارٹ نے مینجر سے جا کر پیکٹ وصول کیا اور اسے کھولے اور چیک کئے بغیر وہاں سے نکل آیا تھا۔ اپنے ٹھکانے کی طرف جاتے ہوئے اس نے محسوس کیا تھا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے تو اس نے کار کو جان بوجھ کر مختلف سڑکوں پر گھمانا شروع کر دیا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ ایک نوجوان واقعی اس کے تعاقب میں ہے تو وہ اسے اپنے پیچھے لگا کر مشرقی پہاڑیوں کی طرف لے گیا۔ اس نے پہلے اس نوجوان کو فلیس بلاسٹ گن سے بے ہوش کیا اور پھر آگے آ کر اس نے بے ہوش ہونے والے نوجوان کو اس کے دل کا نشانہ لے کر گولی مار دی تھی۔

اپنے ٹھکانے پر پہنچ کر اس نے پیکٹ کھولا تو اس میں ایک شیشے کا عام سا پیپر ویٹ تھا جسے دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے فوراً ہوٹل پیراڈائز کے مینجر کو فون کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا اس نے اسے وہی پیکٹ دیا ہے جو اسے گرو پرساد نے دینے کے لئے کہا تھا تو مینجر نے اس کی تصدیق کر دی جس پر ایلن مارٹ کو شبہ ہوا کہ گرو پرساد نے جان بوجھ کر اسے ریڈ سٹون کا بلاک نہیں دیا تھا بلکہ اس نے پیکٹ میں پیپر ویٹ رکھ کر اسے دے دیا تھا اور اپنا آدمی اس کے پیچھے لگا دیا تھا تاکہ وہ اس کا ٹھکانہ معلوم کر سکے۔

ادھر میکلم کو جب گرو پرساد نے ریڈ سٹون کی حقیقت کے بارے میں بتایا تو میکلم جو اصل میں ایکریمیا کے ایک معروف ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ کا سربراہ تھا چونک پڑا۔ اس نے سوچا کہ اگر کسی

طرح ریڈ سٹون کا تمام ذخیرہ وہ حاصل کر لے تو وہ اس ذخیرے کو کسی دوسرے لارڈ کے ہاتھوں بیچ کر مالا مال ہو سکتا ہے۔ جب ایلن مارٹ نے اسے اطلاع دی کہ گرو پرساد نے اسے جو پیکٹ دیا ہے اس میں پیپر ویٹ ہے تو میکلم کو گرو پرساد پر بے حد غصہ آیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہر حال میں گرو پرساد تک پہنچنے کی کوشش کرے گا اور اپنے ہر ممکن طریقے سے اس سے ریڈ سٹون کا ذخیرہ حاصل کرے گا چاہے اس کے لئے اسے پاکیشیا میں گرو پرساد اور اس کے ساتھیوں کا خون ہی بہانا کیوں نہ پڑے۔

ایلن مارٹ کا تعلق ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ سے ہی تھا۔ وہ پاکیشیا میں منشیات کی اسمگلنگ کرتا تھا۔ ایلن مارٹ نے پاکیشیا میں باقاعدہ اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا تھا۔ اس کے آدمی خالص اور بڑی مقدار میں منشیات حاصل کرتے تھے اور ایلن مارٹ تک پہنچاتے تھے پھر ایلن مارٹ انہیں مختلف ذرائع سے ایکریمیا اور دوسرے ممالک میں سپلائی کر دیتا تھا۔ پاکیشیا میں وہ ایک غیر ملکی شپنگ کمپنی کا مالک تھا۔ اس کے اپنے کئی بحری جہاز اور موٹر بوٹس تھیں جو بظاہر پاکیشیا کے لئے خام مال امپورٹ اور ایکسپورٹ کے لئے استعمال کی جاتی تھیں لیکن اس امپورٹ ایکسپورٹ کے پیچھے وہ وسیع پیمانے پر منشیات کا دھندہ کرتا تھا جس کی رپورٹ وہ ہر ہفتے میکلم کو کرتا تھا۔ اس طرح بڑی بڑی رقمیں اس کے فارن اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جاتی تھیں۔

منشیات کے سلسلے میں پاکیشیا چونکہ ان کا مین سپاٹ تھا اس لئے ان کا یہ بزنس پورے عروج پر تھا۔ ایلن مارٹ کو منشیات کی ترسیل زیادہ تر دارالحکومت کے پیراڈائز کلب سے ہوتی تھی۔ وہ اپنے آدمیوں کو میک اپ میں پیراڈائز کلب کے مینجر کے پاس بھاری رقم دے کر بھیج دیتا تھا اور مینجر جس کا نام ہاروے تھا اسے ہر قسم کی منشیات آسانی سے مہیا کر دیتا تھا۔

ایلن مارٹ کو ریڈ سٹون کی حقیقت کا کچھ علم نہیں تھا۔ اسے صرف ریڈ سٹون کا نام اور اس کی ہیئت کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ حیران تھا کہ آخر ریڈ سٹون میں ایسی کیا خاص بات ہے جس کے لئے گرو پرساد کافرستان سے غداری کا مرتکب ہو رہا تھا اور میکلم اپنے دوست کو ہلاک کر کے اس سے ریڈ سٹون کا سارا ذخیرہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اسے چیف میکلم نے گرو پرساد پر نظر رکھنے کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ وہ گرو پرساد یا اس کے آدمی سے جو ریڈ سٹون دینے آئے اس پر جدید ٹیکنالوجی کی حامل آئی ایس ٹی مانیٹرنگ پن فائر کر دے۔ اس طرح جدید ٹیکنالوجی کی حامل پن گرو پرساد یا اس کے کسی آدمی تک پہنچ جاتی اور ایلن مارٹ دور اپنے کنٹرول روم میں بیٹھ کر ایک کمپیوٹر مشین پر اس کی حرکت پر نظر رکھ سکتا تھا۔ جب گرو پرساد یا اس کا ساتھی اس جگہ جاتا جہاں انہوں نے ریڈ سٹون کے بلاک سٹاک کر رکھے تھے تو اسے مشین پر اس کی لوکیشن کا فوراً علم ہو جاتا اور وہ اس سٹاک کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا تھا۔

ایلن مارٹ اب گرو پرساد کی کال کا منتظر تھا تاکہ جب وہ اس سے ملنے جائے تو اپنی کی رنگ میں موجود ہینڈل تھرو گن سے اس پر پن تھرو کر دے۔ آئی ایس ٹی مانیٹرنگ پن بال سے بھی زیادہ باریک اور لمبائی میں دو سینٹی میٹر جتنی تھی۔ جب اسے کسی پر تھرو کیا جاتا تو اس پن کا جسم میں اترنے کا احساس تک نہ ہوتا تھا اور پن انسانی خون کی نالیوں میں آسانی سے گردش کرتی رہتی تھی۔ اس پن کی وجہ سے انسانی جسم سے ایسی لہریں نکلتی تھیں جنہیں ایک خاص مشین سے کیچ کر کے سینکڑوں کلومیٹر کی دوری سے بھی چیک کیا جا سکتا تھا تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ایلن مارٹ بے اختیار چونک پڑا۔ فون سیٹ اس کے دائیں طرف میز پر پڑا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"گلوسٹر شپنگ کمپنی"۔ ایلن مارٹ نے رسیور اٹھا کر اپنی شپنگ کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"جی پی ون بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو ایلن مارٹ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھا گئی۔ جی پی ون کا مطلب گولڈن پرل کے چیف سے تھا۔

"یس۔ میں مارٹ بول رہا ہوں"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"تمہارا کام ہو گیا ہے۔ کیا تم مجھ سے ملنے کے لئے ڈان کلب میں آ سکتے ہو"۔ دوسری طرف سے گرو پرساد نے کہا۔

"ڈان کلب"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"ہاں۔ کلب میں آ کر تم کاؤنٹر مین سے کہنا کہ مجھے سائمن سے ملنا ہے تو تمہیں مجھ تک پہنچا دیا جائے گا"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"او کے۔ مجھے ایڈریس بتاؤ"۔ ایلن مارٹ نے کہا تو دوسری طرف سے گرو پرساد نے اسے ڈان کلب کا ایڈریس بتا دیا۔

"او کے۔ میں ایک گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا"۔ دوسری طرف سے گرو پرساد نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ گرو پرساد نے اس سے جس انداز میں بات کی تھی اس سے ایلن مارٹ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس بار گرو پرساد خود اس سے ملے گا اس لئے اس کے چہرے پر اطمینان ابھر آیا تھا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر کنٹرول روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم تو میرے احترام میں یوں اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہو جیسے میں تمہارا بزرگ ہوں"۔ سلام دعا کے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

"کہتے ہیں باس عمر میں بڑا ہو یا چھوٹا اس کی بزرگوں کی طرح ہی عزت کرنی چاہئے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کنفوشس کا قول ہے یا تمہارا اپنا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"اپنا ہی سمجھیں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ جب میں سیکرٹ سروس کے ممبران کا لیڈر بنتا ہوں تو وہ بھی میری عزت مجھے بزرگ سمجھ کر ہی کرتے ہیں"۔ عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور کسی کا تو میں کہہ نہیں سکتا۔ البتہ تنویر شاید ایسا ہی سمجھتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ پھر تو میرا سکوپ ختم ہی سمجھو"۔ عمران نے کہا۔

"سکوپ۔ میں سمجھا نہیں"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا جیسے وہ واقعی عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھا ہو۔

"سیدھی سی بات ہے۔ ایک نوجوان بھائی اپنی بہن کا رشتہ کسی بزرگ کو دینے کی بجائے اسے گھر بٹھانا زیادہ مناسب سمجھتا ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"شاید اسی لئے آپ ابھی تک کنوارے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر بزرگی کا یہی عالم رہا تو تاقیامت کنوارا ہی رہوں گا"۔ عمران نے برجستہ جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"بڑے سنگ دل ہو۔ تمہارے چار ممبر اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اور تم ہنس رہے ہو۔ ارے تمہیں تو ان کے غم میں رونا چاہئے ان کی فاتحہ خوانی کراؤ۔ اگر ہو سکے تو مزاروں پر جا کر ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے قوالیاں کراؤ تاکہ وہاں جتنا بھی اکٹھا کر دلا کر مجھے دے سکو اور میں ان کے حق میں دعائے خیر مانگ سکوں"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر بلیک زیرو چونک پڑا۔

"چار ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کون۔ آپ کن ممبران کی بات کر رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے تمہیں صفدر نے کچھ نہیں بتایا۔ خیر اپنا دل تھام کر سنو اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر سانس بند کر کے سنو۔ جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان جنہیں تم نے زارم کالونی کی کوٹھی نمبر چار سو سات میں بے سروسامان پڑے دیکھا تھا اس کوٹھی کو ٹائم بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ جب اتنی بڑی کوٹھی کو بم فضا میں تنکوں کی طرح بکھیر سکتا ہے تو اس کے سامنے انسان کی کیا حیثیت ہے"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"آپ کا مطلب ہے جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان اس کوٹھی کی بلاسٹنگ سے ہلاک ہو گئے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور اس کے ساتھ ہی میرا کسی گھوڑے پر سہرا باندھ کر چڑھنے کا سکوپ بھی ختم ہو گیا ہے"۔ عمران نے گلو گیر لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"توبہ۔ توبہ۔ مرنے والوں کی فاتحہ خوانی کی جاتی ہے اور ان کے غم میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ ادھر تم چیف ہو کر بجائے آنسو بہانے کے دانت نکال رہے ہو۔ واقعی قرب قیامت کی نشانی ہے"۔ عمران نے دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"ابھی چند لمحے قبل جولیا کی عالم بالا سے کال آئی تھی"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عالم بالا سے۔ ارے کیا عالم بالا میں بھی موبائل سروس شروع ہو گئی ہے"۔ عمران نے یوں چونکتے ہوئے کہا جیسے یہ اس کے لئے نئی بات ہو۔

"جی ہاں۔ اور آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہ بلاسٹنگ سے چند لمحے پہلے اس تہہ خانے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے جہاں ٹائم بم نصب تھا۔ اگر انہیں ایک منٹ کی بھی دیر ہو جاتی تو واقعی ہم یہاں بیٹھے ان کے لئے فاتحہ پڑھ رہے ہوتے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یعنی وہ بچ گئے ہیں"۔ عمران نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ مگر یہ سرد آہ کس لئے"۔ بلیک زیرو نے اسے سرد آہ بھرتے دیکھ کر کہا۔

"وہ انگریزی کی ایک کہاوت ہے نہ لگی پیاس بجھی اور نہ لگی آس۔ یعنی مجھے اب بھی آس لگائے بیٹھے رہنا ہو گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک مرتبہ پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"کیا یہ انگریزی کی کہاوت ہے"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ مجھے تو سلیمان نے یہی کہا تھا۔ اس نے اپنی تنخواہوں کے لئے مجھے یہ کہاوت سنائی تھی"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی مزید تیز ہو گئی۔

"آپ کا اور سلیمان کا واقعی جواب نہیں۔ معلوم نہیں آپ دونوں کہاں کہاں سے انوکھے فقرے اور کہاوتیں ڈھونڈ لیتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا بھائی ہنسی کی مشین۔ اب اپنا سوئچ آف کرو اور ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ کے بارے میں بتاؤ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بھی سنجیدہ ہو گیا اور پھر ٹرانسمیٹر کالوں کے متعلق بتانے لگا جو کال کیچر مشین میں فیڈ ہوئی تھیں۔ عمران کے کہنے پر اس نے ایک مشین آن کی اور پھر کمرے میں ریکارڈ شدہ کالوں کی آواز سنائی دینے لگی۔

پہلی کال مختصر سی تھی جو ایلن مارٹ نے ایکریمیا میں اپنے چیف میکلم کو کی تھی اور اسے بتایا تھا کہ گرو پرساد نے اسے جو پیکٹ دیا تھا اس میں آر ایس ٹو کی بجائے عام پیپر ویٹ تھا جس پر میکلم نے شدید غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ ابھی گرو پرساد کو کال کر کے اس بے معنی مذاق کے بارے میں پوچھے۔ دوسری کال ایکریمیا سے میکلم نے گرو پرساد کو کی تھی۔ اس کال میں میکلم نے گرو پرساد سے سخت انداز میں بات کی تھی اور اسے سختی سے کہا تھا کہ وہ ایلن مارٹ کو آر ایس ٹو خود مہیا کرے۔ اگر دو روز تک اسے سیمپل نہ ملا تو وہ تمام معاملات کو ختم سمجھے۔ تیسری کال میکلم کی ہی تھی جو اس نے ایلن مارٹ کو کی تھی۔ اس کال میں میکلم، ایلن مارٹ کو احکام دے رہا تھا کہ وہ گرو پرساد سے مل کر اسے کوئی آئی ایس ٹی مانیٹرنگ پن لگا دے تاکہ اس پر نظر رکھی جا سکے اور جب انہیں معلوم ہو گا کہ اس نے ریڈ سٹون کا سٹاک کہاں چھپا رکھا ہے تو وہ اس جگہ پہنچ کر نہ

صرف تمام ریڈ سٹون حاصل کر لیں گے بلکہ وہ گرو پرساد اور اس کے تمام ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیں گے ۔ میکلم ریڈ سٹون کو خود حاصل کر کے لارڈ کے ہاتھوں فروخت کر کے دولت کمانے کے لالچ میں آگیا تھا۔

" اگر یہی حال رہا تو دنیا بھر کے سینڈیکیٹس اور سرکاری ایجنٹ ریڈ سٹون کے حصول کے لئے پاکیشیا پہنچ جائیں گے ۔ ابھی ہم گولڈن پرل تک ہی نہیں پہنچ پائے ۔ اب ایک اور سینڈیکیٹ سامنے آگیا ہے " ۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یہی بات مجھے بھی پریشان کر رہی ہے ۔ آخر ہم یہاں کس کس کو سنبھالتے رہیں گے " ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ایک تو ہمارے ممبران اب ناکارہ ہوتے جا رہے ہیں ۔ صفدر ایلن مارٹ کی نظروں میں آگیا تھا اگر ایلن مارٹ کا نشانہ نہ چوکتا تو وہ اب تک ہلاک ہو گیا ہوتا ۔ ادھر جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل اور چوہان نے بھی بڑی عقلمندی دکھائی تھی جو آسانی سے مجرموں کی نظروں میں آگئے تھے ۔ کیا سیکرٹ ایجنٹس ایسے کام کرتے ہیں" ۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔ واقعی اس بار ان میں سے کسی نے احتیاط سے کام نہیں لیا ۔ اگر خاور کا ریز کٹر تنویر کے پاس نہ ہوتا تو ان چاروں کی بھی موت یقینی تھی" ۔ بلیک زیرو نے عمران کی تائید میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" ان کا ریفریشر کورس ہوئے کافی وقت ہو گیا ہے" ۔ عمران نے کہا۔

" پھر تو آپ کا بھی ریفریشر کورس ہونا چاہئے " ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" کیوں ۔ میں نے کیا کیا ہے" ۔ عمران نے چونک کر کہا۔

" گرو پرساد اور مادام مایا کو ان کا ساتھی آپ کے سامنے لے جا رہا تھا اور آپ بھی ان کے تعاقب میں ناکام رہے تھے" ۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ یہ بات عمران نے اسے خود ہی بتائی تھی۔

" اس وقت اگر میں کار کے بریک نہ لگاتا تو ایک نو عمر بچہ کچلا جاتا اس موقع کا فائدہ اٹھا کر وہ نکل گئے تھے ورنہ میں انہیں جانے نہ دیتا" ۔ عمران نے کہا۔

" بہرحال ۔ آپ کی طرف سے میں انہیں جھاڑ پلا دوں گا ۔ آئندہ وہ محتاط رہیں گے " ۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہاری جھاڑ سے کچھ نہیں ہو گا ۔ تمہاری جھاڑ بے خار ہوتی ہے اور میری جھاڑ میں خار ہوتے ہیں جو ان کی روحوں کو بھی ایسے زخم لگائے گی کہ انہیں سمجھ آجائے گی" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی ورنہ اسے سچ مچ سیکرٹ سروس کے ممبران کی شامت نظر آرہی تھی۔

" ان کے جسموں پر لگنے والے زخم آپ سے برداشت نہیں ہوتے ان کی روحوں پر لگنے والے زخموں سے آپ کا کیا حال ہو گا" ۔ بلیک

زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہرحال ۔ تم بتاؤ تم نے کیا تیر مارا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"میں نے سر سلطان سے بات کی تھی ۔ انہوں نے گیس و پٹرولیم کے منسٹر کے سیکرٹری سے خود بات کی تھی ۔ ان کی اطلاعات کے مطابق پاکیشیا میں تیل اور گیس تلاش کرنے والی لوکل اور غیر ملکی کمپنیوں کی تعداد پچاس سے زائد ہے ۔ کافرستان کی تیرہ مختلف کمپنیاں یہاں کام کر رہی ہیں"۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ان تیرہ کمپنیوں کے بارے میں کیا معلومات ہیں ۔ کہاں کہاں کام کر رہی ہیں اور ان کی کیا پروگریس ہے"۔ عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو ان مقامات کے بارے میں بتانے لگا جہاں وہ کمپنیاں کام کر رہی تھیں۔

"ہونہہ ۔ اگر ان کمپنیوں کی بھرپور چھان بین کی جائے تو اس وقت تک گروپرساد ریڈ سٹون لے کر نجانے کہاں سے کہاں نکل جائے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"گروپرساد اب خاصا محتاط ہو جائے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"کس مد میں کہہ رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اسے اپنی نگرانی کا جو پتہ چل گیا تھا اور پھر جولیا اور تنویر نے جس انداز میں اس سے فائٹنگ کی تھی اسے یقیناً شک ہو گیا ہو گا کہ اس کے پیچھے سرکاری ایجنسیاں لگ چکی ہیں اس لئے اب وہ یقیناً

سات پردوں میں جا چھپا ہو گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ ممبران کے کان کھینچنے پڑیں گے ۔ اچھا بھلا وہ ہاتھ آ رہا تھا ان کی بے وقوفی کی وجہ سے نجانے اب وہ کہاں جا چھپا ہو گا ۔ ابھی ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ریڈ سٹون کا ذخیرہ کہاں ہے"۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"کیا ان تک پہنچنے کا آپ کے پاس کچھ کلیو نہیں ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر ہوتا تو میں یہاں بیٹھا جھک کیوں مار رہا ہوتا"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میکلم نے گروپرساد کو ایلن مارٹ کا جو نمبر دیا تھا کیا وہ کام نہیں آ سکتا"۔ بلیک زیرو نے چند لمحے توقف کے بعد کچھ سوچ کر کہا۔

"وہ انتہائی پیچیدہ سیٹلائٹ نمبر ہے اور ابھی تک ایسی کوئی ڈیوائس ایجاد نہیں ہوئی جس سے ایسے پیچیدہ سیٹلائٹ نمبر چیک کئے جا سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"وائس کیچر مشین پر ہم نے ان کی جو کالیں ریکارڈ کی ہیں ان سے بھی ان ٹرانسمیٹروں کی لوکیشن معلوم نہیں کی جا سکتی ورنہ ہم وہاں تک تو پہنچ ہی سکتے تھے جہاں ایلن مارٹ اور گروپرساد نے کالیں رسیو کی تھیں"۔ بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اب ان تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے"۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"۔ بلیک زیرو نے فوراً پوچھا۔

"کمپیوٹر ڈیٹا سے ایکریمیا کی تائی جن ریاست کا انکوائری نمبر تلاش کرو اور ریڈ باکس میں جا کر بلیک سٹار کلب کا نمبر دیکھو"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے حال ہی میں دانش منزل کے لئے ایک ڈیٹا کمپیوٹر منگوایا تھا جس میں اس نے تمام ملکی اور غیر ملکی ایجنٹوں اور ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ کریمینل کلبوں، ہوٹلوں اور ریسٹورانوں کا ڈیٹا فیڈ کر دیا تھا۔ متعلقہ ایجنسیوں، کلبوں یا ایجنٹوں کے نام ٹائپ کر کے انہیں آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ بلیک زیرو نے مغربی دیوار کے پاس میز پر پڑے ہوئے کمپیوٹر کو آن کیا اور کچھ دیر وہ اسے آپریٹ کرتا رہا اور پھر اس نے ایک رائٹنگ پیڈ پر ایکریمیا کی ریاست تائی جن کا رابطہ نمبر اور بلیک سٹار کلب کا نمبر لکھ کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور ایکریمیا اور اس کی ریاست تائی جن کا کوڈ ملا کر بلیک سٹار کلب کے نمبر پریس کرتا چلا گیا۔

"بلیک سٹار کلب"۔ چند لمحوں بعد جب رابطہ قائم ہوا تو ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ کنگ سارڈن سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ۔ ایک منٹ ہولڈ کریں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ کنگ سارڈن سپیکنگ"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کنگ تو وہ ہوتا ہے جس کے سر پر کراؤن ہو۔ تمہارے سر پر تو بال بھی نہیں ہیں اور گنجے سر پر کوئی تاج ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ پھر تم خود کو کنگ کیسے کہلوا سکتے ہو"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا جبکہ دوسری طرف سے عمران کی بات سن کر ایک بھرپور قہقہہ سنائی دیا۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے بلیک زیرو دوسری طرف کی بھی باتیں سن رہا تھا۔

"پاکیشیا اور پرنس آف ڈھمپ کے حوالے سے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ مجھ سے بات کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ اور مجھے تم سے ایسی ہی توقع تھی پرنس کہ تم فوراً کوئی پھڑکتا ہوا جملہ بولو گے"۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"شکر کرو میں نے پھڑکتے ہوئے جملے پر اکتفاء کیا ہے۔ اگر میری جگہ بلیک کوئین ہوتی تو وہ تم سے اس انداز میں بات کرتی کہ تم پھڑکنا شروع کر دیتے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف کنگ سارڈن کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اس لئے میں اسے کاباؤ ریاست میں چھوڑ کر یہاں آ گیا ہوں تاکہ سکون سے جی سکوں ورنہ اس نے میرا جینا محال کر رکھا تھا"۔ کنگ سارڈن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ صرف کھری کھری نہیں سناتی بلکہ تمہارے سر پر بے بھاؤ کی چپتیں بھی لگاتی تھی ۔یہی وجہ ہے کہ تمہارے سر پر ایک بال بھی باقی نہیں بچا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کنگ سارڈن ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بہر حال تم واحد انسان ہو جو میری ازدواجی زندگی سے واقف ہو ورنہ میرے سامنے جو بھی میری بیوی کا نام لیتا ہے میں اسے گولی مار دیتا ہوں"۔ کنگ سارڈن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ گولی مار بھائی۔ تم سے ایک کام آن پڑا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو میں جانتا ہوں۔ تم جیسا انسان بغیر کسی مطلب کے مجھے کیسے فون کر سکتا ہے"۔ دوسری طرف سے کنگ سارڈن نے مسلسل ہنستے ہوئے کہا جیسے اس سے قہقہے رک ہی نہ رہے ہوں۔

"خیر یہ نہ کہو۔ جب ایکریمیا میں، میں نے تمہاری سائمن گروپ سے جان بچائی تھی اور تمہیں شدید زخمی حالت میں ہسپتال لے گیا تھا اور روزانہ تمہاری تیمار داری کو آتا تھا تو بغیر کسی مطلب اور انسانیت کی خاطر ہی آتا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"مجھے یاد ہے۔ تمہارا یہ احسان میں بھلا کیسے بھول سکتا ہوں۔ اگر عین وقت پر تم میری مدد نہ کرتے تو سائمن گروپ نے مجھے جس بری طرح سے گھیر رکھا تھا وہ مجھے ہلاک کئے بغیر نہ رہتے۔ تم اکیلے نے ہی اس گروپ کا خاتمہ کیا تھا جس کی وجہ سے تائی جن میں میری

دھاک کا سکہ بیٹھ گیا تھا جو آج تک قائم ہے"۔ کنگ سارڈن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ چھوڑو ان باتوں کو۔ ایکریمیا میں تمہارا انفارمیشن کا وسیع نیٹ ورک کام کر رہا ہے۔ تمہارے پاس ہر قسم کے جرائم پیشہ افراد کے بارے میں معلومات ہوتی ہیں۔ کیا تم مجھے ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ اور اس کے چیف میکلم کے بارے میں انفارمیشن دے سکتے ہو"۔ عمران نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

"ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ۔ میکلم"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ اگر تم مجھے ان کے بارے میں معلومات مہیا کر دو تو میں تمہیں اس کی منہ مانگی قیمت دوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"کیوں شرمندہ کر رہے ہو پرنس۔ تم سے کسی کام کی قیمت وصول کر کے میں نے بلیک کوئین سے جوتیاں کھانی ہیں۔ میرا سر تو پہلے ہی گنجا ہے۔ اب کیا کہوں"۔ دوسری طرف سے کنگ سارڈن نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"پھر بھی معاوضہ تو تمہیں لینا پڑے گا۔ میں بغیر معاوضہ کے کوئی کام کرانا پسند نہیں کرتا۔ اگر معاوضہ لینا ہے تو ٹھیک ورنہ بائی بائی"۔ عمران نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ ناراض کیوں ہوتے ہو۔ ٹھیک ہے تم اپنی مرضی کا معاوضہ دے دینا۔ اگر بلیک کوئین کو معلوم ہوا کہ میں نے تمہارا کام نہیں کیا تو اس نے مجھے ویسے ہی جان سے مار دینا ہے۔

"تم بتاؤ تمہیں کب تک معلومات چاہئیں"۔ کنگ سارڈن نے کہا۔

"ابھی مل جائیں تو زیادہ بہتر ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ابھی تو نہیں۔ اس کے لئے مجھے کمپیوٹر میں موجود فائلوں کو اوپن کرنا ہوگا۔ میں نے ہر سینڈیکیٹ کا الگ ریکارڈ بنا رکھا ہے جو میرے سپر کمپیوٹر میں فیڈ ہے"۔ کنگ سارڈن نے کہا۔

"تم کب تک مجھے معلومات فراہم کر سکتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"مجھے اپنا نمبر دو۔ میں ایک گھنٹے بعد تمہیں کال کر لوں گا"۔ کنگ سارڈن نے کہا۔

"میں تمہیں خود ایک گھنٹے بعد کال کر لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے"۔ دوسری طرف سے کنگ سارڈن نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"حیرت ہے عمران صاحب۔ آپ نے دنیا کے کونے کونے میں معلومات حاصل کرنے کا کسی نہ کسی کو ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ویسے یہ بلیک کوئین والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر کنگ سارڈن آپ کا کام نہ کرے تو وہ کیوں اس کے سر ہو جائے گی"۔ بلیک زیرو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"میں ایک مشن پر ایکریمیا کی ریاست تائی جن گیا تھا تو ایک کراسنگ چوک پر میں نے بے شمار افراد کو ایک اکیلے شخص پر حملہ کرتے دیکھا جو کنگ سارڈن تھا۔ وہ بڑی بے جگری سے ان کا مقابلہ

کر رہا تھا حالانکہ وہ شدید زخمی تھا۔ میں نے اسے اکیلا دیکھا تو میں نے اس کی مدد کی۔ میں نے اس کے دشمنوں کا صفایا کیا اور اسے شدید زخمی حالت میں اٹھا کر اپنے ایک جاننے والے ڈاکٹر کے پاس لے گیا جس نے اس کے جسم سے گولیاں نکال کر اس کا علاج کیا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے اپنی زندگی بچانے کا احسان مان کر اپنی بیوی کو بھی وہاں بلا لیا جس پر وہ بھی میری احسان مند ہو گئی۔ بہرحال تب سے میں انہیں جانتا ہوں۔ کنگ سارڈن کا ایکریمیا میں معلومات حاصل کرنے اور فروخت کرنے کا وسیع نیٹ ورک ہے۔ میں نے سوچا چلو اس سے ہی کوئی فائدہ اٹھا لیا جائے"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ اس سے ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ کے بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اس سے معلومات کے ساتھ ساتھ کام بھی لینا چاہتا ہوں۔ میکلم نے گرو پرساد پر نظر رکھنے کے لئے ایلن مارٹ کو اس پر آئی ایس کی مانیٹرنگ پن تھرو کرنے کا کہا ہے۔ ایلن مارٹ یہ کام آسانی سے کر لے گا۔ آئی ایس کی مانیٹرنگ پن کے بارے میں تمہیں معلوم ہی ہے۔ اگر وہ پن گرو پرساد یا اس کے کسی ساتھی کے جسم میں تھرو کر دی جائے تو ایلن مارٹ انہیں دور بیٹھا آسانی سے مانیٹر کرتا رہے گا اور اس کے ٹھکانوں کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لے گا۔ اب میکلم اپنے سینڈیکیٹ کے ساتھ پاکیشیا آ رہا ہے۔ اگر اس پر نظر

رکھی جائے تو ہم اس کے ٹھکانے تک پہنچ جائیں گے اور اگر ہم اس تک پہنچ گئے تو ہمارے لئے گرو پرساد تک پہنچنا کچھ مشکل نہ ہو گا"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آپ واقعی بے حد گہری سوچ رکھتے ہیں۔ میرے تو ذہن میں بھی نہیں تھا کہ اس طرح بھی گرو پرساد تک پہنچا جا سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جس کے دماغ میں عقل نام کی کوئی چیز ہو اسے عمران کہتے ہیں اور جس کا دماغ ہی عقل سے عاری ہو وہ تو زیرو ہی ہو گا"۔ عمران نے اس پر چوٹ کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ تائی جن میں موجود بلیک سٹار کلب کے نمبر ملائے اور کنگ سارڈن سے بات کرنے لگا۔ کنگ سارڈن نے اسے ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ اور اس کے سربراہ میکلم کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دیں۔

"گڈ۔ کیا تم میرا ایک اور کام کر سکتے ہو"۔ عمران نے تفصیل سننے کے بعد کہا۔

"ضرور۔ کیوں نہیں۔ بولو"۔ کنگ سارڈن نے کہا۔

"میکلم اپنے سینڈیکیٹ کے ساتھ ایک دو روز میں پاکیشیا آ رہا ہے اس کا آنا پاکیشیا کے مفادات کے خلاف ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے طور پر اس کی نگرانی کراؤ۔ جب وہ پاکیشیا کے لئے روانہ ہو تو تم مجھے اس کی آمد کی اطلاع دے دینا۔ باقی میں خود سنبھال

لوں گا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہارا یہ کام بھی ہو جائے گا۔ اور کچھ"۔ کنگ سارڈن نے فوراً حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دو تاکہ میں تمہارے اکاؤنٹ میں دو چار ڈالر ٹرانسفر کرا دوں تاکہ بلیک کوئین یہ نہ کہے کہ میں مفت میں تم سے کام کراتا رہا ہوں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف کنگ سارڈن بے اختیار ہنس پڑا۔

"دو چار ڈالر زیادہ ہیں۔ تم ایسا کرو کہ میرے اکاؤنٹ میں صرف دو سینٹ ٹرانسفر کرا دو۔ میں انہیں خرچ نہیں کروں گا اس طرح وہ کبھی ختم نہیں ہوں گے"۔ کنگ سارڈن نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے۔ میں تمہارے اکاؤنٹ میں پچیس ہزار ڈالر اور دو سینٹ ٹرانسفر کر رہا ہوں۔ دو سینٹ تم رکھ لینا اور باقی پچیس ہزار ڈالر میری طرف سے بلیک کوئین کو دے دینا تاکہ وہ نئی نئی سینڈلیں خرید سکے کیونکہ سر اور سینڈل کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا تو کنگ سارڈن قہقہہ لگا کر ہنس پڑا اور پھر اس نے عمران کو اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دیا۔

"فارن ایجنٹ سے کہہ کر اس اکاؤنٹ میں رقم جمع کرا دینا"۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کے کہنے پر سلیمان ہوٹل پیراڈائز کو چھوڑ کر پیراڈائز کلب میں آ گیا تھا۔ اس نے وہاں ایک ویٹر کی جگہ حاصل کی تھی اور وہ اس تگ و دو میں تھا کہ وہ اس کلب کے مینجر کے اس گورکھ دھندے کے بارے میں جان سکے کہ اس کے پاس غیر ملکی کیوں آتے ہیں جو بریف کیسوں کے بدلے میں بدلے ہوئے بریف کیس لے جاتے ہیں۔

اس نے آہستہ آہستہ مینجر تک رسائی حاصل کر لی تھی مگر وہ ابھی تک یہ نہیں جان سکا تھا کہ یہاں معاملہ کیا چل رہا ہے۔ کلب کا مینجر تہہ خانے میں موجود اپنے سپیشل آفس میں بیٹھتا تھا۔ اس تہہ خانے میں جوئے کے ساتھ ساتھ منشیات اور شراب کا کھلے عام استعمال ہوتا تھا۔ اس ماحول میں سلیمان کو گھن تو ہوتی تھی مگر اسے عمران کو ثابت کر کے دکھانا تھا کہ وہ صرف ایک باورچی ہی نہیں بلکہ ایک اچھا جاسوس بھی ہے۔ اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے وہ عمران سے بھی بڑے بڑے کارنامے سرانجام دینا چاہتا تھا اس لئے وہ اس گھٹن

زدہ ماحول میں بھی اپنا کردار بخوبی نبھا رہا تھا۔

اس کی ڈیوٹی مینجر ہاروے کو ہر طرح کی ضروریات بہم پہنچانا تھی مینجر سے غیر ملکی ملنے آتے تھے اور سلیمان ان کے لئے اور مینجر کے لئے عام مشروبات کے ساتھ ساتھ مجبوراً شراب بھی سرو کر رہا تھا۔ مینجر ہاروے اس پر اعتماد تو کرتا تھا مگر اس حد تک کہ جب وہ اکیلا ہوتا تو سلیمان اس کے پاس آسانی سے آ جا سکتا تھا لیکن جب مینجر کے پاس کوئی مقامی یا غیر ملکی مہمان ہوتا تو سلیمان کو سوائے مشروبات اور شراب سرو کرنے کے سوا اندر داخل نہیں ہونے دیا جاتا تھا۔ اس کی موجودگی میں نہ ہی مینجر ہاروے اپنے مہمانوں سے بات کرتا تھا اور نہ اس کے مہمان مینجر سے کوئی بات کرتے تھے۔ جب وہ آفس سے نکل کر جاتا تو کمرے کو مینجر آٹومیٹک سسٹم سے بند کر کے اندر سے لاک کر دیتا تھا اور اندر ہونے والی باتوں کے بارے میں سلیمان کچھ نہیں جان سکتا تھا۔

سلیمان نے ان کی باتیں سننے کے لئے مینجر ہاروے کے کمرے میں خفیہ ڈکٹا فون بھی لگایا تھا جس کا رسیور اس کے پاس تھا لیکن مینجر ہاروے کمرہ بند کرنے کے بعد نجانے ایسا کون سا سسٹم آن کر دیتا تھا کہ اس کے آفس میں موجود ڈکٹا فون جیسے ناکارہ ہو جاتا تھا اور ان کی آوازیں ڈکٹا فون کا رسیور رسیو ہی نہ کر پاتا تھا۔

سلیمان پچھلے کئی دنوں سے پریشان تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ ایسا کون کا طریقہ اختیار کرے کہ وہ ان کی باتیں سن

کر ان کی حقیقت جان سکے ۔ اس کے پاس چونکہ کوئی جامع رپورٹ نہیں تھی اس لئے اس نے ابھی تک عمران کو کوئی رپورٹ نہیں دی تھی ۔ آج تھوڑی دیر پہلے مینجر کے پاس دو غیر ملکی آئے تھے ۔ ان کے پاس ایک ایک بریف کیس تھا ۔ تقریباً آدھا گھنٹہ وہ مینجر ہاروے کے ساتھ بند کمرے میں رہے تھے اور پھر جب وہ اس کے آفس سے نکلے تو ان کے ہاتھوں میں موجود بریف کیس بدلے ہوئے تھے ۔ گو بریف کیسوں کا رنگ ایک جیسا تھا اور ان کا ڈیزائن اور ان کا سائز بھی ایک جیسا نظر آتا تھا لیکن سلیمان نے اتنے دنوں میں ایک خاص بات نوٹ کی تھی کہ جو افراد بریف کیس لے کر آتے تھے ان پر ایک سرخ رنگ کا کراس بنا ہوتا تھا اور جو بریف کیس وہ ہاروے کے آفس سے لے کر نکلتے تھے ان پر ڈبل ریڈ کراس موجود ہوتے تھے ۔

سلیمان کو نہ تو ان بریف کیسوں کے بدلنے کی کچھ سمجھ آ رہی تھی اور نہ ہی سنگل اور ڈبل ریڈ کراس کی حقیقت کا کچھ پتہ چل رہا تھا ۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ آنے والے افراد بریف کیسوں میں کیا لاتے ہیں اور واپسی پر کیا لے جاتے ہیں ۔ اب سلیمان سوچ رہا تھا کہ جب تک وہ کوئی عملی کام نہیں کرے گا اس وقت تک کچھ معلوم نہیں ہو سکے گا ۔ لیکن کسی بھی عملی کام کے لئے اسے کوئی جامع لائحہ عمل بنانے کی ضرورت تھی اور اسے ایسا کوئی لائحہ عمل نہیں سوجھ رہا تھا جس پر وہ عمل کر کے اپنا مقصد حاصل کرتا ۔

وہ کیبن میں بنے کاؤنٹر کے ایک کونے میں بیٹھتا تھا جبکہ اس کے

ساتھ دوسرے افراد بھی ہوتے تھے ۔ شیشے کے اس کیبن سے مین ہال کا ماحول صاف دکھائی دے رہا تھا ۔ کیبن خاصا وسیع تھا ۔ وہاں جوئے کی بڑی بڑی میزیں موجود تھیں ۔ اس کیبن کو خاص طور پر ان افراد کے لئے بنایا گیا تھا جو صرف جوئے میں دلچسپی رکھتے تھے ۔ کیبن کا اندرونی ماحول بڑے ہال میں پھیلی ہوئی منشیات اور شراب کی بو سے پاک تھا اس لئے سلیمان زیادہ تر وہیں بیٹھتا تھا تاکہ منشیات کا دھواں اس کے دماغ اور اعصاب پر اثر انداز نہ ہو سکے ۔

مینجر ہاروے کو جب ضرورت ہوتی تو وہ انٹرکام پر اسے اندر آنے کے لئے کہہ دیتا تھا اور سلیمان خاموشی سے اٹھ کر کیبن سے نکل کر مینجر کے پاس چلا جاتا تھا ۔ کیبن سے نکلتے ہی جب منشیات اور شراب کی بو اس کی ناک میں چڑھتی تو اسے ابکائیاں سی آنے لگتی تھیں جس کی وجہ سے وہ بمشکل خود کو سنبھالتا تھا ۔ اچانک کاؤنٹر پر موجود انٹرکام کی مترنم گھنٹی بجی تو کاؤنٹر مین سمیت سلیمان بھی چونک پڑا ۔ کاؤنٹر مین نے رسیور اٹھایا اور دوسری طرف کی بات سن کر رسیور رکھ دیا اور ساتھ ہی اس نے سلیمان کو اشارہ کیا کہ مینجر اسے بلا رہا ہے ۔

"لگتا ہے مجھے ہاروے کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس سے اگلوانا پڑے گا ورنہ میں یہاں ساری عمر اس بدبخت کے لئے شراب ہی ڈھوتا رہ جاؤں گا" ۔ سلیمان نے دل ہی دل میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا ۔ کیبن سے نکل کر وہ ہال میں آیا تو اس نے فوراً سانس روک لیا اور اسی طرح سانس روکے مینجر کے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ مینجر کے

کمرے کے باہر ہر وقت دو خوفناک شکل والے غنڈے موجود رہتے تھے جن کے پاس مشین گنیں تھیں۔ ایسے ہی کئی غنڈے دونوں ہالوں میں گھومتے رہتے تھے۔

مینجر کے کمرے کے باہر تعینات دونوں غنڈے سلیمان یا پھر آنے والے ان افراد کے سوا کسی کو اس کمرے کے قریب نہیں آنے دیتے تھے جن کے بارے میں مینجر ہاروے انہیں پہلے ہی بتا دیتا تھا۔ سلیمان نے دروازے کے قریب جا کر مخصوص انداز میں تین بار دستک دی۔

"آ جاؤ"۔ اندر سے مینجر ہاروے کی بھاری اور انتہائی کرخت آواز سنائی دی تو سلیمان دروازہ دھکیل کر اندر آ گیا۔ کمرہ انتہائی قیمتی ساز و سامان سے سجا ہوا تھا۔ سامنے ایک جہازی سائز کی میز کے پیچھے ایک گنجے سر والا ادھیڑ عمر غیر ملکی بیٹھا تھا۔ اس کے منہ میں سگار دبا ہوا تھا جس سے وہ دھوئیں کے مرغولے اڑا رہا تھا۔ سگار پینے کے ساتھ ساتھ وہ ایک فائل دیکھ رہا تھا۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا جناب"۔ سلیمان نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایک منٹ رکو۔ بتاتا ہوں"۔ مینجر نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا تو سلیمان نے منہ بنا لیا۔ مینجر چند لمحے فائل دیکھتا رہا پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اسے میز پر ایک طرف رکھ دیا۔

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو"۔ اس نے سلیمان کی طرف دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا جیسے وہ اس کی وہاں موجودگی سے بے خبر ہو۔

"آپ نے خود ہی بلایا تھا جناب"۔ سلیمان نے کہا۔

"میں نے بلایا تھا۔ کیوں"۔ مینجر نے کہا تو سلیمان حیران ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب کہ آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"اچھا آ گئے ہو تو ایک کام کرو۔ مجھے ایک بلیک وہسکی لا دو۔ میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے"۔ مینجر نے اونچی پشت والی کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"وہسکی تو میں آپ کو لا دوں گا جناب لیکن میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں"۔ سلیمان نے کہا۔

"ضروری بات۔ کون سی ضروری بات"۔ ہاروے نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ ایک ایسی بات ہے جسے سن کر آپ اچھل پڑیں گے"۔ سلیمان نے کہا۔

"اچھل پڑوں گا۔ کیوں اچھل پڑوں گا"۔ ہاروے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ میری بات سمجھ نہیں رہے"۔ سلیمان نے سر جھٹک کر کہا۔

"کیا سکھانا چاہتے ہو تم مجھے"۔ ہاروے نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"جو بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس کے لئے اگر آپ آفس کو لاک اور ساؤنڈ پروف کر لیں تو زیادہ مناسب ہو گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"لاک ۔ ساؤنڈ پروف ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ مینجر نے بدستور اس کی طرف ہونقوں کی طرح دیکھتے ہوئے کہا۔

"مینجر صاحب ۔ ہمارے کلب میں جاسوس موجود ہیں"۔ سلیمان نے کہا۔

"جاسوس"۔ مینجر نے اسی انداز میں کہا۔ وہ چند لمحے غور سے سلیمان کو دیکھتا رہا پھر یکلخت اچھل پڑا۔

"کیا کہا ۔ ہمارے کلب میں جاسوس موجود ہیں ۔ کون ہیں وہ"۔ اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں ۔ آپ کمرے کو لاک کریں اور ساؤنڈ پروف سسٹم آن کر دیں تو میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ کوئی ہماری باتیں سن سکے"۔ سلیمان نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"اوہ ۔ ٹھیک ہے"۔ مینجر ہاروے نے کہا ۔ اس نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو کمرے کا دروازہ خودبخود بند ہوا اور اسے آٹومیٹک لاک لگ گیا ۔ پھر اس نے میز کے نیچے ہی کوئی اور بٹن

پریس کیا تو کمرے کی چھت سے جیسے نیلی روشنی کی پھواریں سی نکلنے لگیں ۔ نیلی روشنی گو بے حد ہلکی تھی مگر اس کی نیلاہٹ کا صاف پتہ چل رہا تھا۔

"اب بتاؤ ۔ تم کس جاسوس کی بات کر رہے ہو اور تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ جاسوس ہے"۔ مینجر نے کہا۔

"میرے پاس اس کی ایک چیز موجود ہے"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پتلون کی جیب میں ہاتھ ڈال لیا ۔ جیسے ہی اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا اور چپٹا سا پسٹل تھا اس چھوٹے سے پسٹل کو دیکھ کر مینجر بے اختیار چونک پڑا۔

"یہ کیا ہے"۔ مینجر نے کہا۔

"کھلونا"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ ساتھ ہی اس نے پسٹل کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا ۔ پسٹل کی نال سے دھوئیں کی ایک دھاری سی نکل کر مینجر کی طرف بڑھی ۔ اس سے پہلے کہ مینجر ہاروے کچھ سمجھتا دھواں اس کی ناک میں گھستا چلا گیا ۔ مینجر ہاروے نے بوکھلا کر اٹھنا چاہا مگر اچانک جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو اور وہ دھم سے کرسی پر گرا اور اس کا سر میز پر آ پڑا۔

"ہونہہ ۔ آج قابو آیا ہے ۔ آج اس سے میں سب کچھ اگلوا کر رہوں گا"۔ سلیمان نے پسٹل کو دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا ۔ اس نے آگے بڑھ کر مینجر ہاروے جیسے بھاری بھرکم انسان کو اٹھا کر اپنی کمر پر لادا اور اسے میز کی دوسری طرف رکھے ہوئے صوفوں پر ڈال

دیا۔ اس نے مینجر کی ٹائی کھولی اور اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت
کی طرف کر کے باندھ دیئے۔ پھر اس نے صوفے کا غلاف پھاڑا اور
اسے بل دے کر رسی نما بناتے ہوئے مینجر کو مضبوطی سے باندھ دیا
تاکہ وہ آسانی سے حرکت نہ کر سکے۔ مینجر کو باندھ کر وہ اس کی میز کی
طرف آیا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک
نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز
سنائی دی۔ یہ کاؤنٹر مین تھے جسے سلیمان بخوبی پہچانتا تھا۔

"رابرٹ۔ میں ٹام کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں سپیشل
وے سے باہر بھیج رہا ہوں اور اسی راستے سے میرے چند مہمان آ
رہے ہیں۔ ایک گھنٹے تک تم کسی کو اندر نہ آنے دینا"۔ سلیمان
نے مینجر ہاروے کے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کاؤنٹر مین نے
اوکے کہا تو سلیمان نے رسیور رکھ دیا۔ میز کے پیچھے سے نکل کر وہ
مینجر کی طرف بڑھا۔ اس نے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر
ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال لی جس میں دو چھوٹے چھوٹے انجکشن اور
ایک سرنج تھی۔

"ایسے نہیں۔ مجھے اسے ہوش میں لا کر اس کے سامنے کارروائی
کرنا ہو گی۔ تب یہ اپنا منہ کھولے گا"۔ سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور ڈبیہ بند کر کے اس نے قریبی میز پر رکھ دی اور صوفے کا غلاف
پھاڑ کر اس نے گولہ بنایا اور پھر اسے مینجر کے منہ میں ٹھونس دیا۔

اس نے مینجر کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ کر اس کا سانس روک دیا۔
چند لمحوں بعد اس کے جسم کو جھٹکے لگنے لگے اور پھر اس نے آنکھیں
کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر سلیمان نے اس کی ناک اور
منہ سے ہاتھ ہٹا لیئے۔ سلیمان اس کے سامنے کھڑا تھا اور مینجر آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"مجھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گھورو یا آنکھیں پٹپٹا کر۔ آج تمہاری
میرے ہاتھوں جو درگت بننے گی وہ زمانہ دیکھے گا"۔ سلیمان نے اسے
جواباً آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو مینجر بری طرح سے سر مارنے لگا۔

"میں نے تمہیں تمہارے سر کا ڈانس دیکھنے کے لئے نہیں باندھا
میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے تم جیسا گنجا آسانی
سے میرے کسی سوال کا جواب نہیں دے گا اس لئے میں یہاں پورا
بندوبست کر کے آیا ہوں"۔ سلیمان نے کہا۔ اس نے مینجر کے منہ
سے کپڑے کا گولا نکال لیا۔ جیسے ہی اس نے مینجر کے منہ سے کپڑا
نکالا وہ حلق کے بل چیخ اٹھا۔

"ٹام۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ تم۔ تم"۔ مینجر نے دھاڑتے ہوئے
کہا۔

"ٹام۔ کون ٹام۔ میں تو کسی ٹام کو نہیں جانتا"۔ سلیمان نے
کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم ٹام نہیں ہو"۔ مینجر نے چونک کر کہا۔

"میرے آباؤ اجداد بلکہ ان کے اباؤ اجداد میں سے بھی کسی کا نام

نام نہیں تھا اور نہ آنے والی نسلوں میں کسی کا ہو گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"اوہ ۔ تو تم نے اپنا غلط نام بتایا تھا"۔ مینجر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ سلیمان نے کہا۔

"اوہ ۔ کون ہو تم"۔ مینجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خدائی فوجدار"۔ سلیمان نے کہا۔

"خدائی فوجدار ۔ کیا یہ تمہارا نام ہے"۔ مینجر نے چونک کر پوچھا۔

"جو بھی ہے تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا"۔ سلیمان نے کہا۔ اس نے میز پر پڑی ہوئی ڈبیہ اٹھائی اور اسے کھولنے لگا۔ اس نے ڈبیہ سے سرنج اور ایک انجکشن نکال کر ڈبیہ کو میز پر رکھا اور سرنج انجکشن سے بھرنے لگا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو اور یہ کیا ہے"۔ مینجر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"سرنج میں انجکشن بھر رہا ہوں ۔ نظر نہیں آ رہا"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں دیکھ رہا ہوں ۔ مگر یہ کیسا انجکشن ہے"۔ مینجر نے کہا۔

"اسے موت کا انجکشن کہتے ہیں"۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"موت کا انجکشن ۔ کیا مطلب"۔ مینجر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ یہ زہر ہے اور یہ زہر ابھی تمہاری رگوں میں اتر جائے گا"۔ سلیمان نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"کک ۔ کیا مطلب ۔ تت ۔ تم مجھے زہر کا انجکشن کیوں لگا رہے ہو"۔ مینجر نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یار کیوں احمقوں جیسی باتیں کر رہے ہو ۔ زہر کا انجکشن میں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے لگا رہا ہوں ۔ اس انجکشن کے لگنے سے تمہیں گدگدیاں تو ہونے سے رہیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خبردار ۔ تم ایسا نہیں کر سکتے ۔ اگر تم نے مجھے زہر کا انجکشن لگانے کی کوشش کی تو میں ۔ میں"۔ مینجر نے یکلخت غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"میں ۔ میں تو بکریاں کرتی ہیں ۔ اوہ ۔ شاید زہر کا انجکشن دیکھ کر تم بکری بن گئے ہو ۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے ۔ اب تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دے سکو گے"۔ سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیسے سوال"۔ مینجر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"انجکشن لگانے کے بعد پوچھوں گا"۔ سلیمان نے کہا اور انجکشن

لئے وہ مینجر کے قریب آ گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے زہریلا انجکشن مت لگاؤ۔ تم جو کوئی بھی ہو میں تمہیں وہ سب کچھ بتا دوں گا جو تم پوچھو گے"۔ مینجر نے ایک بار پھر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے تو سنا ہے تم جیسے گھاگ قسم کے مجرم تو آسانی سے زبان نہیں کھولتے"۔ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مجرم۔ تت۔ تم آخر پوچھنا کیا چاہتے ہو"۔ مینجر نے کہا۔

"تمہارے کلب میں جو گورکھ دھندہ ہو رہا ہے مجھے اس کے بارے میں معلومات چاہئیں"۔ سلیمان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گگ۔ گورکھ دھندہ۔ کک۔ کیسا گورکھ دھندا"۔ اس بار مینجر نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھا ناں۔ میں نے کہا تھا کہ تم جیسا مجرم اڑی ضرور کرتا ہے تمہارا انداز صاف بتا رہا ہے کہ تم آر ایس ٹو کے سلسلے میں ملوث ہو"۔ سلیمان نے کہا تو اس کی بات سن کر مینجر کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ ایک بار پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سلیمان کو دیکھنے لگا۔

"آر ایس ٹو۔ تت۔ تم نے آر ایس ٹو کا ہی نام لیا ہے ناں"۔ مینجر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بتاؤ یہ کیا ہے۔ یہ تمہیں کہاں سے ملتا ہے اور اس کی تم کن کن افراد کو سپلائی کرتے ہو"۔ سلیمان نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ نجانے تم کس آر ایس ٹو کی بات کر رہے ہو"۔ مینجر نے یکلخت خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ میں کس آر ایس ٹو کی بات کر رہا ہوں"۔ سلیمان نے دانت چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اچانک سرنج کی سوئی مینجر کی عین گردن میں چبھو دی۔ مینجر کے حلق سے ایک سسکاری سی نکلی مگر سلیمان نے سیال فوراً اس کی گردن میں انجکٹ کر دیا۔

"اب جتنی مرضی گردن موڑو زہر تمہاری گردن میں اتر چکا ہے۔ اب تمہیں انتہائی اذیت ناک اور بھیانک موت مرنا ہو گا۔ میں نے تمہاری گردن میں جو زہر انجیکٹ کیا ہے یہ ابھی چند لمحوں میں تمہارے سارے جسم میں پھیل جائے گا اور تمہاری رگوں کو کاٹنا شروع کر دے گا۔ تمہیں اپنے جسم میں آرے سے چلتے ہوئے محسوس ہوں گے اور تم تڑپنا چاہو گے مگر تڑپ نہ سکو گے کیونکہ میں نے تمہیں باندھ رکھا ہے۔ بہرحال اب سے ٹھیک دس منٹ بعد زہر تمہاری خوفناک حالت کر دے گا۔ تمہارے منہ، ناک، کان حتیٰ کہ تمہارے جسم کے ایک ایک مسام سے خون پھوٹ نکلے گا۔ یہ موت کس قدر خوفناک اور اذیت ناک ہو گی اس کا تمہیں خود اندازہ ہو

جائے گا۔ تمہارے پاس زندہ رہنے کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ مجھے ساری حقیقت بتا دو۔ اگر تم نے مجھے سب کچھ بتا دیا تو میں تمہیں دوسرا انجکشن لگا دوں گا۔ یہ انجکشن اس زہر کا اینٹی ہے جو میں نے تمہیں لگایا ہے۔ اس انجکشن کے لگتے ہی تمہارے جسم میں پھیلتے ہوئے زہر کا اثر فوراً رک جائے گا لیکن تمہیں پھر بتا دوں کہ تمہارے پاس صرف دس منٹ ہیں۔ دس منٹ بعد اگر زہر نے اپنا عمل شروع کر دیا تو پھر میں اور یہ اینٹی بھی تمہیں دردناک موت مرنے سے نہیں بچا سکے گا"۔ سلیمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم جو کچھ کر رہے ہو بہت غلط کر رہے ہو ٹام۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم یہ سب کر کے آسانی سے یہاں سے نکل جاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے"۔ مینجر نے غصیلے لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر سلیمان ہنس پڑا۔

"یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے یہاں تمہارے اور میرے سوا تیسرا کوئی نہیں ہے مسٹر ہاروے۔ میں نے تمہاری آواز میں کاؤنٹر مین سے کہہ دیا ہے کہ تم نے مجھے سپیشل دے سے کسی کام کے لئے باہر بھیج دیا ہے اور وہ تمہیں ڈسٹرب نہ کرے یہاں ہونے والی کارروائی کے بارے میں کوئی نہیں جان سکے گا۔ میں اپنا کام ختم کر کے یہاں سے نکل جاؤں گا"۔ سلیمان نے اس بار غراتے ہوئے کہا۔

"سپیشل دے۔ اوہ۔ تو تم سپیشل دے کے بارے میں بھی جانتے ہو"۔ مینجر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ مگر میں یہ سب کچھ تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔ اب تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم اپنی زبان کھول دو۔ تمہارے پاس اب صرف دس منٹ کا وقت باقی ہے دس منٹ بعد واقعی میں تمہیں اذیت ناک موت سے نہیں بچا سکوں گا"۔ سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔

"تم کچھ بھی کر لو۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا"۔ مینجر نے غراتے ہوئے کہا تو سلیمان دوسرے انجکشن کا سیال خالی سرنج میں بھرنے لگا اور پھر اس نے ریسٹ واچ پر وقت دیکھا اور اطمینان سے مینجر ہاروے کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ایک منٹ اور گزر گیا ہے ہاروے۔ تمہاری زندگی اور موت کے درمیان صرف نو منٹوں کا فاصلہ ہے۔ آخری منٹ میں بھی تمہیں یہ انجکشن لگ گیا تو تمہاری زندگی بچ سکتی ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"آخر تمہیں یہ سب معلوم کیسے ہوا"۔ مینجر نے غصے سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"آٹھ منٹ"۔ سلیمان نے باقاعدہ گھڑی پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ٹام۔ تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم مجھے آزاد کر دو۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آزاد ہونے کے بعد میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں تمہیں بے حد بھاری رقم دوں گا۔ تم یہ رقم لے کر چلے جانا اور کوئی تمہارا راستہ نہیں روکے گا"۔ مینجر نے کہا۔

"سات منٹ"۔ سلیمان نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"میری بات مان جاؤ ٹام۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی کچھ نہیں جانتا"۔ مینجر ہاروے نے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔

"چھ منٹ۔ صرف چھ منٹ مسٹر ہاروے۔ چھ منٹوں کے بعد تمہارے جسم میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو جائے گا"۔ سلیمان نے اسی انداز میں اسے دھمکاتے ہوئے کہا تو مینجر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے اب نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔

"اگر تم سمجھتے ہو کہ تم مجھے کچھ نہیں بتاؤ گے تو یہ تمہاری بھول ہے مسٹر ہاروے۔ میں جانتا ہوں تم جو کام کرتے ہو اس کی باقاعدہ فائل بناتے ہو۔ تمہارے ہلاک ہونے کے بعد میں یہاں کی تلاشی لوں گا تو مجھے وہ فائل مل جائے گی جس میں آر ایس ٹو اور تمہارے کالے دھندوں کی تفصیل درج ہو گی"۔ سلیمان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو مینجر کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ سلیمان نے اندھیرے میں ایک تیر چھوڑا تھا جو ٹھیک نشانے پر لگا تھا جس کا مطلب تھا کہ مینجر واقعی فائل ورک کرتا تھا۔ یہ دیکھ کر سلیمان ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ میں نے غلط نہیں کہا۔ یہاں ایسی فائل موجود ہے جس سے مجھے سب کچھ حاصل ہو جائے گا"۔ سلیمان نے

انجکشن میز پر رکھا اور مینجر ہاروے کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ اگر تم نے میری میز کو ہاتھ لگایا تو تمہارے لئے اچھا نہیں ہو گا"۔ مینجر ہاروے نے اسے میز کی طرف جاتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"اب تم یہاں پڑے مرتے رہو۔ مجھے تم سے کچھ نہیں پوچھنا"۔ سلیمان نے کہا اور میز کی دوسری طرف آ گیا۔ اس نے میز کی دراز کھولی مگر اس میں آفس کے سامان کے سوا کچھ نہیں تھا۔ سلیمان میز کی دوسری درازیں کھول کھول کر دیکھنے لگا۔ نچلی دراز میں اسے چند فائلیں نظر آئیں تو اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ اس نے دراز سے فائلیں نکال کر میز پر رکھیں تو ان فائلوں کو دیکھ کر مینجر ہاروے کا رنگ زرد ہو گیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ان فائلوں میں کچھ نہیں ہے"۔ مینجر نے چیختے ہوئے کہا۔ سلیمان نے ایک فائل کھولی تو اس میں چند ٹائپ شدہ کاغذ تھے۔ فائل پڑھ کر اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ فائل ایک اسمگلر کی تھی جو مینجر ہاروے سے ریڈ سٹون کے پچاس بلاک لے کر گیا تھا۔ اس فائل میں اس ایجنٹ کے مینجر ہاروے سے ریڈ سٹون وصول کرنے کے دستخط بھی تھے اور اس ایجنٹ کا پورا نام و ایڈریس موجود تھا۔ سلیمان نے دیکھا تو وہ تمام فائلیں مختلف ایجنٹوں کی تھیں جو کم و بیش روزانہ مینجر ہاروے سے مختلف انداز میں ریڈ سٹونز کے بلاک لے جاتے تھے۔ ان ریڈ سٹونز کو سپیشل

بریف کیس میں لے جایا جاتا تھا۔ اسمگلر ریڈ سٹونز کے بلاکس لے جا کر سرحدی علاقوں میں موجود ان اسمگروں کے حوالے کر دیتے تھے جو ان کو خاموشی سے کافرستان اسمگل کر دیتے تھے۔ ان تمام فائلوں میں ان اسمگروں کے نام اور ایڈریس بھی موجود تھے جو ریڈ سٹون کافرستان اسمگل کرتے تھے۔

"گڈ۔ میرا کام تو بن گیا ہے۔ ان تمام اسمگروں کی فائلیں میرے ہاتھ آگئی ہیں جو ریڈ سٹونز کے سلسلے میں تمہارے ساتھ ہیں۔ ان فائلوں سے ہم ان کافرستانی ایجنٹوں پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔ اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے مسٹر ہاروے۔ میں چاہوں تو ان فائلوں کو لے کر تمہیں اسی حالت میں چھوڑ کر خاموشی سے نکل سکتا ہوں مگر میں پھر بھی تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ تمہیں ریڈ سٹونز کون دیتا ہے اور اس کا ذخیرہ کہاں ہے تو میں تمہاری جان بخش سکتا ہوں۔ تمہارے پاس اب صرف دو منٹ ہیں۔ سوچ لو زندگی چاہتے ہو یا بھیانک موت"۔ سلیمان نے کہا۔

"تت۔ تم۔ تم"۔ مینجر ہاروے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ فائلوں کو اس کے ہاتھ میں دیکھ کر واقعی اس کی حالت غیر ہو گئی تھی اور وقت گزرنے کے احساس کے ساتھ اس کا جسم پسینے سے بھیگتا جا رہا تھا۔

"بولو۔ کچھ بتانا چاہتے ہو یا میں اس انجکشن کو ضائع کر دوں اور یہاں سے چلا جاؤں"۔ سلیمان نے واپس آکر میز پر پڑے انجکشن کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی وہ سرنج زمین پر مار کر توڑ دے گا۔

"مم۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ پپ۔ پلیز۔ مجھے یہ انجکشن لگا دو۔ پلیز"۔ مینجر ہاروے نے ہکلاتے ہوئے کہا تو سلیمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات۔ اس نے آگے بڑھ کر مینجر ہاروے کی گردن پر عین اسی جگہ سوئی پیوست کر دی جہاں اس نے پہلے انجکشن لگایا تھا۔ اس نے مینجر کی گردن میں سیال کو انجیکٹ کیا اور سوئی اس کی گردن سے نکال لی۔

"یہ۔ یہ کیا۔ تم نے انجکشن پورا کیوں نہیں لگایا"۔ مینجر ہاروے نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اتنا بے وقوف نہیں ہوں ہاروے۔ تم چاہتے ہو کہ تمہیں سارا انجکشن لگا دوں تاکہ تمہاری جان بچ جائے اور تم اپنی زبان بند کر لو۔ میں نے تمہیں دس سی سی کی ڈوز دی ہے۔ اس سے تمہاری زندگی کے دس منٹ اور بڑھ گئے ہیں۔ ان دس منٹوں میں اگر تم نے مجھے سچ سچ بتا دیا تو میں تمہیں مکمل انجکشن لگا دوں گا۔ ورنہ"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو مینجر ہاروے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم بہت چالاک ہو"۔ اس نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ہوں۔ اس لئے تو تم جیسا خطرناک انسان میرے سامنے بندھا پڑا ہے"۔ سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم کیا جاننا چاہتے ہو"۔ مینجر ہاروے نے سر جھٹک کر کہا۔

"ریڈ سٹون کا مرکز کہاں ہے اور اسے وہاں سے لانے کا تمہارے پاس کیا ذریعہ ہے"۔ سلیمان نے پوچھا تو مینجر ہاروے اسے تفصیل بتانے لگا۔ اس نے سلیمان کو موت کے خوف سے بتا دیا کہ ریڈ سٹون کا ذخیرہ کہاں موجود ہے اور ریڈ سٹون کو وہاں سے نکالنے کی ذمہ داری سائمن کی ہے جو ڈان کلب کا مینجر ہے۔ وہی ریڈ سٹون کو اس خاص مقام سے کٹوا کر نکالتا ہے اور ایک مخصوص تعداد میں اس کے بلاکس بنا کر اسے بھجوا دیتا ہے پھر یہ بلاکس مختلف اسمگلروں کو دے دیئے جاتے ہیں اور وہ ان بلاکس کو اسمگل کر دیتے ہیں۔

سلیمان نے ڈان کلب کے افراد، مینجر اور اس سپیشل پوائنٹ کے بارے میں تفصیلات پوچھیں جہاں سے ریڈ سٹون نکالا جا رہا تھا تو مینجر اسے تفصیل بتاتا چلا گیا۔ اس نے بتایا کہ وہ سائمن کا بھائی ہے اس لئے اسے ان تمام تفصیلات کا علم ہے۔ سلیمان نے اس سے کئی سوال کئے جس کا جواب مینجر ہاروے اب تک آسانی سے دیتا جا رہا تھا کیونکہ وقت گزرتا جا رہا تھا اور اسے سچ مچ موت اپنے سر پر منڈلاتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"گڈ۔ اب یہاں سے نکلنے کا خفیہ راستہ بتاؤ"۔ سلیمان نے کہا۔

"راستہ۔ مگر تم نے کہا تھا کہ تم جانتے ہو کہ سپیشل وے کہاں

ہے"۔ مینجر ہاروے نے چونک کر کہا۔

"میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ یہاں ایک سپیشل وے موجود ہے۔ اس سپیشل وے سے تمہیں ریڈ سٹون پہنچائے جاتے ہیں مگر مجھے راستہ کھولنے کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ یہ اب تم مجھے بتاؤ گے صرف ایک منٹ باقی ہے تمہارے پاس"۔ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو مینجر نے اسے خفیہ راستے کی تفصیل بھی بتا دی۔

"گڈ۔ سلیمان نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر سب سے پہلے مینجر ہاروے کے بتائے ہوئے طریقے سے سائیڈ کی دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر کی آنکھ پر انگلی رکھ کر انگلی کو پریس کیا تو تصویر کی آنکھ اندر دھنستی چلی گئی۔ سرر کی آواز کے ساتھ ایک چوکور خلاء وہاں نمودار ہو گیا تھا اور نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ یہ راستہ کلب کی پارکنگ کی طرف جاتا تھا جہاں ایسا راستہ بھی موجود تھا کہ سلیمان کسی کی نظروں میں آئے بغیر آسانی سے باہر نکل سکتا تھا۔ راستہ کھول کر سلیمان مینجر ہاروے کے پاس آ گیا اور اس نے باقی سیال اس کی گردن میں انجیکٹ کر دیا تو مینجر کے چہرے پر سکون آ گیا۔

"سوری مسٹر ہاروے۔ میں نے پہلے تمہیں صرف منرل واٹر کا انجکشن لگایا تھا۔ وہ موت کا انجکشن نہیں تھا"۔ سلیمان نے سرنج خالی کر کے ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا تو مینجر ہارے بری طرح چونک پڑا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ کیا کہا تم نے"۔ اس نے بری طرح چونکتے

ہوئے کہا۔

"تمہاری زبان صرف منزل واٹر کے انجکشن نے کھولی ہے۔ لیکن اب میں نے جو انجکشن تمہیں دیا ہے اس میں واقعی زہر ہے۔ اب سے ٹھیک دو منٹ بعد زہر تمہارے جسم میں پھیل جائے گا اور تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں غیر ملکی ایجنٹوں کو معاف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں اور تم جیسے ایجنٹ کو تو بالکل بھی نہیں جو میرے ملکی خزانے کو لوٹ رہا ہو"۔ سلیمان نے کہا تو مینجر ہاورے کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار طاری ہو گئے۔

"ن۔نہیں۔یہ نہیں ہو سکتا۔تت۔تم"۔اس نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"جو ہونا تھا ہو گیا۔اب تم اپنی موت کا مزہ چکھو۔میں جا رہا ہوں"۔ سلیمان نے کہا اور مڑ کر خلاء کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مینجر ہاروے اسے جاتے دیکھ کر حلق کے بل چیخنے لگا مگر سلیمان جیسے بہرہ ہو گیا تھا۔ وہ خلاء میں موجود سیڑھیاں اترتا چلا گیا اور اس کے نیچے جاتے ہی خلاء خود بخود بند ہو گیا۔

"ڈان کلب"۔اچانک عمران کے ذہن میں ایک کوندا سا لپکا اور وہ بری طرح سے اچھل پڑا۔ وہ اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس نے چونکہ بلیک زیرو سے کہہ کر تمام ممبران کی ڈیوٹیاں گرد پرساد اور مادام مایا کی تلاش پر لگا دی تھیں اور ایکریمیا میں کنگ سارڈن سے کہہ دیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ جیسے ہی میکلم اور اس کا گروپ پاکیشیا کے لئے روانہ ہو گا کنگ سارڈن اسے لازماً اطلاع دے گا۔

اس نے اپنے طور پر بھی گرو پرساد اور مادام مایا کو تلاش کرنے کی کوشش کی تھی۔اس نے ان افراد سے جا کر باقاعدہ معلومات حاصل کیں جو تیل کی تلاش میں آئی ہوئی کمپنیوں کا نہ صرف سروے کرتے تھے بلکہ ان کی رپورٹس بنا کر لاتے تھے۔ عمران کو ان میں سے کسی سے کچھ معلوم نہ ہو سکا تھا۔ پھر عمران نے مختلف علاقوں میں جا کر خود بھی ان علاقوں کا معائنہ کیا تھا جہاں تیل کی تلاش میں کافرستانی کمپنیاں کام کر رہی تھیں۔

عمران اب تک دارالحکومت کے چھ مختلف علاقوں میں جا کر ان کمپنیوں کے مالکوں سے مل چکا تھا اور اس نے ان سائٹس کو بھی دیکھا تھا جہاں بڑی بڑی مشینیں موجود تھیں جن سے زمین میں موجود تیل اور گیس کی تلاش کا کام لیا جاتا تھا مگر وہ سب بری الذمہ تھے۔ آج عمران شمالی علاقوں میں موجود ڈان کمپنی کی طرف جانے کا سوچ رہا تھا۔ وہ فلیٹ میں ہی تھا۔ وہ بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا اور اس کے منہ سے بے اختیار ڈان کلب کا نام نکل گیا۔

اسے یاد آگیا تھا کہ خاور نے جب آخری مرتبہ اس سے رابطہ کیا تھا تو اس کے منہ سے ڈان کلب کے الفاظ نکلے تھے۔ مصروفیت کی وجہ سے عمران کے ذہن سے ڈان کلب کا نام نکل گیا تھا۔ خاور بھی چونکہ فاروقی ہسپتال میں کئی روز سے مسلسل بے ہوش تھا اس لئے عمران کے ذہن سے ڈان کلب کا نام بالکل ہی نکل گیا تھا۔ اب اخبار میں موجود ڈان کلب کے حوالے سے ایک خبر پڑھ کر وہ چونکا تھا۔ ٹائیگر نے کہا تھا کہ اسے خاور وہاں جس حالت میں ملا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے دھماکے کے خوفناک پریشر نے اسے اچھال دیا ہو اور وہ ایک درخت کے تنے سے ٹکرا گیا تھا۔

بہرحال عمران کو یاد آگیا تھا کہ بے ہوش ہونے سے قبل خاور نے ڈان کلب کا نام لیا تھا۔ اس وقت عمران چونکہ ریڈ سٹون کی حقیقت جاننے کے لئے الجھا ہوا تھا اس لئے اس کے ذہن سے یہ بات

نکل گئی تھی۔ اخباری خبر کے مطابق ڈان کلب میں بے تحاشہ قتل و غارت کی گئی تھی۔ مینجر سمیت وہاں بے شمار افراد کو ہلاک کر دیا گیا تھا اور مینجر کے کمرے میں خاصی لوٹ مار کی گئی تھی۔ اس کی خفیہ الماریاں اور سیف کھلے ہوئے تھے جن میں سے نقدی سمیت ہر چیز غائب تھی۔

"اوہ۔ بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ شاید ڈان کلب بھی ریڈ سٹون کے سلسلے کی کڑی تھی جسے میں بھلا بیٹھا تھا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑا ہوا فون اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور فاروقی ہسپتال کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"فاروقی ہسپتال"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مخصوص نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر فاروقی سے بات کراؤ"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام"۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"علی عمران"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"او کے۔ ہولڈ کریں پلیز"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کلک کی آواز کے ساتھ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ ڈاکٹر فاروقی بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب"۔ عمران نے کہا۔

"جی عمران صاحب۔ فرمائیں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

" مریض کس پوزیشن میں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

" اوہ ۔ آپ شاید مسٹر خاور کی بات کر رہے ہیں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

" جی ہاں ۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں ۔ کیا اسے ہوش آ گیا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ اسے ابھی کچھ دیر پہلے ہوش آیا ہے اور وہ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

" گڈ ۔ کیا آپ میری اس سے فون پر بات کرا سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" ضرور ۔ کیوں نہیں ۔ آپ میرے سیل فون پر کال کریں ۔ میں اس کے پاس جا رہا ہوں"۔ ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

" اوکے"۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بار پھر ڈاکٹر فاروقی کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" جی عمران صاحب ۔ یہ لیں مسٹر خاور سے بات کریں"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی کی آواز سنائی دی۔

" مہربانی ۔ کیا آپ ہماری گفتگو کے دوران بدر در خاور عمل کر سکتے ہیں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی بے اختیار ہنس پڑا۔

" ضرور ۔ کیوں نہیں ۔ میں سیل فون مسٹر خاور کو دے کر باہر جا رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر فاروقی نے کہا۔

" السلام علیکم عمران صاحب"۔ چند لمحوں بعد خاور کی آواز سنائی دی۔

" وعلیکم السلام ۔ وہ کیا کہتے ہیں پوتوں نہاؤ دودھوں پھلو"۔ عمران نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ محاورہ الٹا بول رہے ہیں عمران صاحب"۔ دوسری طرف سے خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

" جب سورج مہاراج کا ہی دماغ الٹ گیا ہو تو ہم جیسوں کا دماغ کیسے سیدھا رہ سکتا ہے ۔ جب دماغ ہی سیدھا نہ ہو گا تو محاورے تو الٹیں گے ہی"۔ عمران نے کہا تو خاور ہنسنے لگا۔

" سورج مہاراج سے مراد آپ کی میرے نام سے ہے"۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے ۔ خاور کے لغوی معنی سورج کے ہیں اور سورج جس قدر گرم ہوتا ہے اسے مہاراج ہی کہا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو خاور ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" اچھا عمران صاحب ۔ میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں"۔ خاور نے کہا۔

" باتیں ہی تو کر رہے ہو اور کیا کر رہے ہو"۔ عمران نے کہا۔

" میرا مطلب ہے میں آپ کو کچھ معلومات دینا چاہتا تھا"۔ خاور نے کہا۔

" تھا سے تمہاری مراد یہ تو نہیں کہ وہ معلومات اب مجھے نہیں دو

گے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ سنیں۔ بہت اہم معلومات ہیں"۔ خاور نے کہا اور پھر اس نے ناتھن کے بارے میں اسے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"اوہ۔ گڈ۔ رئیلی ویری گڈ خاور۔ یہ معلومات دے کر تم نے واقعی میرا سارا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ میں اور سیکرٹ سروس کے ممبران اسی گرو پرساد اور مادام مایا کی تلاش میں جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں اور وہ شمالی علاقے میں پہنچا ہوا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا وہ شخص یہ سب مجھے کیوں بتا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے میں عامل ہوں اور وہ میرا معمول۔ وہ ہر بات نہایت تحمل مزاجی مگر خوابناک انداز میں بتا رہا تھا"۔ خاور نے کہا۔

"تم نے اس شخص کے بارے میں جو تفصیلات بتائی ہیں یوں لگ رہا ہے جیسے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے اس کے شعور پر لاشعور حاوی ہو گیا ہو اور اس کی چھٹی حس بیدار ہو گئی ہو۔ بعض اوقات انسانوں کے سر پر خطرناک چوٹ لگنے سے اس کا عقبی دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے مگر قوت ارادی رکھنے والے انسانوں کے حرام مغز کا ایک حصہ جسے کوموسوم کہتے ہیں جاگ اٹھتا ہے۔ کوموسوم دماغ کی ان رگوں کا نام ہے جو اس وقت کام کرتی ہیں جب کسی بات کو انتہائی سوچ بچار کے بعد لاشعور سے شعور میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر کسی انسان کا کوموسوم دماغ جاگ اٹھے تو اس کا دماغ زماں و مکاں کے دائرے سے باہر آ جاتا ہے اور وہ حالات و واقعات بالکل صحیح بتا سکتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کا کوموسوم جاگ اٹھا تھا اس لئے وہ لاشعوری طور پر تمہیں پہچان بھی گیا تھا اور تمہیں سب کچھ بتا بھی رہا تھا"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے کہا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا آپ ڈان کلب میں جا کر گرو پرساد اور مادام مایا کو تلاش کریں گے"۔ خاور نے پوچھا۔

"اگر یہ معلومات تم نے مجھے ایک روز پہلے دی ہوتی تو اب تک گرو پرساد اور مادام مایا کے دیئے گل ہو چکے ہوتے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ اب کیا ہوا ہے"۔ خاور نے چونک کر پوچھا تو عمران نے اسے اخباری خبر کے بارے میں بتا دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنا کام کر کے نکل گئے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ جائیں گے کہاں۔ زیادہ سے زیادہ وہ ڈان کلب سے ریڈ سٹون کا ذخیرہ نکال کر لے گئے ہیں۔ ابھی ریڈ سٹون کا ذخیرہ باقی ہے جسے نکالتے نکالتے انہیں وقت لگ جائے گا اور ہم انہیں وہیں چھاپ لیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"جیسا آپ بہتر سمجھیں"۔ خاور نے کہا۔

"تم اپنا خیال رکھو۔ میں چیف کو تمہاری تفصیلات سے آگاہ کر دیتا ہوں۔ پھر ہم انہی کے حکم سے کارروائی کریں گے"۔ عمران نے کہا تو خاور نے اوکے کہہ کر فون آف کر دیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اسے کہتے ہیں بچہ بغل میں اور ڈھنڈورا شہر میں"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور دانش منزل کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ایکسٹو"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی عمران صاحب۔ فرمائیں"۔ بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے ممبران کو فوراً تیار رہنے کا حکم دو۔ میں انہیں شمالی علاقہ تام پور لے جانا چاہتا ہوں۔ گولڈن پرل کا سراغ مل گیا ہے اور وہ تام پور کے علاقے میں موجود ہے اور ریڈ سٹون کا ذخیرہ بھی اسی علاقے میں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی انہیں کال کرتا ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں دانش منزل پہنچ رہا ہوں۔ ان سب کو میٹنگ روم میں بلا لینا۔ تفصیلات وہیں آکر بتاؤں گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوکے"۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے اسے بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ تھوڑی دیر بعد اسے سلیمان اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ اونٹوں کی طرح منہ اٹھائے کیوں اندر گھسے چلے آ رہے ہو"۔ عمران نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ اونٹ آپ کے لئے جو خبر لایا ہے اسے سن کر آپ ہاتھی کی طرح پھول جائیں گے"۔ سلیمان کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔ اس نے بریف کیس میز پر رکھا اور سامنے صوفے پر بیٹھ کر یوں گہرے گہرے سانس لینے لگا جیسے میلوں دوڑ لگا کر آ رہا ہو۔

"اگر میرا پھولنے کا پروگرام نہ ہو تو پھر"۔ عمران نے کہا۔

"پھر بھی آپ کو پھولنا پڑے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آر ایس ٹو کیا ہے اور یہ کہاں سے آیا ہے"۔ سلیمان نے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ جوش کے اثرات تھے۔

"نہیں۔ اگر تمہیں معلوم ہے تو تم بتا دو۔ تمہارا یہ احسان میری آنے والی سات نسلیں بلکہ ان کی نسلوں کی نسلیں بھی نہیں بھولیں گی"۔ عمران نے کہا۔

"بھولنا بھی نہیں چاہئے۔ بہرحال سنیں"۔ سلیمان نے کہا اور پھر اس نے پیراڈائز کلب کے مینجر ہاردے سے ملنے والی معلومات کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ تفصیلات بتا کر اس نے بریف کیس

کھولا اور اس میں سے وہ فائلیں بھی نکال کر عمران کے حوالے کر دیں جن میں ان اسمگلروں کی تفصیل تھی جو مینجر ہاروے سے اسمگلنگ کے لئے ریڈ سٹونز کے بلاکس لے جاتے تھے۔

"گڈ۔یہ کام کیا ہے تم نے"۔عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور ان فائلوں کو کھول کر دیکھنے لگا۔

"پیراڈائز کلب کے ایک تہہ خانے میں ریڈ سٹونز کے بلاکس کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔اس تہہ خانے کے بارے میں صرف مینجر ہاروے ہی جانتا تھا۔میں نے اس سے تہہ خانے کی تفصیلات بھی معلوم کر لی ہیں"۔سلیمان نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔اب تم ایک اور کام کرو"۔عمران نے کہا۔

"وہ کیا"۔سلیمان نے کہا تو عمران اسے کام کے بارے میں بتانے لگا۔

"اوہ۔ٹھیک ہے۔کیا میں ٹائیگر کو اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں"۔سلیمان نے کہا۔

"ہاں۔یہ زیادہ مناسب رہے گا"۔عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں ٹائیگر کے پاس چلا جاتا ہوں پھر ہم دونوں تام پور روانہ ہو جائیں گے"۔سلیمان نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے سر ہلا دیا اور پھر سلیمان وہاں سے چلا گیا تو عمران بھی دانش منزل جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

گرو پرساد نے فوراً پروگرام مرتب کرتے ہوئے مایا کو واپس کافرستان بھیج دیا تھا تاکہ وہ جلد سے جلد ڈاکٹر استھانا کو ہلاک کر کے اس سے ریڈ سٹون کے بلاکس حاصل کر سکے اور انہیں واپس پاکیشیا لا سکے۔پھر گرو پرساد نے اپنے نمبر ٹو میور سے کہہ کر اپنے لئے نئے علاقے میں عارضی ہیڈ کوارٹر بنانے کے لئے کوٹھی حاصل کی اور وہاں گولڈن پرل کے تمام ممبران کو بلا لیا۔وہ اپنے ساتھ ہر قسم کا اسلحہ، دوسرا سامان اور کاریں بھی لے آئے تھے۔گرو پرساد نے اپنے ساتھیوں کو تیار کیا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سائمن گروپ کے ڈان کلب پر حملہ کر دیا۔اس نے ڈان کلب کے تمام افراد کے ساتھ ساتھ سائمن کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔پھر اس نے ڈان کلب پر قبضہ کرتے ہوئے سائمن کے آفس سے اپنی تمام مطلوبہ فائلیں حاصل کیں اور تہہ خانے سے ریڈ سٹونز کے بلاکس پر قبضہ کر

لیا۔ وہ تمام بلاکس اپنے ساتھ اپنے عارضی ہیڈ کوارٹر میں لے آیا تھا۔ اس کوٹھی میں بھی ایک بڑا تہہ خانہ تھا۔ ریڈ سٹونز کے بلاکس فولادی پیٹیوں میں محفوظ کرتے ہوئے اس نے انہیں تہہ خانے میں رکھوا دیا تھا۔

شہاب ثاقب پاکیشیا میں جہاں گرا تھا گروپرساد اس کے بارے میں تمام تفصیلات سائمن سے پہلے ہی لے چکا تھا اس لئے اسے اس مقام تک پہنچنے اور وہاں کا کنٹرول سنبھالنے میں کوئی دقت نہ ہوئی تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر انجینئرز اور وہاں کام کرنے والے تمام ورکرز کا بھی خاتمہ کرا دیا تھا اور ان کی لاشوں کو گہری کھائیوں میں پھینک دیا تھا۔ اب گروپرساد اپنے نئے نام اور نئے روپ میں تام پور کے اس علاقے کا انچارج بن گیا تھا۔ اس نے مخصوص علاقے کی سیفٹی کے لئے پاکیشیا کے ایک کریمنل گروپ کو ہائر کر لیا تھا جبکہ مین سپاٹ پر اس کے اپنے ساتھی موجود تھے اور کام کر رہے تھے۔

گروپرساد نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ریڈ سٹون کو کاٹنے کی رفتار بڑھا دی تھی اور انہیں شیشے کے بلاکس میں پیک کرنے کی مشینوں میں بھی اضافہ کر دیا تھا تاکہ وہ جلد سے جلد تمام ریڈ سٹون کو یہاں سے نکال سکے۔ اس نے جس کریمنل گروپ کو ہائر کیا تھا اس گروپ کا نام ونڈر گروپ تھا جس کا انچارج مالٹو تھا۔ مالٹو ایک نامی گرامی اور خاصا ہتھ چھٹ قسم کا غنڈہ تھا جس کے سامنے اچھے

اچھوں کا پسینہ چھوٹ جاتا تھا۔ اس نے اپنے گروپ میں پیشہ ور قاتلوں اور ڈکیت ٹائپ کے افراد کو بھرتی کر رکھا تھا جن کے سامنے انسان مکھی مچھروں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے تھے۔

گروپرساد نے ان سب کو تام پور کی طرف آنے والے راستوں پر تعینات کر رکھا تھا جو ان اطراف میں آنے جانے والوں پر نظریں رکھتے تھے اور انہیں ان پہاڑی علاقوں کی طرف آنے سے روکتے تھے جہاں گروپرساد اور اس کے ساتھی کام کر رہے تھے۔

مین سپاٹ جسے گروپرساد سے پہلے سائمن نے زیرو پوائنٹ کا نام دے رکھا تھا وہاں کام کرنے والے افراد کے لئے باقاعدہ لکڑیوں کے کیبن بنے ہوئے تھے جن میں ان کی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا اور انہیں کسی چیز کے حصول کے لئے کہیں آنے جانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ریڈ سٹونز کے بلاکس کو کاٹ کر اور انہیں مخصوص ٹائپ کے بنے ہوئے باکسز میں بند کر کے گروپرساد کے کیبن میں رکھ دیا جاتا تھا اور پھر گروپرساد اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ان باکسز کو عارضی ہیڈ کوارٹر بھجوا دیتا تھا۔

تیز رفتاری اور دن رات کام کرنے کی وجہ سے وہ اب تک ساٹھ فیصد ریڈ سٹون کو وہاں سے نکال کر لے جا چکے تھے۔ جس رفتار سے کام ہو رہا تھا اس سے گروپرساد کو یقین تھا کہ وہ مزید دو ہفتوں میں سارے ریڈ سٹون کو وہاں سے نکال کر لے جائے گا اور اس دوران مایا بھی کافرستان میں اپنا مشن مکمل کر چکی ہو گی اور وہ بھی کافرستان

پہنچنے والے ریڈ سٹونز کے بلاکس کو لانے میں کامیاب ہو جائے گی اس طرح وہ تمام ریڈ سٹونز کا مالک بن جائے گا۔ میکلم اگر ایکریمیا کے لارڈ سے اس ریڈ سٹونز کی قیمت لگوانے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ حقیقتاً دنیا کا مالدار انسان بن جائے گا۔

گرو پرساد کا کیبن دوسرے کیبنوں سے بڑا تھا اور اسے تین ملحقہ کمروں کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ ایک کیبن میں گرو پرساد نے چند کمپیوٹرائزڈ مشینیں لگا کر اسے کنٹرول روم بنا لیا تھا۔ دوسرے کیبن میں وہ آرام کرتا تھا اور تیسرے کیبن میں ریڈ سٹونز کے باکسز رکھے جاتے تھے۔

گرو پرساد کنٹرول روم میں موجود ایزی چیئر پر بیٹھا کمپیوٹرائزڈ مشین کو آپریٹ کر رہا تھا۔ وہ اس مشین پر حاصل ہونے والے ریڈ سٹون کے بلاکس کا حساب بنا رہا تھا کہ اچانک کیبن میں تیز سیٹی کی آواز ابھری تو وہ یکلخت اچھل پڑا۔ کیبن کی مغربی دیوار کے قریب موجود ایک مستطیل شکل کی مشین خود بخود آن ہو گئی تھی اور سیٹی کی آواز اسی مشین سے آ رہی تھی۔ اس مشین پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلب سپارک کر رہے تھے۔ اس مشین کے ساتھ لانگ رینج کے ٹرانسمیٹرز منسلک تھے۔ اس مشین سے وہ شارٹ اور لانگ رینج کے ٹرانسمیٹرز پر آسانی سے کالز کر سکتا تھا۔ مشین آن ہونے اور اس میں سے سیٹی کی آواز نکلنے کا مطلب تھا کہ کوئی ٹرانسمیٹر کال کر رہا ہے۔

گرو پرساد تیزی سے اٹھا اور اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس مشین کے قریب ایک سٹول موجود تھا۔ گرو پرساد نے سٹول پر بیٹھتے ہوئے مشین کے تین بٹن پریس کئے اور مشین کی سائیڈ پر لگے ہوئے ہیڈ فون کو اٹھا کر کانوں پر چڑھا لیا۔ اس ہیڈ فون کے ساتھ مائیک نصب تھا جو اس کے منہ تک آ رہا تھا۔ گرو پرساد نے ایک اور بٹن پریس کیا تو مشین سے نہ صرف سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی بلکہ مشین کے سپیکر میں سے ایک انسانی آواز ابھرنے لگی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایم ایم کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس۔ جی پی اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ گرو پرساد نے مشین کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

"جی پی۔ اپنے سسٹم کو بیک سائیکلنگ کرو۔ مجھے تم سے اہم بات کرنی ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے مادام مایا کی تیز آواز سنائی دی۔

"میں بیک سائیکلنگ ویو پر ہی بات کر رہا ہوں۔ تم کھل کر بات کرو۔ ہماری کال نہ کیچ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی کہیں سنی جا سکتی ہے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اوور"۔ مایا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کام کا کیا ہوا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے پوچھا۔

"اسی کے لئے تو میں نے کال کی ہے۔ میں نے ڈاکٹر استھانا کو ہلاک کر دیا ہے اور اس سے تمام ریڈ سٹونز بھی حاصل کر لئے ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے مایا نے کہا تو گرو پرساد کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"گڈ شو مادام مایا۔ گڈ شو۔ یہ کام کیا ہے تم نے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے کہا تھا ناں کہ یہ کام میں چٹکیوں میں کر سکتی ہوں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے مایا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم واقعی بے پناہ صلاحیتوں کی مالکہ ہو۔ بہر حال بتاؤ کیسے کیا ہے یہ سب اور ریڈ سٹون کہاں ہیں۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"میں نے ڈاکٹر استھانا سے فون پر بات کر کے ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ تم تو جانتے ہو ڈاکٹر استھانا دولت اور عورت کا کس قدر رسیا ہے۔ میرے پہلے سے ہی اس کے ساتھ مراسم تھے اس لئے اس نے مجھ سے ملنے کی فوراً حامی بھر لی۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ ڈاکٹر استھانا نے اپنی رہائش گاہ کے نیچے تہہ خانے میں لیبارٹری بنا رکھی ہے جہاں وہ تجربات کرتا رہتا ہے۔ بہر حال میں فوری طور پر اس کے پاس پہنچ گئی۔ ڈاکٹر استھانا نے مجھ سے رہائش گاہ میں ملاقات کی۔ میں نے اسے شراب پلاتے ہوئے اس کی شراب میں ایکس ہنڈرڈ کی ڈوز ملا دی جس کی وجہ سے شراب کا نشہ بیس گنا بڑھ گیا اور

وہ پہلے ہی جام میں آؤٹ ہو گیا۔ جب وہ فل آؤٹ ہو گیا تو میں نے اس سے ریڈ سٹونز کے بلاکس کے بارے میں پوچھا جو پاکیشیا سے اسمگل ہو کر کافرستان پہنچے تھے۔ ڈاکٹر استھانا نے بتایا کہ پاکیشیا سے ریڈ سٹونز کے دو ہزار بلاکس اسمگل کئے گئے ہیں اور دو ہزار بلاکس اس کے پاس اس کی لیبارٹری میں موجود ہیں۔ میں نے اس سے لیبارٹری میں داخل ہونے کا راستہ معلوم کیا اور اس سے یہ پوچھا کہ ریڈ سٹون کے بلاکس لیبارٹری میں کہاں موجود ہیں تو اس نے مجھے ساری تفصیل بتا دی۔ اس سے مجھے یہ بھی معلومات ملی ہیں کہ ریڈ سٹون کے بارے میں اسے اور ڈاکٹر پچکاک کے علاوہ کسی کو کوئی خبر نہیں ہے۔ ڈاکٹر استھانا لالچ کے تحت اکیلا ہی ریڈ سٹون کو ہڑپ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ہمیں دھوکے سے پاکیشیا بھیجا تھا کہ وہ ہمیں حکومت کی ایماء پر پاکیشیا روانہ کر رہا ہے۔ اوور"۔ مایا نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ اوور"۔ گرو پرساد نے چونک کر کہا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ بہر حال میں نے ڈاکٹر استھانا کو ہاف آف کیا اور سب سے پہلے اس کی رہائش گاہ میں موجود تمام افراد کو بے ہوش کرنے والی گیس سے بے ہوش کیا اور پھر انہیں بے ہوشی کے عالم میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر استھانا کی خفیہ لیبارٹری کا راستہ اوپن کیا اور اس کی لیبارٹری میں داخل ہو گئی۔ لیبارٹری میں اس کے تین اسسٹنٹ موجود تھے جنہیں ہلاک کرنے کے لئے مجھے زیادہ دقت نہیں ہوئی۔ بہر حال میں اس سپیشل

روم تک پہنچ گئی جہاں ڈاکٹر استھانا نے ریڈ سٹونز کے بلاکس سٹاک کر رکھے تھے۔ میں نے ڈاکٹر استھانا کو ہلاک کیا اور اس کی لیبارٹری سے تمام بلاکس نکال لئے۔

ان بلاکس کو میں اسٹیشن ویگن میں رکھ کر اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئی۔ کافرستان سے پاکیشیا کے زلزلہ زدگان کے لئے ٹرک اور کنٹینرز امدادی سامان لے کر جاتے رہتے ہیں۔ میں نے ایک کنٹینرز کے مالک سے بات کر لی ہے۔ وہ امدادی سامان کے ساتھ بلاکس پاکیشیا پہنچا دے گا۔ چند روز تک تمام بلاکس واپس پاکیشیا پہنچ جائیں گے اور پھر میں بھی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔ اوور"۔ مادام مایا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گڈ شو۔ گڈ شو مایا۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ اوور"۔ تفصیل سن کر گرو پرساد نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" تم بتاؤ۔ تمہارا کام کہاں تک پہنچا ہے۔ اوور"۔ مایا نے پوچھا۔

" میں نے مین سپاٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو کام پر لگا دیا ہے اور وہ تیزی سے کام کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ چند ہفتوں میں ہم یہاں سے سارا ریڈ سٹون نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" گڈ۔ اور میکلم کی طرف سے کوئی رپورٹ آئی ہے۔ اوور"۔ مایا نے پوچھا۔

" نہیں۔ اس کا آدمی مجھ سے ریڈ سٹون کا سیمپل لے گیا تھا۔

سیمپل ایکریمیا جائے گا تو میکلم اسے لارڈ کے پاس لے جائے گا۔ لارڈ یقیناً اس سیمپل کا لیبارٹری ٹیسٹ کرائے گا اور پھر اس کے بعد ہی کوئی پیش رفت ہو گی۔ اس کام میں یقیناً کئی دن لگ جائیں گے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" ہاں۔ یہ تو ہے۔ اور کوئی نئی بات ہے تو بتاؤ۔ اوور"۔ مایا نے کہا۔

" فی الحال تو کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہو گی تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔ اور ہاں۔ تم نے جس کنٹینرز میں مال بھجوانا ہے کیا وہ آسانی سے سرحد کراس کر جائے گا۔ میں نے سنا ہے کہ سرحدی چیک پوسٹس پر امدادی سامان کی بھی بھرپور تلاشی لی جاتی ہے تاکہ اس سامان کی آڑ میں کوئی غیر قانونی سامان پاکیشیا اسمگل نہ کیا جا سکے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ میں نے آخری مرحلے تک لائن کلیئر کر لی ہے بلاکس ہر صورت پاکیشیا پہنچ گے۔ اوور"۔ مایا نے کہا۔

" پھر ٹھیک ہے۔ بہرحال تمہارا واپسی کا کب تک پروگرام ہے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"آج میں نے ریڈ سٹونز کنٹینرز میں لوڈ کرانے ہیں۔ ایک دو روز میں یہ سرحد کراس کر جائیں گے تو پھر میں انہیں لے کر خود تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔ اوور"۔ مایا نے کہا۔

" یہ زیادہ مناسب ہے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے خوش ہوتے

ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ پھر ملاقات پر باتیں ہوں گی ۔اوور"۔ مایا نے کہا۔

" اوکے ۔ اپنا خیال رکھنا ۔اوور اینڈ آل"۔ گرو پرساد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کا بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ مایا کی کامیابی کا سن کر وہ بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا ۔ مایا نے واقعی ڈاکٹر استھانا تک رسائی حاصل کر کے اس سے تمام ریڈ سٹون کے بلاکس حاصل کر لئے تھے ۔ ان بلاکس کی تعداد دو ہزار تھی جس سے گرو پرساد لاکھوں کروڑوں کما سکتا تھا ۔ اسے ڈاکٹر استھانا پر بے پناہ غصہ بھی آ رہا تھا جس نے اسے اور اس کے سینڈیکیٹ کو دھوکے میں رکھ کر پاکیشیا بھیجا تھا جس کا صاف مطلب تھا کہ وہ بھی ریڈ سٹونز کو ذاتی مفاد کے لئے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ گرو پرساد ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک مشین سے ایک بار پھر تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی ۔ سیٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا ۔ ہیڈ فون بدستور اس کے کانوں پر تھے ۔اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اسے ایک آواز سنائی دی ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ مالٹو سپیکنگ ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ونڈر گروپ کا انچارج مالٹو بول رہا تھا۔

" یس ۔ ڈبل ایٹ اٹنڈنگ یو ۔اوور"۔ گرو پرساد نے اسے پہلے طے شدہ کوڈ کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ باس میں پوائنٹ ون سے مالٹو بول رہا ہوں ۔ اوور"۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس ۔ کس لئے کال کی ہے ۔ اوور"۔ گرو پرساد نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" باس ۔ مین پوائنٹ کی طرف دو کاروں کو آتے دیکھا گیا ہے ۔ اوور"۔ مالٹو نے کہا۔

" دو کاریں ۔ اوہ ۔ کون ہے ان کاروں میں ۔ کیا وہ سرکاری کاریں ہیں ۔اوور"۔ گرو پرساد نے چونک کر پوچھا۔

" نو باس ۔ دونوں سول کاریں ہیں ۔اوور"۔ مالٹو نے جواب دیا۔

" کتنے افراد ہیں ان کاروں میں ۔اوور"۔ گرو پرساد نے پوچھا۔

" ایک کار میں دو افریقی نژاد حبشی ہیں جبکہ دوسری کار میں دو مقامی افراد موجود ہیں ۔اوور"۔ مالٹو نے کہا۔

" وہ کس طرف جا رہے ہیں ۔اوور"۔ گرو پرساد نے پوچھا۔

" ابھی تو وہ مین روڈ سے مڑے ہیں اور سیدھے جا رہے ہیں ۔ کراسنگ پوائنٹ کی طرف جائیں گے تو پتہ چلے گا کہ وہ کس طرف جاتے ہیں ۔اوور"۔ مالٹو نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم اپنے ساتھیوں کو الرٹ کر دو ۔ اگر وہ پوائنٹ تھری کی طرف جائیں تو انہیں وہیں روک لینا ۔ چیک پوسٹ سے انہیں کسی بھی قیمت پر آگے نہیں جانے دینا ۔اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" اگر وہ کسی دوسری سڑک کی طرف گئے تو پھر ۔اوور"۔ مالٹو نے

پوچھا۔

"احمق ۔ میں نے تمہیں پوائنٹ تھری پر الرٹ رہنے کا حکم دیا ہے ۔ اس طرف کسی کو نہیں آنا چاہیے ۔ وہ سول گاڑیاں ہوں یا سرکاری ۔ اوور"۔ گروپرساد نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔ میں سمجھ گیا ۔ اور کوئی حکم ۔ اوور"۔ مالٹو نے کہا۔

"تم اپنے آدمیوں کو پوائنٹ تھری پر دور تک پھیلا دو ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ دوسری طرف جا کر پوائنٹ تھری کی طرف آنے کی کوشش کریں ۔ اگر ایسا ہوا تو میری طرف سے اجازت ہے ان میں سے کسی کو زندہ نہیں بچنا چاہیے ۔ اوور"۔ گروپرساد نے کہا۔

"اوکے باس ۔ اوور"۔ مالٹو نے کہا۔

"یہ سب ہدایات میں تمہیں پہلے ہی دے چکا ہوں ۔ ایک بار پھر سن لو ۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو صرف ان افراد کے خلاف کارروائی کرنی ہے جو پوائنٹ ون سے گزر کر پوائنٹ تھری کی طرف جانے کی کوشش کرے ۔ دوسرے راستوں کی طرف جانے والی کاروں اور لوگوں کو نہ تم روکو گے اور نہ ان کے سامنے آؤ گے ۔ سمجھ گئے تم ۔ اوور"۔ گروپرساد نے کہا ۔ اس کا لہجہ بے تحکمانہ تھا۔

"یس باس ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ اب میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں ۔ اوور"۔ مالٹو نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھو اور مجھے بار بار کال مت کیا کرو ۔

تمہیں جب سب کچھ سمجھا دیا گیا ہے تو بار بار مجھے کال کر کے میرا اور اپنا وقت کیوں برباد کرتے ہو ۔ اوور"۔ گروپرساد نے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری باس ۔ اب ایسا نہیں ہو گا ۔ اوور"۔ مالٹو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اب ان لوگوں پر توجہ دو ۔ اوور"۔ گروپرساد نے کہا۔

"اوکے باس ۔ اوور"۔ مالٹو نے کہا۔

"اوکے ۔ اوور اینڈ آل"۔ گروپرساد نے کہا اور مشین کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کون ہو سکتے ہیں وہ لوگ"۔ گروپرساد نے کانوں سے ہیڈ فون اتارتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔ وہ جو بھی ہوئے اگر انہوں نے اس طرف آنے کی کوشش کی تو ان میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا"۔ گروپرساد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مشین کے پاس سے اٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان جھلک رہا تھا جیسے اب اسے کسی بات کی فکر نہ ہو۔

دانش منزل پہنچ کر عمران نے پہلے جولیا، صفدر اور تنویر کو بطور ایکسٹو ہدایات دی تھیں کہ وہ فوری طور پر پیراڈائز کلب پہنچ جائیں۔ اس نے سلیمان کا بتایا ہوا خفیہ راستہ اور ریڈ سٹونز کے بارے میں انہیں تفصیل بتا دی اور کہا کہ وہ وہاں سے تمام ریڈ سٹونز نکال کر لے آئیں۔ اس کے بعد عمران نے ٹائیگر اور سلیمان سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتے ہوئے انہیں ہدایات دیں کہ وہ تام پور کی طرف اکیلے نہ جائیں بلکہ اپنے ساتھ جوزف اور جوانا کو بھی لے جائیں۔ گولڈن پرل نے تام پور کے علاقے پر قبضہ کر رکھا ہے۔ انہیں کسی دوسرے راستے سے تام پور میں جا کر حالات کا جائزہ لینا تھا۔

عمران نے سلیمان کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ٹائیگر کے ساتھ مل کر کوشش کرے اور کسی بھی طرح ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو تام پور میں تیل کی تلاش کے سلسلے میں کام کر رہے تھے

عمران نے انہیں ڈائریکٹ تام پور کی طرف جانے سے منع کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اس علاقے سے ملحقہ راستے سے جائیں۔ تام پور کی دوسری جانب آرام آباد ہے۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر ایسے پہاڑی راستے موجود ہیں جن سے گزر کر وہ نہ صرف آسانی سے تام پور میں داخل ہو سکتے تھے بلکہ خفیہ طور پر ان افراد پر نظر بھی رکھ سکتے تھے جو بظاہر تیل کی تلاش کے سلسلے میں کام کر رہے تھے۔

عمران نے خاور کے بیان کو خاص اہمیت دی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ خاور سے اگر اس شخص ناتھن کا حلیہ اور اس کے بولنے کا انداز اسے معلوم ہو جائے تو وہ اس کا میک اپ کر کے آسانی سے گرو پرساد تک پہنچ سکتا ہے۔ خاور کے بیان کے مطابق ناتھن نے لاشعوری طور پر اسے جو کچھ بتایا تھا اس سے پتہ چلتا تھا کہ گرو پرساد اس پر بے حد بھروسہ کرتا ہے اور وہ اس کا قریبی آدمی ہے۔ اس نے دانش منزل پہنچ کر میک اپ کا سامان لیا اور پھر بلیک زیرو کو ہدایات دیتا ہوا فاروقی ہسپتال پہنچ گیا۔ فاروقی ہسپتال میں خاور ایک آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھوں اور سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور اس کے چہرے پر بھی زخموں کے جابجا نشان تھے۔ اب اس کی حالت پہلے سے خاصی بہتر تھی اور وہ خاصا نارمل دکھائی دے رہا تھا۔

" ارے عمران صاحب۔ آپ یہاں "۔ خاور نے عمران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں ۔ میرا آنا اچھا نہیں لگا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔ یہ بات نہیں ہے ۔ آپ کو دیکھ کر تو مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے"۔ خاور نے فوراً کہا۔

"خوشی ہوئی ہے ۔ وہ کیوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس ہوئی ہے ۔ میں یہاں پڑا پڑا خاصی بوریت محسوس کر رہا تھا ڈاکٹر صاحب سے میں کئی بار جانے کی اجازت مانگ چکا ہوں مگر ان کا کہنا ہے کہ ابھی مجھے دو تین روز آرام کی سخت ضرورت ہے"۔ خاور نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ تو ہے ۔ تمہاری حالت واقعی ایسی ہے ۔ اگر تم نے دو تین روز ریسٹ نہ کیا تو زخم خراب ہو جائیں گے ۔ لمبے عرصے تک ہسپتال میں پڑے رہنے سے بہتر ہے دو چار دن خاموشی سے گزار لو"۔ عمران نے کہا۔

"آپ کہتے ہیں تو مان لیتا ہوں"۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شاباش ۔ اچھے بچے بزرگوں کا کہنا اسی طرح مانتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"بزرگ ۔ تو آپ بزرگ ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"تم نے جس سعادت مندی سے میرا کہنا مانا ہے اس لحاظ تو مجھے بزرگ ہی ہونا چاہئے ناں"۔ عمران نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے بزرگ عمران صاحب"۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا تو اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

"اب سچ مچ اپنا بزرگ نہ بناؤ ورنہ کان پکڑ کر کسی لولی لنگڑی کے ساتھ بیاہ دوں گا"۔ عمران نے کہا تو خاور کی ہنسی اور تیز ہو گئی۔

"آپ کی انہی باتوں سے طبیعت ہری بھری ہو جاتی ہے"۔ خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب اس سے پہلے کہ میں تمہیں کھری کھری بھی سنانا شروع کر دوں مجھے وہ تفصیل دوبارہ بتا دو ۔ ہر بات ذہن میں رکھ کر مجھے بتانا کہ تمہاری ناتھن سے کیا کیا باتیں ہوئی تھیں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ تو آپ اس لئے آئے ہیں"۔ خاور نے کہا۔

"نہیں ۔ تمہارا رشتہ لے کر آیا ہوں ۔ تم ہاں کرو تمہارے لئے شادی شدہ اور درجنوں بچوں والیوں کی لائن نہ لگوا دوں"۔ عمران نے کہا تو خاور ایک مرتبہ پھر ہنس پڑا ۔ پھر اس نے چند لمحے توقف کے بعد عمران کو دوبارہ بتانا شروع کر دی کہ وہ کس طرح ایئرپورٹ کی طرف جا رہا تھا تو اسے ایک تباہ شدہ کار جلتی دکھائی دی تھی جس میں سے اس نے ناتھن کو زخمی حالت میں باہر نکالا تھا ۔ پھر وہ اسے کسی ہسپتال کی طرف لے جا رہا تھا کہ راستے میں ہی ناتھن کو ہوش آگیا اور اس نے خود ہی اس سے باتیں کرنا شروع کر دی تھیں۔

"گڈ ۔ اس کا ٹرانسمیٹر اور سیل فون کہاں ہے"۔ عمران نے اس سے تفصیل سننے کے بعد کہا۔

" وہ میں نے اپنی کار میں سیٹ کے نیچے رکھ دیئے تھے "۔ خاور نے کہا۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ کار کی تباہی سے وہ چیزیں بھی نہیں بچی ہوں گی "۔ عمران نے کہا۔

" ظاہر سی بات ہے "۔ خاور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔ اس نے تمہیں گرو پرساد کے ٹرانسمیٹر کی جو فریکونسی بتائی تھی وہ تمہیں یاد ہے "۔ عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں "۔ خاور نے کہا اور پھر اس نے فریکونسی بتا دی۔

" اب مجھے اس کا حلیہ بتاؤ "۔ عمران نے جیب سے ایک نوٹ بک اور پنسل نکالتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ اس کا اسکیچ بنانا چاہتے ہیں "۔ خاور نے عمران کو نوٹ بک اور پنسل نکالتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

" ہاں ۔ اس لئے اس کا حلیہ پوری تفصیل سے بتانا "۔ عمران نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران کو ناتھن کا حلیہ بتانے لگا تو عمران کا پنسل والا ہاتھ صفحے پر چلنا شروع ہو گیا ۔ عمران کا ہاتھ نہایت مہارت سے چل رہا تھا ۔ وہ غور سے خاور سے حلیہ سنتا اور پھر اس کی پنسل حرکت میں آ جاتی۔

" بس ۔ کیا یہی ہے اس کا حلیہ "۔ عمران نے اسکیچ مکمل کر کے خاور کو دکھاتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ۔ بالکل یہی ہے ۔ حیرت ہے ۔ آپ نے تو کسی ماہر آرٹسٹ کی طرح اس کا اسکیچ بنا لیا ہے "۔ خاور نے اسکیچ دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

" غور سے دیکھ لو ۔ اگر کوئی کمی ہے تو بتا دو "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہے ۔ آپ نے واقعی کمال کر دکھایا ہے عمران صاحب "۔ خاور نے کہا۔

" اگر یہ کمال کر دکھایا ہے تو اب دیکھنا میں جمال کیا دکھاتا ہوں "۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے ملحقہ واش روم کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ واش روم سے نکلا تو خاور کی آنکھیں حیرت سے اور زیادہ پھیل گئیں ۔ عمران ہو بہو اس ناتھن کے میک اپ میں نظر آ رہا تھا جو خاور کی کار میں ہلاک ہوا تھا ۔ ویسے تو خاور کے ساتھ ساتھ سب ہی عمران کی خداداد صلاحیتوں کا لوہا مانتے تھے لیکن خاور کو اس بات کی حیرت ہو رہی تھی کہ عمران نے صرف ناتھن کا حلیہ سن کر اس کا اسکیچ بنا کر اس کا پرفیکٹ میک اپ کر لیا تھا۔

" کیسا لگ رہا ہوں "۔ عمران نے خاور کے قریب آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

" مان گیا عمران صاحب ۔ میں آپ کو مان گیا ہوں ۔ آپ واقعی اس صدی کے حیران کن انسان ہیں ۔ اس قدر شاندار اور پرفیکٹ میک اپ اگر آپ میرے سامنے واش روم میں نہ گئے ہوتے تو میں یہی سمجھتا کہ واش روم سے نکلنے والا ناتھن کا بھوت ہے "۔ خاور نے

کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" اور یہی بھوت تم سے آکر چمٹ جاتا تو تمہاری چیخیں نکل جاتیں "۔ عمران نے کہا تو خاور بھی ہنس پڑا۔

" اب اتنا بھی کمزور دل نہیں ہوں "۔ خاور نے کہا۔

" اچھا بھائی بڑے دل والے ۔ اس کا قد کاٹھ بتاؤ ۔ صرف میک اپ سے کام نہیں چلے گا ۔ اس کے چلنے کے انداز کو میں کور کر لوں گا مگر اس کی آواز اور اس کے بولنے کا انداز یہ سب جاننا بھی بے حد ضروری ہے "۔ عمران نے کہا تو خاور اسے بتانے لگا کہ اس کی آواز کیسی تھی ۔ خاور جس جس طرح سے اسے بتا رہا تھا عمران حلق سے ایسی ہی آوازیں نکال کر اسے سنا رہا تھا۔

" بس بس ۔ ایسی ہی آواز تھی اس کی "۔ اچانک خاور نے کہا تو عمران رک گیا۔ اس نے عمران کو بتایا کہ اس کے اور ناتھن کے قد کاٹھ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے ۔ بس بالوں کا اسٹائل عمران کو تبدیل کرنا تھا جسے عمران نے اس کے کہنے کے مطابق بدل لیا۔

" اب اگر ناتھن کا بھوت بھی آپ کے سامنے آجائے تو وہ آپ کو اصل ناتھن سمجھ کر دم دبا کر بھاگ جائے گا "۔ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اگر اس کی دم نہ ہوئی تو تم اسے اپنی دم دے دینا جسے دبا کر وہ بے چارہ بھاگ تو سکے "۔ عمران نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

" لیکن آپ ناتھن بن کیوں رہے ہیں ۔ اگر آپ کا مقصد گرد

پرساد تک پہنچنے کا ہے۔ تو آپ اسے اس بات کا کیا جواب دیں گے کہ آپ اب تک کہاں تھے "۔ خاور نے کہا۔

" جواب تو میں ایسے دوں گا کہ وہ زندگی بھر یاد رکھے گا ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اب اس نے اگر مجھے اپنے پاس نہ بلایا تو "۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ یہ بھی ہے ۔ پھر آپ کیا کریں گے "۔ خاور نے کہا۔

" ڈگڈگی بجاؤں گا اور کیا کرنا ہے "۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون جیسا جدید ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر خاور کی بتائی ہوئی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے دو تین مختلف بٹن پریس کئے اور پھر سیل فون کے اوپر لگا ہوا ایک سرخ بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا ۔ خاور خاموشی سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ دوسری طرف بالکل کسی فون جیسی بیل بج رہی تھی ۔ چند لمحوں تک اسی طرح بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رابطہ قائم ہو گیا۔

" یس ۔ جی پی ون اسٹنڈنگ یو "۔ دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی ۔ یہ چونکہ جدید ٹرانسمیٹر تھا اور سیل فون کی طرح کام کرتا تھا اس لئے اس پر بار بار اوور کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

" باس ۔ میں ناتھن بول رہا ہوں "۔ عمران نے ناتھن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" ناتھن تم ۔ کہاں ہو تم "۔ دوسری طرف سے گرو پرساد کی

چونکتی ہوئی آواز سنائی دی ۔ وہ شاید ناتھن کی آواز سن کر اچھل پڑا تھا۔

" سوری باس ۔ آپ کے حکم سے میں مادام مایا کو لینے ایئرپورٹ کی طرف جا رہا تھا کہ میری کار کا اسٹیئرنگ فری ہو گیا تھا اور کار بے قابو ہو کر درختوں کے جھنڈ سے ٹکرا گئی جس سے میں شدید زخمی ہو گیا تھا ۔ مجھے زخمی حالت میں کسی شریف آدمی نے ہسپتال پہنچا دیا تھا میں بے ہوش تھا اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں آپ کو کال کر رہا ہوں "۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ لیکن تمہارا اپنا ٹرانسمیٹر کہاں ہے ۔ تم کس ٹرانسمیٹر پر بات کر رہے ہو "۔ گروپرساد نے کہا۔

" میری ساری چیزیں کار میں رہ گئی تھیں ۔ کار شاید پولیس کی تحویل میں ہو اس لئے میں نے کار کا خیال ذہن سے نکال دیا تھا ۔ یہ میں نے نیا ٹرانسمیٹر حاصل کیا ہے "۔ عمران نے کہا۔

" تم اب ہو کہاں "۔ گروپرساد نے پوچھا۔

" میں ایک ہوٹل میں ہوں ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کسی نے سائمن اور اس کے سارے گروپ کا خاتمہ کر دیا ہے ۔ ڈان کلب میں بے پناہ تباہی پھیلائی ہے ۔ میں نے اس لئے اس طرف جانا مناسب نہیں سمجھا ۔ ویسے بھی ایکسیڈنٹ کے حوالے سے ہسپتال میں پولیس میرا بیان لینے پہنچ چکی تھی جس کی وجہ سے میں خفیہ طور پر وہاں سے نکل گیا تھا "۔ عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم مجھے ہوٹل کا نام اور اپنا کمرہ نمبر بتاؤ ۔ میں تمہیں خود آ کر مل لوں گا "۔ گروپرساد نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

" جیسے آپ مناسب سمجھیں باس "۔ عمران نے ہوٹل کا نام اور کمرہ نمبر بتانے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارے زخم کیسے ہیں "۔ گروپرساد نے پوچھا۔

" زخم تو نارمل ہیں باس ۔ دماغ پر زیادہ چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے میں طویل مدت کے لئے بے ہوش ہو گیا تھا "۔ عمران نے کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے ۔ تم انتظار کرو میں تمہیں کال بیک کرتا ہوں "۔ گروپرساد نے کہا۔

" اوکے باس "۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

" بات نہیں بنی شاید "۔ خاور نے کہا جو خاموشی سے عمران کی باتیں سن رہا تھا۔

" ہاں ۔ وہ شکی مزاج شخص ہے اس لئے آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گا ۔ لیکن بہرحال مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا "۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے فوراً ایک ہوٹل میں فون کر کے ناتھن کے نام کا ایک کمرہ بک کرایا اور پھر اس نے فون آف کیا ہی تھا کہ اچانک اس کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ۔ عمران نے ناتھن کی آواز میں مختصراً کہا۔

"جی پی ون بول رہا ہوں" ۔ دوسری طرف سے گروپرساد کی آواز سنائی دی۔

"یس باس ۔ میں ناتھن ہوں" ۔ عمران نے کہا۔

"ناتھن ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا باس سائمن کن کن افراد کو اور کتنی کتنی مقدار میں ریڈ سٹون کے بلاکس بھیجتا تھا" ۔ دوسری طرف سے گروپرساد نے پوچھا۔

"یس باس ۔ مجھے معلوم ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"گڈ ۔ تم ایسا کرو ان سب افراد کی ایک مکمل لسٹ بنا لو ۔ میں تمہارے پاس اپنا ایک ساتھی بھیج رہا ہوں ۔ تمہیں اس کے ساتھ ان تمام افراد کے پاس جانا ہے اور ان سے تمام ریڈ سٹونز واپس لانے ہیں" ۔ گروپرساد نے کہا۔

"ریڈ سٹونز واپس لانے ہیں ۔ لیکن باس ۔ سائمن جن افراد کو ریڈ سٹونز دیتا تھا وہ ان ریڈ سٹونز کو آگے منتقل کر دیتے تھے جو انہیں کافرستان اسمگل کرنے پر مامور تھے" ۔ عمران نے کہا۔

"کافرستان میں جو بلاکس جا چکے ہیں مجھے ان کی پرواہ نہیں ہے ۔ تم ان افراد تک جاؤ ۔ ہو سکتا ہے ان میں سے بعض نے ابھی بلاکس کافرستان اسمگل نہ کئے ہوں ۔ وہ جتنی تعداد میں بھی ہوں انہیں لے آؤ" ۔ گروپرساد نے کہا۔

"اوکے باس" ۔ عمران نے کہا۔

"ہوٹل کا نام اور کمرہ نمبر بتاؤ" ۔ گروپرساد نے کہا۔

"گلڈ ہوٹل کمرہ نمبر دو سو گیارہ" ۔ عمران نے کہا۔

"اوکے ۔ تمہارے پاس میسور آئے گا ۔ پھر تمہیں اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے" ۔ گروپرساد نے کہا۔

"اوکے باس" ۔ عمران نے کہا۔

"اوکے ۔ اوور اینڈ آل" ۔ گروپرساد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب بنی ہے کچھ بات" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہا تھا گروپرساد" ۔ خاور نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی اور پھر عمران وہاں سے نکل آیا ۔ آدھے گھنٹے بعد وہ گلڈ ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو گیارہ میں موجود تھا اور پھر اگلے دو گھنٹوں کے بعد اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو عمران نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا ۔ باہر ایک خوش پوش نوجوان موجود تھا۔

"کیسے ہو ناتھن" ۔ آنے والے نے ہاتھ بڑھا کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہوں ۔ تم سناؤ" ۔ عمران نے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں ۔ باس کہہ رہے تھے کہ تمہارا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا" ۔ نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ اگر ایک شریف انسان مجھے ہسپتال نہ پہنچاتا تو میرا زندہ بچ نکلنا ناممکن تھا ۔ کار میں یکلخت آگ بھڑک اٹھی تھی" ۔ عمران نے

کہا۔

"اوہ۔ لیکن ایکسیڈنٹ ہوا کیسے تھا۔ کیا تم نشے میں کار چلا رہے تھے"۔ میور نے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کار کا اسٹیئرنگ فری ہو گیا تھا"۔ عمران نے اس کے سامنے دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہرحال باس نے تم سے کوئی کام کہا تھا"۔ میور نے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے کہا اور اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر میور کو دے دیا جس پر آٹھ مختلف کلبوں اور باروں کے ایڈریس موجود تھے جو عمران کو سلیمان سے ملے تھے۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا ان کے پاس ریڈ سٹون کے بلاکس موجود ہوں گے"۔ میور نے کہا۔

"امید تو نہیں ہے۔ لیکن چیک کر لینے میں کیا حرج ہے"۔ عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔ باس نے ہمیں ان سب کو آف کرنے کے لئے کہا ہے"۔ میور نے کہا۔

"آف کرنے کے لئے۔ اوہ۔ مگر کیوں"۔ عمران نے جان بوجھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا جواب تو باس ہی دے سکتے ہیں"۔ میور نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ پسٹل پر سائیلنسر فکس تھا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کیا"۔ عمران نے جان بوجھ کر بوکھلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"باس کا حکم ہے۔ انہیں اب تمہاری ضرورت نہیں ہے"۔ میور نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اچانک مشین پسٹل کا ٹریگر دبایا اور ٹھک ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی مشین پسٹل سے شعلے سے نکلے اور عمران کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

"لگتا ہے ان راستوں کی طرف آنے والوں پر خصوصی طور پر نظر رکھی جا رہی ہے"۔ سلیمان نے ٹائیگر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ایک کار میں سوار تھے۔ ان کے پیچھے دوسری کار میں جوزف اور جوانا تھے۔ وہ چاروں عمران کے حکم سے تام پور کی طرف جا رہے تھے۔ عمران نے انہیں تام پور کے اس خاص مقام تک رسائی حاصل کرنے کا حکم دیا تھا جہاں ڈان کمپنی تیل کی تلاش کی آڑ میں ریڈ سٹون نکال رہی تھی۔ عمران نے انہیں واضح طور پر بتا دیا تھا کہ اس علاقے پر گرو پرساد اور اس کے گولڈن پرل سینڈیکیٹ کا ہولڈ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے انہوں نے تام پور کی طرف جانے والے راستوں کی پکٹنگ کر رکھی ہو اس لئے مین سپاٹ پر پہنچنے کے لئے وہ دوسرے راستوں سے اس طرف جائیں۔

ٹائیگر اور سلیمان تو فوراً عمران کی بات مان گئے تھے مگر جوانا نے

عمران سے کہا تھا کہ اگر ماسٹر انہیں اجازت دے تو وہ ڈائریکٹ ایکشن کر کے گرو پرساد اور اس کے گولڈ پرل سینڈیکیٹ کا خاتمہ کر سکتا ہے جس پر عمران نے اسے سختی سے منع کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر گرو پرساد ریڈ سٹون کے بلاکس بلاسٹ کر دے تو اس سے ہر طرف انتہائی خوفناک تباہی پھیل جائے گی۔ انہیں نہ صرف گرو پرساد اور اس کے گولڈن پرل سینڈیکیٹ کو وہاں سے ہٹانا ہے بلکہ ان سے ریڈ سٹون کو بھی محفوظ رکھنا ہے جس پر جوانا خاموش ہو گیا تھا۔ البتہ وہ ہر قسم کی صورت حال سے نپٹنے کے لئے مخصوص اسلحہ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ٹائیگر جب کار کو تام پور اور اس کے ملحقہ قصبے کی طرف لایا تو اچانک سلیمان نے اس سے مخاطب ہو کر اسے نظر رکھنے کی بات کی تھی۔

"میں نے بھی یہ بات محسوس کی ہے۔ تام پور کی طرف جانے والی سڑکوں کے دائیں بائیں موجود پہاڑیوں پر کچھ افراد موجود ہیں جو ٹیلی سکوپس سے ہم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دوسری طرف جا رہے ہیں"۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے ان سے نپٹ نہ لیا جائے"۔ سلیمان نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ ہمیں باس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے۔ ہم دوسرے راستے سے سیدھے مین پوائنٹ کی طرف جائیں گے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"جس طرف ہم جا رہے ہیں کیا اس طرف ان کے ساتھی نہیں ہوں گے"۔ سلیمان نے کہا۔

"امید تو نہیں ہے۔ ہم چکر کاٹ کر دوسری طرف جائیں گے۔ اس طرف پہاڑیاں ہیں۔ ان پہاڑیوں پر سے ہوتے ہوئے ہم ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اب ہمیں پہاڑیاں بھی چڑھنی پڑیں گی"۔ سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔

"کیوں۔ کیا ہوا۔ کیا تم پہاڑیوں پر چڑھنے سے ڈرتے ہو"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور نہیں تو کیا۔ اگر اوپر چڑھتے ہوئے غلطی سے بھی پاؤں رپٹ گیا تو نیچے میری ہڈیوں کا سرمہ بھی نہیں ملے گا"۔ سلیمان نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ میں خود ہی ڈھونڈ لوں گا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈھونڈ لو گے۔ کیا ڈھونڈ لو گے"۔ سلیمان نے جیسے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ہڈیوں کا سرمہ"۔ ٹائیگر نے کہا تو سلیمان اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم چاہتے ہو میری ہڈیوں کا سرمہ بن جائے"۔ سلیمان نے کہا۔

"اگر تمہاری ہڈیوں کا سرمہ مجھے مل جائے تو وہ میرے لئے بے حد

کارآمد ہو گا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کارآمد ہو گا"۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"۔ سلیمان نے کہا۔

"سلیمان سے سلیمانی سرمہ بنتا ہے اور تم سلیمانی سرمے کی افادیت جانتے ہی ہو گے۔ کسی زمانے میں عمرو عیار سلیمانی سرمہ آنکھوں میں لگاتا تھا تو اسے اندھیرے میں بھی دکھائی دیتا تھا اور وہ دوسروں کی نظروں سے بھی اوجھل ہو جایا کرتا تھا۔ اگر میرے پاس سلیمانی سرمہ ہو تو تم خود سوچو جرائم پیشہ افراد پر نظر رکھنے اور ان کی بیخ کنی کرنے میں مجھے کس قدر آسانی ہو جائے گی"۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا تو سلیمان بھی ہنس پڑا۔

"اوہ۔ تو تم اس پیرائے میں بات کر رہے تھے۔ سلیمان سے سلیمانی سرمہ"۔ سلیمان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے تم پر صاحب کا رنگ چڑھ گیا ہے۔ ایسی باتیں عموماً صاحب ہی کرتے ہیں"۔ سلیمان نے کہا۔

"جن کا میں شاگرد ہوں ان کا مجھ پر رنگ نہیں چڑھے گا تو اور کس کا چڑھے گا"۔ ٹائیگر نے کہا تو سلیمان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تمہیں ایک لطیفہ سناؤں"۔ سلیمان نے کہا۔

"لطیفہ"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں لطیف کی بہن لطیفہ"۔ سلیمان نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اگر ہنسانے والا ہو گا تو ضرور سنوں گا۔ اسی بہانے راستہ بھی کٹ جائے گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اگر ہنسی نہ آئے تو پیسے واپس کر دوں گا"۔ سلیمان نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ سناؤ"۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک صاحب ساتویں منزل پر کھڑے تھے اور باہر دیکھ رہے تھے کہ انہیں ایک بھکاری نے اشاروں سے نیچے بلایا۔ وہ صاحب نیچے گئے تو بھکاری نے اس سے بھیک مانگی۔ صاحب کو بہت غصہ آیا کہ اس نے صرف بھیک مانگنے کے لئے اسے نیچے بلایا ہے۔ صاحب نے اس سے کہا کہ وہ اوپر آئے۔ بھکاری بہت خوش ہوا کہ بھلا آدمی شاید اوپر جا کر اسے بھیک دے گا اس لئے وہ خوشی خوشی اس کے ساتھ سیڑھیاں چڑھ کر ساتویں منزل پر پہنچ گیا۔ جب وہ اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچا تو صاحب نے بڑے اطمینان سے کہا جاؤ بابا معاف کرو"۔ سلیمان نے کہا تو ٹائیگر پہلے حیرت سے سلیمان کی طرف دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اسے لطیفے کی سمجھ آئی تو وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"یہ تم نے لطیفہ سنایا ہے یا باس کا کوئی واقعہ سنایا ہے"۔ ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"۔ سلیمان نے کہا تو ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے ٹائیگر کے سپیشل سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر نے

اوپر والی جیب سے جدید سیل فون نکالا تو سکرین پر جوزف کے الفاظ سپارک کر رہے تھے۔

"یس"۔ ٹائیگر نے فون کا بٹن آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے"۔ دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"تعاقب"۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔ اس نے پلٹ کر ونڈ سکرین سے دیکھا تو پیچھے جوزف کی کار سے کافی فاصلے پر ایک اسٹیشن ویگن آ رہی تھی۔

"اوہ۔ کون ہو سکتا ہے"۔ سلیمان نے بھی پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسٹیشن ویگن تام پور کی طرف سے آئی تھی اور کافی دیر سے ہمارے پیچھے ہے۔ وہ بہت محتاط انداز میں ہمارے پیچھے آ رہے ہیں"۔ دوسری طرف سے جوزف نے کہا۔

"پھر کیا کرنا ہے"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"تمہیں پتہ ہو گا۔ ہمیں تو باس نے تمہارے ساتھ بھیجا ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"شاید انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے۔ ہم جس طرف جا رہے ہیں وہ شاید سمجھ گئے ہیں کہ ہم ان راستوں سے ہوتے ہوئے تام پور کے عقب میں جا رہے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"لگتا تو یہی ہے"۔ جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آگے ایک موڑ آ رہا ہے۔ ہم وہاں رک کر ان کا انتظار کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ان سے ہمیں کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے"۔ جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر دیا۔

"کون لوگ ہیں وہ"۔ سلیمان نے ٹائیگر کو فون آف کر کے جیب میں رکھتے دیکھ کر پوچھا۔

"مجرموں کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا تم ان سے ٹکرانا چاہتے ہو"۔ سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں۔ ہمیں ہر حال میں مین سپاٹ تک پہنچنا ہے۔ اگر یہ لوگ اسی طرح ہمارے پیچھے لگے رہے تو ہمارا آگے بڑھنا مشکل ہو جائے گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اور اس کا میگزین چیک کرنے لگا۔ کچھ آگے جا کر ایک موڑ تھا ٹائیگر نے کار اس طرف موڑی اور پھر آگے جا کر اس نے درختوں کے جھنڈ میں لے جا کر روک دی۔ جوزف بھی کار اسی طرف لے آیا تھا۔ جتنی دیر میں اسٹیشن ویگن وہاں پہنچتی وہ کاریں جھنڈ میں چھپا چکے تھے اور اپنا اسلحہ لے کر کاروں سے نکل آئے تھے۔

"مختلف درختوں کی آڑ میں ہو جاؤ۔ میں فائر کر کے اسٹیشن ویگن کا اگلا ٹائر برسٹ کر دوں گا۔ وہ جیسے ہی باہر آئیں ہم انہیں گھیر لیں گے"۔ ٹائیگر نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلائے اور مختلف درختوں کی آڑ میں ہو گئے۔ چند لمحوں بعد اسٹیشن ویگن موڑ مڑ کر اس طرف آ گئی۔ اسٹیشن ویگن جیسے ہی درختوں کے جھنڈ کے قریب سے گزرنے لگی ٹائیگر نے فائر کر کے اس کا اگلا ٹائر برسٹ کر دیا۔ ماحول دو دھماکوں سے یکلخت گونج اٹھا۔ ٹائر برسٹ ہوتے ہی اسٹیشن ویگن بری طرح سے لڑکھڑانے لگی۔ اس سے پہلے کہ ویگن آؤٹ آف کنٹرول ہو کر الٹ جاتی یا درختوں سے ٹکرا جاتی ڈرائیور نے بڑی مہارت سے اسے سنبھالتے ہوئے بیچ سڑک پر روک لیا۔ ڈرائیور کے ساتھ ایک بھاری جسامت والا نوجوان بیٹھا تھا۔ ویگن رکتے ہی وہ تیزی سے دروازہ کھول کر باہر آ گئے۔ نوجوان کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔ پھر ویگن کا پچھلا دروازہ کھلا اور اس میں سے چار مشین گن بردار نکل آئے۔

"میں نے فائر کی آواز سنی تھی۔ کسی نے فائر کر کے ویگن کا ٹائر برسٹ کیا ہے"۔ بھاری جسامت والے نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ تیز نظروں سے درختوں کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن ٹائیگر اور جوزف نے جہاں کاریں چھپا رکھی تھیں سڑک سے وہ نظر نہیں آ سکتی تھیں۔

"اتنی دیر میں وہ لوگ آگے نکل جائیں گے"۔ ڈرائیور نے سڑک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ وہ لوگ آگے نہیں گئے ۔ وہ یہیں کہیں موجود ہیں ۔ یہ دیکھو کاروں کے ٹائروں کے نشان ۔ وہ کاریں ان درختوں کی طرف لے گئے ہیں" ۔ بھاری جسامت والے نوجوان نے سڑک کے کنارے پر موجود ٹائروں کے نشانات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آخر وہ لوگ ہیں کون ۔ باس نے ہمیں ان کے پیچھے کیوں بھیجا تھا" ۔ ڈرائیور نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا ۔ ان کی آوازیں وہ چاروں بخوبی سن رہے تھے ۔

"باس کو شک تھا کہ یہ لوگ دوسری سڑک سے تام پور کی طرف جانے کی کوشش کریں گے ۔ باس نے کہا تھا کہ اگر یہ کسی دوسری طرف سے جائیں تو انہیں بالکل نہ چھیڑا جائے لیکن اگر یہ گھوم کر تام پور کی دوسری طرف جانے کی کوشش کریں تو انہیں ہر حال میں اس طرف جانے سے روکنا ہے" ۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ لوگ اس طرف کیوں گئے ہیں اور انہوں نے فائر کر کے ویگن کا ٹائر کیوں برسٹ کیا ہے" ۔ ڈرائیور نے کہا۔

"شاید انہیں اپنے تعاقب کا علم ہو گیا ہے" ۔ نوجوان نے کہا۔

"تانی، مانی ۔ تم دونوں درختوں کی طرف بڑھو ۔ ہم تمہیں یہاں سے کور کرتے ہیں" ۔ بھاری جسامت والے نوجوان نے دو مشین گن برداروں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ دونوں سر ہلا کر ویگن کے پیچھے سے نکلے اور جھکے جھکے انداز میں درختوں کی طرف بڑھنے لگے ۔

اسی لمحے جوانا نے یکے بعد دیگرے دو فائر کئے تو وہ دونوں حلق کے بل چیختے ہوئے اچھلے اور سڑک پر گر کر بری طرح تڑپنے لگے ۔ فائر اور ان کے چیخنے کی آوازیں سن کر بھاری جسامت والا نوجوان اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے ۔

"خبردار ۔ تم سب ہمارے نشانے پر ہو ۔ اپنا اسلحہ پھینک دو ورنہ اپنے ساتھیوں کی طرح تم بھی مارے جاؤ گے" ۔ ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا تو ان سب کے رنگ اڑ گئے ۔ اسی لمحے ایک شخص نے مشین گن کا ٹریگر دبا کر اس طرف فائرنگ کرنا چاہی جہاں سے اسے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تھی مگر اچانک سلیمان نے مشین پسٹل سے اس پر فائرنگ کر دی ۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ نوجوان چیختا ہوا اچھل کر گرا اور ساکت ہو گیا ۔ اپنے تیسرے ساتھی کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر باقی تینوں کے رنگ فق ہو گئے تھے ۔

"رکو ۔ رکو ۔ فائرنگ مت کرو ۔ ہم اسلحہ پھینک رہے ہیں" ۔ بھاری جسامت والے نوجوان نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی مشین گن ایک طرف اچھال دی اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر ویگن کے پیچھے سے نکل آیا ۔ ٹائیگر اور اس کے ساتھی اس پوزیشن میں تھے کہ وہ ویگن کے پیچھے چھپے ہوئے ان سب کو آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے ۔ شاید بھاری جسامت والے نوجوان کو اس بات کا احساس ہو گیا تھا اس لئے اس نے اپنی گن گرانے میں دیر نہیں لگائی تھی ۔ اس کے دیکھا دیکھی ڈرائیور اور دوسرے

نوجوانوں نے بھی اپنی گنیں گرادیں اور سروں پر ہاتھ رکھ کر سامنے آ گئے ۔ جیسے ہی انہوں نے گنیں گرائیں ٹائیگر درخت کی آڑ سے نکل کر ان کے سامنے آ گیا ۔ جوزف جوانا اور سلیمان بھی گنیں لئے درختوں کے پیچھے سے نکل آئے اور انہوں نے ان تینوں کو گھیر لیا۔

" کون ہو تم اور ہمارا تعاقب کیوں کر رہے تھے "۔ ٹائیگر نے بھاری جسامت والے نوجوان کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

" ہمیں باس نے بھیجا تھا "۔ نوجوان نے کہا۔

" کون باس "۔ ٹائیگر نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

" مالٹو ۔ باس مالٹو نے "۔ نوجوان نے کہا۔

" کیا تمہارا تعلق گولڈن پرل سے ہے "۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

" گولڈن پرل ۔ نہیں ۔ ہمارا تعلق ونڈر گروپ سے ہے "۔ نوجوان نے کہا۔

" ونڈر گروپ ۔ کیا تم مقامی ہو "۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

" ہاں "۔ نوجوان نے کہا۔

" تمہارا نام کیا ہے "۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

" باسم "۔ نوجوان نے کہا۔

" گرو پرساد کو جانتے ہو "۔ ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" کون گرو پرساد "۔ باسم نے چونک کر کہا ۔ ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں گرو پرساد کے نام سے ناآشنائی کی جھلک دیکھ لی تھی

جس کا مطلب تھا کہ وہ واقعی گرو پرساد سے ناواقف ہے۔

" تمہارا باس مالٹو ہمیں تام پور کی طرف جانے سے کیوں روکنا چاہتا ہے "۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ ہم نے تام پور کی طرف جانے والی سڑک بلاک کر رکھی تھی ۔ باس نے کہا تھا کہ چند مخصوص افراد اور کاروں کے علاوہ جو بھی اس طرف آئے اس کا ہمیں خاتمہ کر دینا ہے ۔ پھر تمہاری کاروں کو اس طرف آتے دیکھا گیا ۔ تم لوگ تام پور کی مخالف سمت پر مڑ گئے تھے مگر باس کو شک تھا کہ تم تام پور کی طرف ہی جا رہے ہو اور تم چکر کاٹ کر دوسری طرف سے تام پور کی طرف جاؤ گے اس لئے باس نے ہمیں تمہارے پیچھے بھیجا تھا تاکہ اگر تم تام پور کی طرف جانے کی کوشش کرو تو ہم تمہارا خاتمہ کر دیں "۔ باسم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ہمارے بارے میں تم اپنے باس کو کیسے اطلاع کرتے "۔ جوانا نے پوچھا۔

" میرے پاس سیل فون ہے ۔ اگر تم تام پور کی بجائے دوسری طرف جاتے تو میں باس کو فون کر کے بتا دیتا "۔ باسم نے جوانا اور جوزف کا ڈیل ڈول دیکھ کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم اپنے باس کو فون کرو اور اسے بتاؤ کہ ہم تام پور کی طرف نہیں گئے "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" لیکن ۔ واپس جا کر میں باس کو اپنے ساتھیوں کے بارے میں

کیا بتاؤں گا"۔ باسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیا ضرورت ہے اسے کچھ بتانے کی۔ کہہ دینا کہ تم واپس نہیں آ سکتے۔ واپس آتے ہوئے تمہاری ویگن کے ٹائر برسٹ ہو گئے ہیں"۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" لیکن باس نے ہماری مدد کے لئے اور کسی کو اس طرف بھیج دیا تو"۔ باسم نے کہا۔

" دیکھا جائے گا۔ تم سے جو کہا جا رہا ہے وہ کرو"۔ جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا تو باسم نے سر ہلا کر جیب سے سیل فون نکالا اور اس کے بٹن پریس کرنے لگا۔ پھر وہ باس سے بات کر کے کہنے لگا کہ دونوں کاریں تام پور کی دوسری طرف دوسرے قبیلے کی طرف چلی گئی ہیں جس پر باس نے انہیں واپس آنے کے لئے کہہ دیا مگر باسم نے کہا کہ ان کی ویگن کے راستے میں ٹائر برسٹ ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان کا جلد وہاں آنا مشکل ہے تو مالٹو نے کہا کہ جیسے بھی ہو وہ واپس آ جائیں۔

" اب کیا کرنا ہے"۔ باسم نے فون بند کر کے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اپنا فون مجھے دو"۔ ٹائیگر نے کہا تو باسم نے سیل فون اسے دے دیا۔ ٹائیگر نے سیل فون زور سے سڑک پر مار کر توڑ دیا۔

" یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے"۔ باسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اگر تم دونوں کے پاس بھی سیل فون ہیں تو انہیں توڑ دو ورنہ ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے"۔ ٹائیگر نے کہا تو ڈرائیور اور اس کے دوسرے ساتھی نے بھی جیبوں سے فون سیٹ نکال کر سڑک پر دے مارے۔ ٹائیگر کے اشارے پر جوانا اور جوزف مردہ افراد کی تلاشی لینے لگے۔ ان کی جیبوں میں بھی فون تھے جنہیں نکال کر ان دونوں نے توڑ دیئے۔

" اب تم تینوں ایک ساتھ ویگن کے پاس کھڑے ہو جاؤ"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" تم۔ تم ہمیں ہلاک تو نہیں کرو گے"۔ باسم نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" اگر تم میں سے کسی نے شرارت کی تو تم تینوں کی موت یقینی ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" نن۔ نہیں۔ ہم کوئی شرارت نہیں کریں گے"۔ باسم نے فوراً کہا اور وہ تینوں ویگن کے ساتھ لگ گئے۔

" دوسری طرف گھوم جاؤ"۔ ٹائیگر نے کہا تو ان تینوں نے اپنے رخ ویگن کی طرف موڑ لئے۔ ٹائیگر نے سلیمان، جوزف اور جوانا کو اشارہ کیا تو وہ دبے قدموں ان کی طرف بڑھے اور پھر ان تینوں کے ہاتھ ایک ساتھ حرکت میں آئے۔ جوزف اور جوانا نے تو ان کی کنپٹیوں پر مکے مارے تھے جبکہ سلیمان نے گن کا دستہ ڈرائیور کے سر پر مار دیا تھا۔ ان تینوں کی چیخیں نکلیں اور وہ لہراتے ہوئے سڑک پر

گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

"انہیں باندھ کر ویگن میں ڈالو اور ویگن کو درختوں کے جھنڈ میں لے جاؤ"۔ ٹائیگر نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلایا اور انہیں اٹھا کر ویگن کی پچھلی طرف لے گئے۔

"سلیمان آؤ۔ ان لاشوں کو اٹھا کر درختوں کے پیچھے پھینکنا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ارے باپ رے۔ اگر کوئی لاش زندہ ہو کر مجھ سے چمٹ گئی تو پھر"۔ سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں چمٹتی۔ آؤ"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر ان دونوں نے باری باری سڑک پر موجود تینوں لاشوں کو اٹھایا اور درختوں کے پیچھے ڈال دیا۔ جوزف اور جوانا نے بے ہوش افراد کو باندھ کر ویگن میں ڈال دیا تھا۔ پھر جوزف نے ویگن درختوں کے جھنڈ میں چھپائی اور پھر وہ اپنی کاریں لے آئے۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ اپنے راستے پر جا رہے تھے۔

تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ تام پور کے مخالف علاقے میں پہنچ گئے۔ اس طرف چھوٹی بڑی پہاڑیاں تھیں۔ ان پہاڑیوں میں ٹیڑھے میڑھے راستے بنے ہوئے تھے۔ ساتھ ساتھ جڑی ہوئی پہاڑیوں میں درے بھی تھے اور چند پہاڑیوں میں دراڑیں بھی تھیں۔ ان راستوں پر چونکہ کاریں نہیں جا سکتی تھیں اس لئے انہوں نے کاریں وہیں چھوڑ دی تھیں اور پیدل ہی اس طرف ہو لئے تھے۔ کاروں کی ڈگیوں سے انہوں نے سفری بیگ نکال کر اپنی کمر پر باندھ لئے تھے جس میں ہر قسم کا اسلحہ تھا جس کی انہیں کسی بھی وقت ضرورت پڑ سکتی تھی۔

"اس تکلیف دہ سفر سے تو ہنڈیا پکانی آسان ہے۔ ابھی اور کتنی دور جانا ہے"۔ مسلسل اور کافی دیر چلنے کے بعد سلیمان نے تنگ آ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ شاید وہ پہاڑی راستوں پر چڑھتا اور اترتا ہوا بری طرح سے تھک گیا تھا۔

"بس تھوڑی دور اور ہے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں ماسٹر نے مین سپاٹ کی نشاندہی کرائی تھی"۔ جوانا نے پوچھا۔

"ہاں۔ مین سپاٹ وہ سامنے سلیٹ کی طرح سیدھی پہاڑی کی دوسری طرف ہے"۔ ٹائیگر نے سامنے ایک پہاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ تو کیا اب ہمیں اس پہاڑی پر چڑھنا ہو گا"۔ سلیمان نے پہاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک سامنے سلیٹ نما پہاڑی کی طرف سے انہیں ایک آگ کا گولہ سا نکل کر اس طرف آتا دکھائی دیا۔

"اوہ۔ انہوں نے شاید ہمیں دیکھ لیا ہے۔ وہ ہمیں میزائل سے ہٹ کرنا چاہتے ہیں۔ دائیں بائیں چٹانوں کی آڑ میں ہو جاؤ۔ جلدی

کرو"۔ ٹائیگر نے آگ کے گولے کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو وہ فوراً دائیں بائیں بڑی بڑی چٹانوں کی اوٹ میں ہو گئے ۔ اچانک آگ کا گولہ ان سے کچھ فاصلے پر آکر گرا اور پھر ماحول تیز دھماکے سے گونج اٹھا ۔ وہاں فلیش لائٹ جیسی تیز چمک سی پیدا ہوئی تھی اور ان سب کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے یکلخت جان نکل گئی ہو۔

گرد پرساد مشین روم میں موجود تھا ۔ اس کی نظریں سامنے کمپیوٹر پر جمی ہوئی تھیں جس پر اسے اپنے ساتھی زمین کی گہرائی میں اترتے دکھائی دے رہے تھے جو ایک سرخ رنگ کے بڑے پتھر کو ہیرے کی ٹپوں سے بڑی مہارت سے کاٹ رہے تھے اور اس کے دوسرے ساتھی ان ٹکڑوں کو عجیب و غریب مشینوں میں ڈال کر انہیں شیشے کے ٹکڑوں میں پیک کر رہے تھے ۔

گرد پرساد نے دوسری مشینوں سے ارد گرد کے علاقے کی چیکنگ کی تھی مگر اسے اس ریڈ سٹون کے سوا دوسرا کوئی ریڈ سٹون نہیں ملا تھا ۔ اس کا خیال تھا کہ شاید اسے ایسے اور ریڈ سٹون مل جاتے تو اس کے وارے نیارے ہو جاتے ۔ مگر اس ریڈ سٹون کی جگہ کوئی دوسرا ریڈ سٹون نہ پا کر گرد پرساد کو بے حد مایوسی ہوئی تھی ۔ لیکن بہرحال یہ ریڈ سٹون بے حد بڑا تھا ۔ اس کے ہزاروں ٹکڑے کاٹ

لئے گئے تھے اور اب بھی اس کے سینکڑوں ٹکڑے کئے جا سکتے تھے۔ اگر وہ ان ٹکڑوں کو بھی فروخت کرتا تو وہ دنیا کا مالدار ترین انسان بن سکتا تھا۔ مایا بھی اپنا کام کر چکی تھی۔ اس نے ڈاکٹر استھانا کو ہلاک کر دیا تھا اور وہ اس کے پاس موجود تمام ریڈ سٹونز کے بلاکس واپس لا رہی تھی۔

گرو پرساد پہلے ان ریڈ سٹونز کو ایک ہی مقام پر رکھتا تھا مگر پھر اس نے میور اور اپنے چند دوسرے ساتھیوں کے کہنے پر بلاکس کو مختلف مقامات پر رکھوانا شروع کر دیا تھا تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو تو اس کے ہاتھوں سے ریڈ سٹونز کا ذخیرہ نکل نہ جائے۔ اسے میکلم کی کال کا انتظار تھا جس نے ایکریمیا کے ایک لارڈ سے ان ریڈ سٹونز کو فروخت کرنے کی بات کرنی تھی۔ ریڈ سٹون کا کاٹنے والا حصہ بے حد کم رہ گیا تھا۔ گرو پرساد کو یقین تھا کہ اگر اس کے ساتھی اسی رفتار سے کام کرتے رہے تو شام تک وہ سارے کا سارا ریڈ سٹون کاٹ لیں گے۔ پھر وہ ان تمام ٹکڑوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیں گے۔

گرو پرساد کمپیوٹرائزڈ مشین کے مختلف بٹن پریس کر کے سکرین کے منظر تبدیل کر رہا تھا۔ اس نے ارد گرد کے علاقے پر نظر رکھنے کے لئے ایک میل کے دائرے میں ریڈ ڈاک فائر کر رکھا تھا تاکہ اگر کوئی غیر متعلقہ افراد اس طرف آنے کی کوشش کریں تو اسے ان کے بارے میں فوراً پتہ چل جائے۔ گرو پرساد ابھی مشین کے بٹن پریس کر کے مختلف علاقوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک وہاں کمرے میں

ایک نوجوان داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر گرو پرساد چونک پڑا۔

"تم آگئے"۔ گرو پرساد نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس"۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ کام کا کیا ہوا ہے"۔ گرو پرساد نے پوچھا تو نوجوان اسے تفصیل بتانے لگا۔

"ہونہہ۔ ڈاکٹر استھانا واقعی بے حد چالاک انسان تھا۔ اس نے ریڈ سٹون کے حصول کے لئے اسمگلروں کا پورا نیٹ ورک بنا رکھا تھا جو اس تک ریڈ سٹونز پہنچا رہے تھے۔ بہرحال اب مسئلہ ختم ہو گیا ہے۔ ریڈ سٹونز کے تمام بلاکس ہمارے قبضے میں ہیں۔ اسمگلروں کے ذریعے جو ریڈ سٹونز کافرستان پہنچائے گئے تھے وہ ہمیں واپس مل گئے ہیں۔ مایا ان تمام ریڈ سٹونز کو کافرستان سے واپس لا رہی ہے۔ اگر چند ایک بلاکس ہمارے ہاتھوں سے نکل بھی گئے تو اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہمارا یہاں بھی کام ختم ہونے والا ہے اور بہت جلد ہم یہاں سے نکل جائیں گے"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"یس باس"۔ نوجوان نے کہا۔ اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی ٹرانسمیٹر مشین سے تیز آواز نکلنے لگی تو گرو پرساد چونک پڑا۔ وہ اٹھا اور تیزی سے ٹرانسمیٹر مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور ہیڈ فون کانوں پر چڑھا لئے۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ میکلم کالنگ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے میکلم کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔ جی پی ون اسٹنڈنگ یو ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

" تمہارے لئے خوشخبری ہے گروپرساد ۔ اوور" ۔ دوسری طرف سے میکلم نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

" کیسی خوشخبری ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

" لارڈ نے آر ایس ٹو کی چیکنگ کرا لی ہے ۔ وہ تمام کا تمام سٹاک خریدنے کے لئے تیار ہے ۔ اوور" ۔ دوسری طرف سے میکلم نے کہا تو گروپرساد کا چہرہ کھل اٹھا۔

" گڈ ۔ کیا قیمت لگائی ہے اس نے ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے پوچھا۔

" پہلے یہ بتاؤ تمہارے پاس کتنے بلاکس ہیں ۔ اوور" ۔ میکلم نے کہا۔

" بہت زیادہ ہے ۔ کیوں ۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

" لارڈ ان بلاکس کی پوری تعداد حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اس نے کہا ہے کہ وہ کسی ایک بلاک کو بھی کسی دوسرے کے پاس نہیں جانے دے گا ۔ اس نے اصل تعداد پوچھی ہے ۔ اوور" ۔ میکلم نے کہا۔

" ابھی اصل تعداد کے بارے میں ، میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا ۔ جب پورا ریڈ سٹون کٹ جائے گا تب اس کی تعداد کے بارے میں صحیح علم ہو گا ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے محتاط انداز میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ یہ بتاؤ کہ ڈلیوری اور پیمنٹ کے سلسلے میں تم خود

ایکریمیا آکر بات کرو گے یا مجھ پر بھروسہ کرو گے ۔ اوور" ۔ میکلم نے کہا۔

" نہیں ۔ اس سلسلے میں ، میں خود لارڈ سے بات کروں گا ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

" اوکے ۔ اب سے تھوڑی دیر بعد لارڈ تم سے رابطہ کرے گا ۔ میں نے اسے تمہاری ٹرانسمیٹر فریکونسی دے دی ہے ۔ اوور" ۔ میکلم نے کہا۔

" اوکے ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

" گروپرساد ۔ لارڈ نے ایک بلاک کی قیمت دو ہزار ڈالر مقرر کی ہے ۔ تم اس سے بات کر کے خود ہی قیمت مقرر کر لینا ۔ اوور" ۔ دوسری طرف سے میکلم نے کہا۔

" دو ہزار ڈالر ۔ بس اتنی قیمت ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے منہ بنا کر کہا جیسے دو ہزار ڈالر کا سن کر اسے شدید کوفت ہوئی ہو۔

" ہاں ۔ میرے خیال میں یہ اچھی رقم ہے ۔ تمہارے پاس اگر ہزاروں بلاکس موجود ہیں تو تم کروڑوں ڈالرز کما سکتے ہو ۔ اوور" ۔ میکلم نے کہا۔

" نہیں ۔ یہ رقم بہت کم ہے میکلم ۔ تم لارڈ سے بات کرو ۔ اگر وہ ایک بلاک کے دس ہزار ڈالر دیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس سے کہو کہ وہ مجھے کال نہ کرے ۔ میں کسی اور سے بات کر لوں گا ۔ اوور" ۔ گروپرساد نے کہا۔

"دس ہزار ڈالر۔ ایک بلاک کے دس ہزار ڈالر۔ یہ تم کہہ رہے ہو۔ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے میکلم نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس ایک بلاک کی قیمت لاکھوں ڈالرز بھی کم ہے۔ میں تو ہزاروں کی بات کر رہا ہوں۔ اگر لارڈ نے واقعی اس کی چیکنگ کرا لی ہے تو اسے آر ایس ٹو کی اہمیت اور اس کی قیمت کا اندازہ ہو گیا ہو گا تم بات کرو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ دس ہزار ڈالر کے لئے بھی مان جائے گا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"ہاں۔ ایک بات اور۔ لارڈ سے کہہ دینا کہ اگر اسے یہ سودا منظور نہیں ہے تو رہنے دے۔ میری گریٹ لینڈ کی ایک ایجنسی سے بات ہو گئی ہے۔ انہوں نے بھی آر ایس ٹو کی چیکنگ کرائی ہے۔ وہ مجھے دس ہزار ڈالر فی بلاک آسانی سے دے سکتے ہیں لیکن چونکہ پہلی بات لارڈ سے ہوئی تھی اس لئے اگر وہ دس ہزار ڈالر دینے کو تیار ہے تو میں تمام بلاکس اسے دے دوں گا۔ ایک اندازے کے مطابق اس آر ایس ٹو کے بلاکوں کی تعداد تیس ہزار کے قریب ہے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"اوہ۔ اتنی بڑی تعداد ہے۔ اوور"۔ میکلم نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ شاید اس سے بھی زیادہ۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"اوکے۔ میں بات کرتا ہوں۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"اوکے۔ بات کر کے مجھے پہلے تم کال کرنا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور اینڈ آل"۔ میکلم نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو گرو پرساد نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور ہیڈ فون کانوں سے اتار کر مشین پر رکھ دیا۔

"دو ہزار ڈالر۔ ہونہہ۔ مجھے احمق سمجھ رکھا ہے انہوں نے"۔ گرو پرساد نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظر اس نوجوان پر پڑی جو بدستور وہاں کھڑا تھا۔

"تم یہیں کھڑے ہو"۔ گرو پرساد نے چونک کر کہا۔

"یس باس"۔ نوجوان نے کہا۔ اسی لمحے گرو پرساد کی نظریں سکرین پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ سکرین پر ایک پہاڑی راستہ دکھائی دے رہا تھا جہاں چار افراد چلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے دو سیاہ فام دیوہیکل انسان تھے اور دو مقامی۔ انہوں نے اپنی کمروں پر بیگ باندھ رکھے تھے۔

"اوہ۔ یہ کون ہیں"۔ گرو پرساد نے چونک کر کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر جلدی جلدی مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور ان کا کلوز اپ کر کے دیکھنے لگا۔

"اوہ۔ یہ تو وہی ہیں جن کے بارے میں مالٹو نے بتایا تھا۔ مگر اس نے تو کہا تھا کہ وہ تام پور کی مخالف سمت میں جا رہے ہیں۔ پھر یہ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔ گرو پرساد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کون ہیں یہ باس"۔ نوجوان نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ ان کا اس طرح اس طرف آنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ میں ان پر مائیکرو لائٹ بم فائر کرتا ہوں۔ اس سے یہ بے ہوش ہو جائیں گے۔ تم اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جا کر انہیں اٹھا لاؤ۔ ان کے بارے میں جاننا بے حد ضروری ہے کہ یہ کون ہیں"۔ گرد پرساد نے کہا۔ وہ کمرے میں موجود دوسری مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے مشین آن کی اور اس کے مختلف بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ اس مشین پر بھی ایک چھوٹی سی سکرین تھی۔ گرد پرساد مختلف بٹن پریس کرتا رہا تو اچانک سکرین روشن ہو گئی اور سکرین پر وہ چاروں افراد دکھائی دینے لگے۔

"یہ لوگ ویسٹ سائیڈ پر ہیں اور یہاں سے تقریباً آدھے میل کے فاصلے پر ہیں"۔ گرد پرساد نے نوجوان کو بتاتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین کے دائیں طرف لگے ہوئے ایک ہینڈل کو نیچے کھینچا اور اس ہینڈل کے قریب موجود ایک سرخ بٹن کو پریس کر دیا۔ مشین میں تیز گونج سی پیدا ہوئی اور اچانک سکرین پر ایک میزائل نما بم آگ اگلتا ہوا اس پہاڑی کی طرف اڑتا دکھائی دینے لگا جس طرف وہ چاروں افراد بڑھ رہے تھے۔ پھر بم سیدھا اس پہاڑی کی طرف جا گرا جہاں وہ چاروں موجود تھے۔ گرد پرساد نے ان چاروں کو چونکتے اور چٹانوں کی اوٹ میں جاتے دیکھ لیا تھا مگر اس کے چہرے پر کوئی تردد ظاہر نہیں ہوا تھا۔ بم ان سے کچھ فاصلے پر گرا اور دھماکے سے پھٹ گیا۔ بم

کے پھٹتے ہی وہاں تیز روشنی سی پیدا ہوئی اور گرد پرساد نے ان چاروں کو بے جان ہو کر لڑھکتے دیکھا۔

"لو۔ یہ قطعی طور پر بے بس ہو گئے ہیں۔ جاؤ انہیں اٹھا لاؤ۔ میں ان سے خود پوچھ گچھ کروں گا کہ یہ کون ہیں اور یہاں کس مقصد کے لئے آ رہے تھے"۔ گرد پرساد نے کہا۔

"او کے باس"۔ نوجوان نے سر ہلا کر کہا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

میکلم نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور میز پر رکھ دیا۔

" ہونہہ۔ احمق انسان۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ دس ہزار ڈالر تک ہی منہ پھاڑے گا۔ اسے حقیقتاً ریڈ سٹون کی اصل قیمت کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ میں نے جان بوجھ کر اس سے دو ہزار ڈالر کی بات کی تھی۔ اسے کیا معلوم کہ وہ جس لارڈ سے بات کرنا چاہتا ہے وہ میں ہی ہوں۔ میں نے ریڈ سٹون کا تجزیہ کرایا ہے۔ اس ایک ریڈ سٹون کی قیمت کم از کم پچیس ہزار ڈالر تک مجھے مل سکتی ہے۔ اگر میں گروپرساد کو فی بلاک دس ہزار ڈالر بھی دے دوں تو میرے لئے یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ میں ریڈ سٹون کو انٹرنیشنل مارکیٹ میں متعارف کراؤں گا اور پھر ایک ریڈ سٹون کو پچیس سے تیس ہزار ڈالر میں فروخت کروں گا"۔ میکلم نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے

انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

" یس باس"۔ دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" باریا۔ ٹی ایس آگیا ہے"۔ میکلم نے پوچھا۔

" نو باس۔ وہ ابھی تک نہیں آئے۔ جیسے ہی آئیں گے میں آپ کو اطلاع دے دوں گی"۔ سیکرٹری نے کہا۔

" جیسے ہی وہ آئے اسے سیدھا اندر بھیج دینا"۔ میکلم نے کہا۔

" اوکے باس"۔ سیکرٹری نے کہا تو میکلم نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

" ہونہہ۔ نجانے اسے اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے۔ میں نے اسے فوراً پہنچنے کو کہا تھا"۔ میکلم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سفید فون کو اپنی طرف کھسکایا اور اس کا ہینڈ فری بٹن پریس کر کے نمبر پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ ڈاکٹر آسکر"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" لارڈ میکلم بول رہا ہوں"۔ میکلم نے کہا۔

" اوہ۔ یس لارڈ"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

" ڈاکٹر۔ تم نے آر ایس ٹو کا تجزیہ کیا ہے۔ میں نے تمہیں

حکومت ایکریمیا کے نمائندوں سے اس کے لئے بات کرنے کو کہا تھا"۔ میکلم نے کہا۔

" میں نے آر ایس ٹو کا نمونہ وزارت سائنس کو بھجوا دیا ہے لارڈ۔ وزارت سائنس نے اسے سپیشل لیبارٹری میں بھجوا دیا ہے۔ وہ اس کا مکمل طور پر تجزیہ کریں گے اس کے بعد ہی وہ کوئی جواب دیں گے"۔ ڈاکٹر آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ آر ایس ٹو میں دلچسپی لیں گے"۔ میکلم نے پوچھا۔

" یس لارڈ۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ آر ایس ٹو کی حقیقت سے وہ آگاہ ہو چکے ہیں۔ انہیں اس کی اہمیت کا اندازہ ہے۔ وہ ہر صورت میں اس کے حصول کی کوشش کریں گے۔ آر ایس ٹو جیسی نایاب دھات اگر ایکریمیا کو مل گئی تو ایکریمیا سائنس کی دنیا میں انقلاب برپا کر دے گا اور تمام سپر پاورز ممالک کے مقابلے میں ہزاروں گنا طاقتور ہو جائے گا"۔ ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

" گڈ۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ ایک آر ایس ٹو کے پیس کے لئے وہ ہمیں کتنا معاوضہ دے سکتے ہیں"۔ ڈاکٹر آسکر کی بات سن کر میکلم نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

" میں نے ابھی ان سے معاوضے کی کوئی بات نہیں کی"۔ ڈاکٹر آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر وہ معاوضے کی بات کریں تو فی پیس انہیں

تیس ہزار ڈالر کہنا۔ تعداد کے طور پر انہیں بتا دینا کہ ہمارے پاس تیس ہزار بلاکس موجود ہیں"۔ میکلم نے کہا۔

" اوکے لارڈ۔ میں بات کر لوں گا۔ اتنے معاوضے میں تو وہ آسانی سے مان جائیں گے"۔ ڈاکٹر آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ وہ کب تک تم سے رابطہ کریں گے"۔ میکلم نے کہا۔

" آج انہوں نے مجھے جواب دینا ہے۔ کسی بھی وقت وہ مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں"۔ ڈاکٹر آسکر نے کہا۔

" اوکے۔ تم ان سے بات کرو اور پھر مجھے فوراً رپورٹ دینا"۔ میکلم نے کہا۔

" یس لارڈ"۔ ڈاکٹر آسکر نے کہا تو میکلم نے رسیور رکھ دیا۔ اچانک کمرے میں ایک لمبا تڑنگا اور خوش شکل نوجوان داخل ہوا۔

" ٹی ایس حاضر ہے لارڈ"۔ آنے والے نوجوان نے لارڈ کو جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

" آؤ ٹی یس۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ بیٹھو"۔ میکلم نے کہا تو نوجوان سر ہلا کر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

" میں نے پاکیشیا میں سینڈیکیٹ کو بھیجنے کا پروگرام کینسل کر دیا ہے"۔ میکلم نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

" اوہ۔ وہ کیوں لارڈ"۔ ٹی ایس نے چونک کر کہا۔

"پہلے میرا پروگرام تھا کہ میں سینڈیکیٹ کو بھیج کر گرو پرساد اور اس کے گولڈن پرل پر حملہ کر کے اس سے تمام ریڈ سٹونز خود حاصل

کر لوں گا اور مجھے گروپرساد کو ایک ڈالر بھی نہ دینا پڑے گا۔ اس کے
لئے میں نے تمہیں ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ کا انچارج بنا کر وہاں بھیجنا
تھا مگر پھر میں نے سوچا کہ مجھے اس کے لئے کاروباری انداز میں سوچنا
چاہئے۔ اگر گروپرساد مجھے معمولی قیمت میں ریڈ سٹونز دے دے تو
اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ میں نے گروپرساد سے بات کی ہے۔ وہ
انتہائی کم قیمت پر مجھے تمام ریڈ سٹونز دینے کے لئے تیار ہو گیا ہے اس
لئے میں نے تمہیں بلایا ہے تاکہ تم لارڈ بن کر بات کرو اور اس سے
ریڈ سٹونز کا سودا طے کر لو"۔ میکلم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" جیسا آپ مناسب سمجھیں لارڈ"۔ ٹی ایس نے بغیر کسی تردد کے
کہا۔

" گروپرساد دس ہزار ڈالر فی بلاک مانگ رہا ہے۔ تم اس سے
بات کرو اور تھوڑی سی کمی بیشی کے بعد اس سے ڈن کر لو"۔ میکلم
نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے دوسرا ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ کو یقین ہے لارڈ کہ وہ آپ کو تمام ریڈ سٹونز دے دے
گا"۔ ٹی ایس نے پوچھا۔

" میں گروپرساد کو بخوبی جانتا ہوں۔ وہ شکی مزاج اور چھوٹے
دماغ کا آدمی ہے۔ اسے صرف معاوضے سے سروکار ہے اس لئے مجھے
یقین ہے کہ وہ تمام ریڈ سٹونز ہمارے حوالے کر دے گا"۔ میکلم نے
کہا۔

" ان بلاکس کی ایکریمیا میں ترسیل کا کیا ذریعہ ہو گا لارڈ"۔ ٹی

ایس نے پوچھا۔

" تم بے فکر رہو۔ تمام بلاکس گلوسٹر کمپنی کے شپ میں
بحفاظت یہاں پہنچ جائیں گے"۔ میکلم نے کہا۔

" اوکے لارڈ۔ آپ مجھے تفصیل بتا دیں۔ مجھے گروپرساد سے کیا
بات کرنی ہے"۔ ٹی ایس نے کہا تو میکلم اسے تفصیل بتانے لگا۔

" میں سمجھ گیا لارڈ"۔ ٹی ایس نے ساری تفصیل سن کر اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو میکلم نے گروپرساد کی فریکونسی نئے
ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کی اور پھر اس سے رابطہ کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں
میں گروپرساد لائن پر آ گیا تو میکلم نے ٹرانسمیٹر ٹی ایس کو دے دیا۔

" مسٹر گروپرساد۔ میں لارڈ ڈیمرے بول رہا ہوں۔ میں تم سے
میکلم کی توسط سے بات کر رہا ہوں۔ اوور"۔ ٹی ایس نے حلق سے
کرخت آواز نکالتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یس لارڈ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے گروپرساد کی آواز
سنائی دی۔ اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ سی تھی جیسے وہ کسی لارڈ سے
بات کرتے ہوئے بوکھلا رہا ہو۔

" مجھے تمہاری آفر منظور ہے گروپرساد۔ میں فی بلاک دس ہزار
ڈالر دینے کے لئے تیار ہوں۔ اوور"۔ ٹی ایس نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تھینک یو۔ تھینک یو لارڈ۔ آپ واقعی بڑے دل کے
مالک ہیں۔ مجھے آپ کے ساتھ سودا کرتے ہوئے بے حد خوشی ہو رہی
ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے گروپرساد گھگھیائے ہوئے لہجے میں

کہا۔

" معاوضہ اور بلاکس کی ڈلیوری کے سلسلے میں تم کیا لائحہ عمل چاہتے ہو۔ اوور"۔ ٹی ایس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ڈلیوری جیسے آپ چاہیں گے لارڈ ویسے ہی ہو گی۔ البتہ معاوضے کے طور پر آپ کو تیس ہزار بلاکس کی قیمت میرے ایک فارن اکاؤنٹ میں جمع کرانی ہو گی۔ میں بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر آپ کو بتا دیتا ہوں۔ آپ رقم جمع کرا دیں۔ جیسے ہی میرے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر ہو گی میں تمام بلاکس آپ کے ہینڈ اوور کر دوں گا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں کیلکولیشن کر کے معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں میکلم کو کال کر کے بتا دوں گا کہ مال کی ڈلیوری کس طریقے اور کس ذریعے سے ہو گی۔ اوور"۔ ٹی ایس نے کہا۔

" یس لارڈ۔ جیسا آپ چاہیں۔ اوور"۔ گرو پرساد نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" معاوضہ تو میں جمع کرا رہا ہوں گرو پرساد لیکن بلاکس کے سلسلے میں تم نے اگر کوئی گڑبڑ کی یا ایک بھی بلاک اپنے پاس رکھا تو یاد رکھنا میرا نام لارڈ ڈیمرے ہے اور لارڈ ڈیمرے کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ اگر تم زمین کی آخری تہہ میں بھی جا کر چھپ جاؤ گے تو میں وہاں سے بھی تمہیں نکال لاؤں گا اور پھر جو تمہارا حشر ہو گا اس

کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ اوور"۔ ٹی ایس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ ایسا نہیں ہو گا لارڈ۔ جب سودا طے ہو گیا ہے تو مجھے گڑبڑ کرنے یا بلاک اپنے پاس رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے آپ کو تیس ہزار بلاکس کا بتایا ہے۔ اس سے اگر بلاکس زیادہ ہوئے تو وہ میں آپ کو تحفے کے طور پر دے دوں گا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" جس قدر بھی بلاکس ہوں تم وہ سب مجھے دو گے اور لارڈ کسی کا تحفہ قبول نہیں کرتا جو اضافی آر ایس ٹو کے بلاک میرے پاس پہنچیں گے میں اس کا معاوضہ بھی تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دوں گا۔ اوور"۔ ٹی ایس نے کہا۔

" تھینک یو لارڈ۔ اوور"۔ گرو پرساد نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ بینک اور اکاؤنٹ نمبر بتاؤ۔ اوور"۔ ٹی ایس نے کہا تو دوسری طرف سے گرو پرساد نے اسے اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دیا۔

" ٹھیک ہے۔ اگلے تین گھنٹوں بعد معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گا۔ تم بلاکس ڈلیور کرنے کی تیاری کرو۔ اوور"۔ ٹی ایس نے کہا۔

" اوکے لارڈ۔ میں اگلے آٹھ سے دس گھنٹوں میں تمام بلاکس ڈلیور کر دوں گا۔ اوور"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ ٹی ایس نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"گڈ"۔ میکلم نے کہا اور پھر اس نے اپنا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

"یس۔ ایلن مارٹ سپیکنگ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایلن مارٹ کی آواز سنائی دی۔

"میکلم بول رہا ہوں۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ میں آپ کو ہی کال کرنے والا تھا۔ میں نے آپ کے اور گروپ کے لئے یہاں تمام انتظام مکمل کر لئے ہیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایلن مارٹ نے کہا۔

"میں نے اپنا پروگرام کینسل کر دیا ہے۔ ایلن مارٹ۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"اوہ۔ مگر کیوں باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایلن مارٹ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھے تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری بات سنو۔ اوور"۔ میکلم نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوکے باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایلن مارٹ نے میکلم کی کرخت آواز سن کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں تمہارے مال بردار کتنے شپ ہیں۔ اوور"۔ میکلم نے پوچھا۔

"چھ شپ ہیں باس۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"پاکیشیا کے ساحل پر کتنے شپ ہیں اس وقت۔ اوور"۔ میکلم

نے پوچھا۔

"دو شپ موجود ہیں باس۔ گلوسٹر ون اور گلوسٹر فائیو۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان کی پوزیشن بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ لوڈنگ کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"۔ میکلم نے پوچھا تو ایلن مارٹ نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اوکے۔ میں گروپرساد سے بات کر رہا ہوں۔ اگلے بارہ گھنٹوں کے بعد وہ تمہیں بلاکس کی ڈیلیوری دے گا۔ تم نے ان دونوں جہازوں میں اتنی گنجائش رکھنی ہے کہ تیس ہزار سے زائد بلاکس رکھے جا سکیں۔ تم ان بلاکس کو اپنی نگرانی میں ایکریمیا لاؤ گے۔ سمجھے تم۔ اوور"۔ میکلم نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تیس ہزار بلاکس۔ ٹھیک ہے باس۔ گلوسٹر فائیو کے خفیہ خانوں میں اتنی گنجائش موجود ہے کہ ان میں اتنی تعداد میں بلاکس رکھے جا سکتے ہیں۔ میں خود لے آؤں گا۔ اوور"۔ ایلن مارٹ نے کہا۔

"انہیں خفیہ خانوں میں رکھ کر ان کے ساتھ ایچ پی فائیو ڈیوائس بھی رکھ دینا۔ ایچ پی فائیو کی موجودگی میں ان بلاکس کو جدید آلات سے چیک نہیں کیا جا سکے گا۔ اوور"۔ میکلم نے کہا۔

"اوکے باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایلن مارٹ نے کہا۔

میکلم نے اسے مزید ہدایات دیں اور پھر رابطہ ختم کر دیا۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے لارڈ"۔ خاموش بیٹھے ہوئے ٹی ایس

نے میکلم کو بات ختم کرتے دیکھ کر پوچھا۔

" فی الحال تم فارغ ہو۔ جب گلوسٹر فائیو آئے گا تو اس میں سے بلاکس تمہیں ہی نکال کر خفیہ پوائنٹس پر پہنچانے ہیں۔ گلوسٹر فائیو کے آنے میں ظاہر ہے ابھی بہت وقت لگے گا"۔ میکلم نے کہا۔

" اوکے لارڈ"۔ ٹی ایس نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے لارڈ میکلم کو سلام کیا اور پھر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ میکلم کے چہرے پر بے حد اطمینان تھا۔

جولیا اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ تام پور کی پہاڑیوں میں موجود تھی۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہہ کر انہیں مشرقی راستے سے تام پور کی طرف پہنچنے کی ہدایات دی تھیں۔ وہ سب دو بڑی جیپوں میں اس جگہ پہنچے تھے۔ اس طرف اونچی اونچی پہاڑیاں اور ٹیلے تھے۔ دشوار گزار راستوں سے ہوتے ہوئے وہ اس سپاٹ کی طرف بڑھتے جا رہے تھے جس کے بارے میں چیف نے انہیں ہدایات دی تھیں۔ وہاں چونکہ انہیں ہر قسم کی سچوئیشن سے واسطہ پڑ سکتا تھا اس لئے وہ سب مسلح ہو کر آئے تھے۔ ایک جیپ صفدر ڈرائیور کر رہا تھا جبکہ دوسری جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر موجود تھا۔

صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل، چوہان اور صدیقی موجود تھا جبکہ اگلی جیپ میں تنویر کے ساتھ جولیا، صالحہ اور نعمانی تھے۔ وہ اونچے نیچے راستوں سے اور پہاڑی دروں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھ رہے

تھے۔ دونوں جیپوں میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"عمران صاحب نظر نہیں آ رہے۔ کیا اس بار وہ ہمیں لیڈ نہیں کریں گے"۔ صالحہ نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

"نجانے وہ کہاں کی خاک چھانتا پھر رہا ہے۔ میں نے ایک دو بار اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس سے رابطہ ہی نہیں ہو سکا۔ لگتا ہے وہ آؤٹ آف ریچ ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اس بار ہمارا مشن بھی عجیب ہے۔ گرو پرساد نے ہمیں حقیقت میں تگنی کا ناچ نچا رکھا ہے"۔ نعمانی نے کہا۔

"بہر حال۔ اب وہ بچ کر کہاں جائے گا۔ اس بار میں نے اپنے ہاتھوں سے اس کی گردن نہ توڑی تو کہنا"۔ تنویر نے کہا۔

"لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ ہمیں اس قدر طویل چکر کاٹ کر تام پور کی طرف جانے کے لئے کیوں کہا گیا ہے۔ ہم سیدھے راستے سے بھی تو تام پور کی طرف جا سکتے تھے"۔ نعمانی نے کہا۔

"تام پور کے علاقے پر اس وقت گرو پرساد اور اس کے گولڈن پرل سینڈیکیٹ کا مکمل کنٹرول ہے۔ چیف نے بتایا تھا کہ اس کے مسلح افراد نے تام پور کی طرف جانے والے راستوں کی پکٹنگ کر رکھی ہے۔ وہ پر پیچ پہاڑی راستہ ہے۔ نجانے وہ لوگ پہاڑیوں میں کہاں کہاں چھپے ہوں گے۔ ہمیں اس طرف جا کر خطرہ مول نہ لینے کو کہا گیا ہے۔ ہم مشرقی راستوں سے وہاں جائیں گے اور ہر طرح کی سچوئیشن کو ہینڈل کریں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن یہ گرو پرساد ہے کون اور وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے"۔ صالحہ نے جولیا سے پوچھا۔ وہ چونکہ شروع میں ان کے ساتھ نہ تھی اس لئے وہ اصل حالات سے لاعلم تھی۔ جولیا نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے ہمیں گرو پرساد اور اس کے گولڈن پرل سینڈیکیٹ پر خاموشی سے حملہ کرنا ہو گا تاکہ وہ ریڈ سٹون کو نقصان نہ پہنچا سکیں"۔ صالحہ نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے تو ہم ان دشوار گزار اور طویل راستوں سے اس طرف جا رہے ہیں"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"شام ہو رہی ہے۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے ہمیں رات ہو جائے گی"۔ تنویر نے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"رات کی تاریکی ہمارے لئے مفید ثابت ہو گی۔ انہیں سنبھلنے کا موقع نہیں ملے گا اور ہم انہیں چھاپ لیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"کیا تم گرو پرساد کو پہچانتی ہو"۔ صالحہ نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے تمہیں تفصیل بتا تو دی ہے۔ پھر کیوں پوچھ رہی ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ گرو پرساد خود وہاں موجود نہ ہو اور کیا یہ ضروری ہے کہ کاٹے ہوئے کو وہ وہیں ذخیرہ کر رہا ہو۔ ہو سکتا ہے وہ ریڈ سٹون کاٹ کاٹ کر انہیں اپنے کسی عارضی ہیڈ کوارٹر یا خفیہ ٹھکانوں پر منتقل کر رہا ہو"۔ صالحہ نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ ممکن ہے ۔ ہمیں ہر حال میں گرو پرساد تک پہنچنا ہے اس کے سوا وہاں موجود تمام افراد کا ہم خاتمہ کر دیں گے ۔ پھر میں گرو پرساد کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اگلوا لوں گی کہ اس نے ریڈ سٹونز کا ذخیرہ کہاں جمع کر رکھا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"اور وہ مایا ۔ کیا وہ بھی اس کے ساتھ ہو گی"۔ تنویر نے کہا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے"۔ جولیا نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"بہر حال جو بھی ہو انہوں نے ہماری موت کا جو انتظام کیا تھا میں ان سے اس کا بھرپور بدلہ لوں گا"۔ تنویر نے کہا ۔ پھر اس نے اچانک جیپ روک دی ۔ اس کی نظریں سامنے جمی ہوئی تھیں ۔ جیسے ہی اس نے جیپ روکی پیچھے صفدر نے بھی جیپ روک دی۔

"کیا ہوا ۔ تم نے جیپ کیوں روک دی ہے"۔ جولیا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ریڈ ڈاک"۔ تنویر کے منہ سے نکلا۔

"ریڈ ڈاک ۔ کیا مطلب"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"سامنے دیکھیں ۔ روشنی میں ایک دائرے کی صورت میں ہلکی ہلکی سرخ روشنی دکھائی دے رہی ہے"۔ تنویر نے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ صالحہ اور نعمانی بھی سامنے دیکھنے لگے ۔ انہیں واقعی دائرے کی صورت میں سرخ روشنی دکھائی دے رہی تھی جو بے حد ہلکی تھی۔

"ہاں ۔ کیا ہے یہ روشنی"۔ جولیا نے پوچھا۔

"یہ ریڈ ڈاک کی روشنی ہے ۔ میرا خیال ہے ان لوگوں نے یہاں ریڈ ڈاک آن کر رکھا ہے تاکہ وہ ارد گرد کے ماحول پر نظر رکھ سکیں ۔ جیسے ہی ہم اس سرخ روشنی کے حصار میں داخل ہوں گے وہ ہمیں چیک کر لیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"اوہ"۔ جولیا کے منہ سے نکلا ۔ اسی لمحے صفدر جیپ سے نکل کر ان کے پاس آ گیا ۔ اس نے تنویر سے جیپ روکنے کی وجہ پوچھی تو تنویر نے اسے بھی ریڈ ڈاک کے بارے میں بتا دیا۔

"کیا یہ روشنی چاروں طرف موجود ہو گی"۔ صالحہ نے پوچھا۔

"ہاں ۔ ریڈ ڈاک دائرے کی صورت میں پھیلایا جاتا ہے ۔ اس روشنی کے ہالے میں اگر کوئی جانور بھی چلا جائے تو اس کے بارے میں بھی ان کو معلوم ہو جائے گا اور وہ اسے آسانی سے مانیٹر کر سکتے ہیں"۔ اس بار کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر ہم اس روشنی سے کیسے بچ سکتے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"اس سے بچنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے"۔ تنویر نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔ اس سے بچنے کا ایک طریقہ ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

"اوہ ۔ کیا ہے وہ طریقہ"۔ صفدر نے پوچھا۔

"سیدھا سادا اور آسان سا طریقہ ہے ۔ ہمیں سانس روک کر اس طرف جانا ہو گا ۔ ریڈ ڈاک عمل تنفس کی وجہ سے کام کرتی ہے ۔ اگر

ہم سانس روک کے رہیں یا نہایت آہستہ سانس لیں یا منہ پر رومال رکھ لیں تو وہ ہمیں ریڈ ڈاک کے باوجود بھی مارک نہیں کر سکیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مسلسل سانس روک کے رکھنا تو مشکل ہے البتہ منہ پر کپڑا رکھ کر سانس ضرور لیا جا سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"تو چلو۔ پھر یہاں رکے رہنے کی کیا ضرورت ہے"۔ صالحہ نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر اور اس کے ساتھی اس کی جیپ میں بیٹھ گئے جبکہ تنویر، جولیا، صالحہ اور نعمانی اپنی جیپ میں بیٹھ گئے اور تنویر نے جیپ آگے بڑھائی تو صفدر نے بھی جیپ اس کے پیچھے لگا دی۔ پھر ریڈ ڈاک کے ایریئے سے کچھ فاصلہ پر انہوں نے جیپیں روک دیں اور جیپوں سے اپنے بیگ اور اسلحہ نکالنے لگے۔

"یاد رہے۔ منہ پر کپڑا رکھ کر ہم سب کو رک رک کر اور نہایت آہستہ آہستہ سانس لینا ہے۔ اگر ہم میں سے کسی نے تیز اور مسلسل سانس لیا تو انہیں فوراً کاشن مل جائے گا اور وہ ہمیں ایک لمحے میں مارک کر لیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر انہوں نے منہ پر رومال رکھے اور بیگ کمر پر لادے اور گنیں ہاتھ میں لے کر آگے بڑھنے لگے۔ اس وقت وہاں اندھیرا ہو چکا تھا لیکن اس اندھیرے میں بھی انہیں ہلکی ہلکی سرخ روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اونچے نیچے راستوں سے گزرتے جا رہے تھے۔ چند پہاڑیاں چڑھنے کے بعد وہ ایک درے سے گزر کر جیسے ہی دوسری

طرف آئے انہیں دائیں طرف کافی فاصلے پر روشنی دکھائی دی۔ شاید وہاں سرچ لائٹیں نصب تھیں جن کی روشنی اوپر کو اٹھتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"وہ لوگ اس طرف موجود ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ شاید وہ سرچ لائٹوں میں کام کر رہے ہیں"۔ نعمانی نے کہا۔

"اس طرف کوئی درہ یا پہاڑی دراڑ نہیں ہے۔ ہمیں کسی پہاڑی پر چڑھ کر دوسری طرف جانا ہو گا"۔ صالحہ نے کہا۔

"ہاں۔ آؤ"۔ جولیا نے کہا اور پھر وہ ایک پہاڑی کی طرف بڑھے اور اس پر چڑھنے لگے۔ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر وہ رک گئے اور چٹانوں کی آڑ میں ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگے۔ وہاں اچھی خاصی روشنی ہو رہی تھی۔ خیموں کے ساتھ ساتھ وہاں لکڑی کے کیبن بھی بنے ہوئے تھے۔ وہاں بے شمار افراد ادھر ادھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے بیشتر کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں وہاں دو اسٹیشن ویگنیں اور آٹھ جیپیں بھی موجود تھیں۔

"ان کی تعداد تو کافی زیادہ ہے"۔ نعمانی نے ان لوگوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈرنے کی بات نہیں ہے۔ میں نے تو یونہی ایک بات کی

تھی"۔ نعمانی نے کہا۔ اسی لمحے جولیا کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو وہ چونک پڑی۔

"اوہ۔ چیف کی کال ہے"۔ جولیا نے ریسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ پہاڑی کی سائیڈ سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور دونوں سوئیوں کو بارہ کے ہندسے سے ملایا اور پھر بٹن پریس کر دیا۔

"ایکسٹو"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ جولیا اٹنڈنگ یو۔ اوور"۔ جولیا نے گھڑی کے قریب منہ کر کے آہستگی سے کہا۔

"تم کہاں ہو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے پوچھا۔

"ہم مین سپاٹ تک پہنچ چکے ہیں چیف۔ اوور"۔ جولیا نے کہا۔

"گڈ۔ تم وہیں رکو۔ ابھی ان پر حملہ نہیں کرنا۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن چیف۔ اوور"۔ جولیا نے کہا۔

"جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے اس کی بات کاٹ کر غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو جولیا کا رنگ اڑ گیا۔

"یس۔ یس چیف۔ اوور"۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے ان پر نظر رکھو۔ جب تمہیں ریڈ کاشن ملے تو تم ان پر اٹیک کر دینا۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"ریڈ کاشن۔ ریڈ کاشن کون دے گا چیف۔ اوور"۔ جولیا نے پوچھا۔

"جو بھی ہے تمہیں اس کا پتہ چل جائے گا۔ اوور"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"۔ جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ کیا ہوا۔ چیف نے ہمیں حملہ کرنے سے کیوں روک دیا ہے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شاید ہمارا کوئی ساتھی ان لوگوں میں موجود ہے۔ چیف نے کہا ہے کہ جب تک وہ ہمیں ریڈ کاشن نہ دے ہمیں خاموش رہنا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہمارا ساتھی۔ لیکن ہم تو یہاں پورے ہیں جبکہ خاور ہسپتال میں ہے۔ پھر ہم میں سے کون ان لوگوں میں ہو سکتا ہے"۔ صدیقی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کو کیوں بھول رہے ہیں آپ"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"اوہ۔ کیا عمران یہاں ہے"۔ جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ دبا دبا جوش بھی تھا۔

"اس کے علاوہ اور یہاں کون ہو سکتا ہے۔ پرائے پھڈوں میں ٹانگ اڑانا اس کی پرانی عادت ہے"۔ تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے

کہا۔

"تم کیوں جلتے ہو اس سے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جلتی ہے میری جوتی"۔ تنویر نے پاؤں پٹخ کر کہا تو اس کی اس حرکت پر سب ہنس پڑے۔

"اوہ"۔ اچانک کیپٹن شکیل کے منہ سے نکلا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا"۔ جولیا نے اس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پیچھے دیکھیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو ان سب نے اس طرف دیکھا جہاں سے وہ پہاڑی چڑھے تھے۔ وہاں دس مسلح افراد کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑے۔ ان مسلح افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جن کے رخ ان کی جانب تھے۔

"خبردار۔ اپنا اسلحہ پھینک دو اور کاندھوں سے بیگ بھی اتار دو"۔ ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ کہاں سے آ گئے۔ اس طرف تو کوئی راستہ بھی نہیں ہے"۔ نعمانی نے ان کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ شاید دوسری پہاڑی کے عقب میں تھے۔ اس طرف میں نے سرسراہٹ کی آواز ضرور سنی تھی مگر میں سمجھ رہا تھا کہ کوئی جانور ہو گا اس لئے میں نے اس طرف توجہ نہیں دی تھی"۔ صدیقی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو ورنہ ہم تمہیں بھون دیں گے"۔ پیچھے سے کہا گیا۔

"اب آپ کیا کہیں گی مس جولیا"۔ تنویر نے جولیا کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسلحہ گرا دو اور بیگ اتار کر نیچے رکھ دو"۔ جولیا نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا۔ کیا کہا آپ نے"۔ تنویر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہم ابھی ان پر حملہ نہیں کر سکتے۔ ویسے بھی ہم پہاڑی پر ہیں اور ان کے نشانے پر بھی۔ ہم ان کی مشین گنوں سے نکلنے والی گولیوں سے کسی طرح سے نہیں بچ سکیں گے اس لئے بہتر ہے کہ ہم ان کی بات مان لیں"۔ جولیا نے کہا۔

"لیکن"۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

"مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں تنویر۔ ہم اوپن ہیں۔ وہ ہمیں آسانی سے نشانہ بنا سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کیا"۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل نیچے رکھ دیا اور کاندھوں سے بیگ بھی اتار دیا۔ جولیا اور اس کے باقی ساتھیوں نے بھی گنیں پھینک دیں اور بیگ اتار دیئے تھے۔

"شاباش۔ اب ہاتھ سروں پر رکھ کر نیچے اترو"۔ پیچھے سے کہا گیا تو انہوں نے ہاتھ سروں پر رکھے اور احتیاط سے نیچے اترنے لگے۔ انہیں نیچے اترتے دیکھ کر مسلحہ افراد آہستہ آہستہ ان کے قریب ہو گئے۔

"میں تین تک گنوں گا۔ تین تک گنتے ہی سب سانس روک کر آنکھیں بند کر لینا"۔ اچانک صفدر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیا مطلب"۔ جولیا نے کہا۔

"میں نے گردن کے عقب میں الیکم ٹائرس بم چھپایا ہوا تھا جو اب میرے ہاتھ میں ہے۔ میں بم ان پر پھینک رہا ہوں۔ اس بم سے نکلنے والی تیز گیس سانس اور آنکھوں پر اثر کرتی ہے جس سے یہ سب ایک لمحے میں بے ہوش ہو جائیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے"۔ جولیا نے کہا۔ صفدر نے اس چھوٹے سے بم کا اکلوتا بٹن یکے بعد دیگرے تین بار پریس کیا اور تین تک گنتی گنتے ہوئے اس نے بم اچانک ان مسلح افراد کی طرف اچھال دیا۔ اس کے تین تک گنتے ہی ان سب نے یکلخت آنکھیں بند کر کے سانس روک لئے تھے۔ بم مسلح افراد کے قریب گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ چونکتے بم اچانک ہلکے سے دھماکے سے پھٹا اور وہ دس مسلح افراد یکلخت اچھل پڑے اور پھر وہ سب ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح گرتے چلے گئے۔

"بس۔ اب آپ آنکھیں کھول سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا تو ان سب نے آنکھیں کھول لیں۔

"اگر تمہارے پاس الیکم ٹائرس بم تھا تو تم نے وہیں ان پر کیوں نہیں پھینک دیا۔ ہمیں نیچے لانے کی کیا ضرورت تھی"۔ تنویر نے کہا۔

"بھلے آدمی۔ اگر میں وہیں ان کی طرف بم پھینکتا تو بم ان کے قریب گرنے میں وقت لیتا اور وہ ہم پر اچانک فائرنگ بھی کر سکتے تھے اس لئے میں نے نیچے اترتے ہوئے ان پر بم پھینکا ہے۔ وہ ہمیں نیچے اترتے دیکھ کر مطمئن ہو گئے تھے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ دس افراد ہیں اور ہم آٹھ۔ کیا خیال ہے۔ ان کی بے ہوشی کا فائدہ نہ اٹھایا جائے"۔ صالحہ نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان کے قد کاٹھ بھی ہم سے ملتے جلتے ہیں۔ ہم ان کے لباس پہن کر آسانی سے ان کی جگہ لے سکتے ہیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"اب اس کا شاید ہمیں کوئی فائدہ نہ ہو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ فائدہ کیوں نہیں ہو گا۔ ہم ان کے لباس پہن کر آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"آپ ریڈ ڈاک کو بھول رہی ہیں مس جولیا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ریڈ ڈاک۔ لیکن ہم تو نہایت آہستہ آہستہ سانس لے رہے ہیں اور ہم باتیں بھی رک رک کر کر رہے ہیں۔ پھر ریڈ ڈاک سے ہمیں کیا خطرہ ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم تو آہستہ آہستہ سانس لے رہے ہیں مگر بے ہوش ہونے

والے تو آہستہ سانس نہیں لے رہے تھے ۔ کیا ان کی وجہ سے ہم ان کی نظروں میں نہیں آ گئے ہوں گے"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ پھر جلدی کرو ۔ اپنے بیگ اور اسلحہ اٹھا لاؤ ۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور اس طرف آئے ہمیں تیار رہنا چاہئے "۔ جولیا نے کہا تو تنویر، نعمانی، صدیقی اور صالحہ ایک بار پھر پہاڑی پر چڑھنے لگے لیکن ابھی وہ کچھ ہی اوپر گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں شائیں کی تیز آواز سنائی دی ۔ انہوں نے چونک کر اوپر دیکھا تو انہیں پہاڑی کے عقب سے آگ کا ایک گولہ اڑتا ہوا اس طرف آتا دکھائی دیا جہاں وہ موجود ہے ۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے گولہ ان سے کچھ فاصلے پر آ گرا ۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہوں ۔

" میں ان سب کو لے آیا ہوں باس "۔ نوجوان نے کمرے میں داخل ہو کر کہا تو سوچ میں ڈوبا ہوا گرو پرساد بے اختیار چونک پڑا۔

" کن سب کو ۔ کس کی بات کر رہے ہو "۔ گرو پرساد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" انہی آٹھ افراد کو جنہوں نے ہمارے دس ساتھیوں کو الیکم ٹائرس بم سے بے ہوش کر دیا تھا"۔ نوجوان نے کہا۔

" اوہ ۔ کہاں ہیں وہ "۔ گرو پرساد نے چونک کر کہا۔

" میں نے انہیں پہلے آنے والے چار افراد کے ساتھ باندھ کر ایک غار میں ڈال دیا ہے "۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" غار میں ۔ غار میں کیوں "۔ گرو پرساد نے چونک کر کہا۔

" آپ ہی نے تو کہا تھا کہ آپ ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں ۔ یہاں انہیں باندھ کر رکھنے کی کوئی دوسری جگہ نہیں تھی اس لئے میں

نے انہیں غار میں بند کر دیا ہے"۔ نوجوان نے کہا۔

" اوہ ہاں ۔ مگر یہ سب ہیں کون اور مختلف راستوں سے ان کا یہاں آنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں باس"۔ نوجوان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ تم کیا کہہ سکتے ہو ۔ حیرت ہے ۔ ان کے پاس موجود اسلحہ اس بات کے لئے کافی ہے کہ یہ سب ہم پر حملہ کرنے کی نیت سے یہاں آئے تھے ۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ ریڈ ڈاک کے حصار میں جب وہ داخل ہوئے تھے تو ان کے بارے میں کمپیوٹرائزڈ مشین نے کوئی کاشن کیوں نہیں دیا تھا ۔ وہ تو میں علاقے کی روٹین کی چیکنگ کر رہا تھا تو وہ مجھے پہاڑی پر چڑھتے دکھائی دے گئے اور میں نے فوراً ان کی طرف دس مسلح افراد کو دوسرے راستے سے بھیج دیا مگر انہوں نے ان مسلح افراد کو ایک لمحے میں بے ہوش کر دیا تھا جس کی وجہ سے مجھے ان پر فلیش میزائل فائر کرنا پڑا ۔ اگر میں روٹین کی چیکنگ کے دوران انہیں نہ دیکھ لیتا تو وہ اچانک ہم پر حملہ کر سکتے تھے جس سے ہمیں یقیناً بھاری نقصان اٹھانا پڑتا"۔ گرو پرساد نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ ان میں چار افراد تو وہی ہیں جنہیں میں نے تہہ خانے میں بند کر کے وہاں ٹائمر بم فکس کر دیا تھا ۔ مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ وہ وہاں سے بچ کیسے گئے اور پھر ان سب کا

یہاں پہنچ جانا یہ بھی انوکھی بات ہے"۔ نوجوان نے کہا۔

" ہاں ۔ ان کو دیکھ کر میں بھی پریشان ہو رہا ہوں ۔ میرا خیال ہے یہ سب سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کے لڑنے کا انداز اور اس طرح موت کے منہ سے بچ کر نکل آنا اور مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرنا یہ عام لوگوں کا کام نہیں ہے"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" اگر ان کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے تو ہمیں جلد سے جلد یہاں سے اپنا کام ختم کر کے نکل جانا چاہئے ۔ یہ لوگ اکیلے نہیں ہوں گے ۔ ہو سکتا ہے اور لوگ بھی اس طرف آ جائیں"۔ نوجوان نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" بس ہمارا کام ختم ہونے والا ہے ۔ ریڈ سٹونز کے آخری چند پیس رہ گئے ہیں ۔ ہمارے ساتھی جیسے ہی انہیں کاٹ کر زمین سے باہر لائیں گے ہم یہاں سے نکل جائیں گے"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" باس ۔ میری سمجھ میں ایک بات نہیں آ رہی"۔ نوجوان نے کہا۔

" کون سی بات"۔ گرو پرساد نے کہا۔

" اب تک یہاں سے ریڈ سٹونز کے جس قدر ٹکڑے کاٹے گئے ہیں ان پر آپ قبضہ کر چکے ہیں ۔ یہاں تک کہ اسمگلروں کے ذریعے جو بلاکس کافرستان ڈاکٹر استھانا کے پاس پہنچ چکے تھے مادام مایا انہیں واپس لا رہی ہیں ۔ یہاں جن جن اسمگلروں کے پاس بلاکس پہنچ چکے تھے ہم نے وہاں سے بھی تمام بلاکس حاصل کر لئے ہیں ۔ میں نے

اور میرے ساتھیوں نے تمام بلاکس عارضی ہیڈ کوارٹر کے تہہ خانے میں جمع کر دیئے تھے مگر اب آپ مجھے بتا رہے ہیں کہ آپ نے تمام بلاکس کو ایک جگہ اکٹھا ذخیرہ نہیں کیا بلکہ ان کو مختلف تعداد میں الگ الگ مقامات پر ذخیرہ کیا ہے۔ ایسا کیوں"۔ نوجوان نے کہا تو اس کی بات سن کر گرو پرساد بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نہیں سمجھو گے میور۔ میں بلاکس کو ایک جگہ ذخیرہ کر کے کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ مایا کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ تمام بلاکس ایک ہی جگہ موجود ہیں تو اس کے دل میں بھی لالچ آ سکتا ہے وہ بھی ان تمام بلاکس کو اکیلی ہڑپ کرنے کا سوچ سکتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ کافرستان سے ریڈ سٹونز کے بلاکس لانے میں اس کا بہت بڑا کردار ہے مگر میں اپنے سائے سے بھی محتاط رہنے والا انسان ہوں۔ میں نے ریڈ سٹونز کے بلاکس الگ الگ خفیہ مقامات پر اس لئے رکھوائے ہیں تاکہ مایا کے دل میں بغاوت پیدا نہ ہو جائے۔ میری ایکریمیا میں ایک لارڈ سے بات ہو گئی ہے۔ اس نے مجھ سے تمام بلاکس حاصل کرنے کا سودا طے کر لیا ہے اور میں نے اپنے آدمیوں کو بھیج دیا ہے۔ وہ میری کال کے انتظار میں ہیں۔ جیسے ہی مایا کافرستان سے بلاکس لے کر پاکیشیا آئے گی اور ہمارا یہاں کام ختم ہو جائے گا تو ہم ایک ساتھ سارے بلاکس لارڈ کے ہینڈ اوور کر دیں گے۔ اس طرح کسی کے دل میں بھی بغاوت اور لالچ کا عنصر پیدا نہیں ہو گا"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"اس سلسلے میں آپ نے مجھ پر بھی بھروسہ نہیں کیا باس۔ آپ نے مجھے بھی نہیں بتایا کہ وہ الگ الگ مقامات کون سے ہیں جہاں آپ نے بلاکس بھجوائے ہیں۔ کیا آپ مجھ پر بھی شک کرتے ہیں"۔ میور نے کہا۔

"میں نے تم سے کہا ہے ناں کہ میں اپنے سائے سے بھی محتاط رہتا ہوں۔ اپنے سوا میں کسی پر بھروسہ نہیں کرتا"۔ گرو پرساد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ آپ یہیں سے خطاء کھا گئے ہیں"۔ میور نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا تو گرو پرساد بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم"۔ گرو پرساد نے غراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے گولڈن پرل کے مختلف ممبران کو الگ الگ جگہوں پر اور الگ الگ تعداد میں بلاکس دے کر بھیجا تھا ناں"۔ میور نے کہا۔

"ہاں۔ مگر کیوں"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"آپ نے ہر ایک کو یہ بتا کر بہت بڑی غلطی کی ہے کہ ریڈ سٹون اصل میں کیا ہے اور اس کی بین الاقوامی منڈی میں کیا قیمت اور حیثیت ہو سکتی ہے۔ جس طرح آپ نے ڈاکٹر استھانا کو دھوکہ دے کر خود ہی ان بلاکس پر ملکیت جمانے کا فیصلہ کیا تھا اسی طرح کیا ان ممبران کے دلوں میں لالچ نہیں جاگ سکتا۔ وہ سب گولڈن

پرل کے چنے ہوئے ممبران ہیں۔ وہ ان کی افادیت جانتے ہیں اور انہیں بین الاقوامی مارکیٹ میں لے جا کر فروخت کرنے کی بھی استطاعت رکھتے ہیں"۔ میور نے کہا۔

" تم۔ تم آخر کہنا کیا چاہتے ہو"۔ گرو پرساد نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا رنگ یکلخت زرد ہو گیا تھا۔

" مجھے ابھی کچھ دیر قبل وکرم یعنی جی پی سکس کی کال موصول ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے جن جن ممبران کو بلاکس دے کر بھیجا تھا وہ سب ایک ہو گئے ہیں اور انہوں نے تمام بلاکس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب وہ جی پی کو چھوڑ رہے ہیں۔ وہ ان بلاکس کو فروخت کر کے اپنی اپنی زندگیاں بسر کریں گے"۔ میور نے کہا تو گرو پرساد بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا رنگ لٹھے کی طرح سفید ہو گیا تھا۔

" کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ گرو پرساد نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" میں ٹھیک کہہ رہا ہوں باس۔ ان سب کا کہنا ہے کہ اگر آپ یہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو وہ کیوں نہیں کر سکتے اور پھر ان میں سے کسی نے آپ کی اور مادام مایا کی باتیں بھی سن لی تھیں۔ جب آپ مادام مایا سے کہہ رہے تھے کہ آپ کام کے ختم ہونے کے بعد گولڈن پرل کے تمام ممبران کا بھی خاتمہ کر دیں گے۔ اس نے یہ سب باتیں باقی ممبران کو بھی بتا دی تھیں جس کی وجہ سے تمام ممبران کے دلوں

میں آپ کے لئے نفرت پیدا ہو گئی تھی اور وہ اس انتظار میں تھے کہ کب آپ یہاں سے سارے ریڈ سٹونز نکالیں اور وہ انہیں لے اڑیں اور آپ نے یہ موقع خود ہی انہیں دے دیا"۔ میور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو"۔ گرو پرساد نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" نہیں باس۔ یہ سچ ہے۔ آپ نے ریڈ سٹونز کے جو بلاکس اس کیبن میں رکھے ہوئے تھے اور پھر انہیں یہاں سے نکال کر ایک پہاڑی غار میں پہنچا دیئے تھے اب وہ بلاکس بھی وہاں موجود نہیں ہیں آپ نے پہلے چھ ممبران کو بلاکس دے کر الگ الگ مقامات پر بھیجا تھا۔ باقی تین ممبران جو یہاں کام کر رہے تھے یہاں کا سٹاک لے کر وہ بھی نکل گئے ہیں۔ اب آپ کے پاس صرف ریڈ سٹون کے چند ٹکڑے رہ گئے ہیں جو آپ کے دوسرے ساتھی زمین کی تہہ سے نکال کر لائیں گے جن کی تعداد پچاس ساٹھ سے زیادہ نہیں ہے"۔ میور نے کہا تو گرو پرساد کی حالت واقعی دیکھنے والی ہو گئی۔ اس کا رنگ سفید پڑ گیا تھا اور اس کی آنکھیں اس قدر پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

" کک۔ کیا تم بھی ان کے ساتھ ملوث ہو"۔ گرو پرساد نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" نہیں باس۔ اگر میں ان کے ساتھ ملوث ہوتا تو میں اس وقت

آپ کے سامنے نہ ہوتا۔ وکرم میرا قریبی ساتھی ہے۔ مگر اس کے باوجود یہ سب کام انہوں نے خاموشی سے کیا تھا۔ جب وہ یہاں سے بلاکس لے گئے تو وکرم نے مجھے ٹرانسمیٹر پر یہ سب باتیں بتائی تھیں انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ مادام بایا کس راستے اور کس ذریعے سے کافرستان سے ریڈ سٹون واپس لا رہی ہے۔ ان کا پروگرام ہے کہ وہ انہیں بھی ہلاک کر کے ان کے پاس موجود تمام بلاکس پر قبضہ کر لیں گے۔ اس طرح آپ کے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ کچھ بھی نہیں"۔ میور نے کہا۔

"اوہ مائی گاڈ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ میرے اپنے ساتھی مجھے اس طرح دھوکہ دے جائیں گے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ میں ان سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ میں۔ میں انہیں کسی بھی طرح بلاکس نہیں لے جانے دوں گا۔ وہ اس طرح بلاکس لے کر نہیں جا سکتے"۔ گروپرساد نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا تھا اور اس کا جسم غصے سے لرز رہا تھا۔

"اب کیا ہو سکتا ہے باس۔ وہ سب بلاکس لے کر اب تک نجانے کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں گے"۔ میور نے کہا۔

"نہیں۔ وہ میرے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکتے۔ وہ جہاں بھی گئے ہوں گے میں ان کی گردنوں تک پہنچ جاؤں گا اور پھر میں ان پر اس طرح قہر بن کر ٹوٹ پڑوں گا کہ وہ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے"۔ گروپرساد نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے باس۔ آپ اب ان تک کسی طرح بھی نہیں پہنچ سکتے"۔ میور نے کہا۔

"کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میں نے جن افراد کو بلاکس دے کر بھیجا تھا ان پر میں نے یونہی بھروسہ کر لیا ہو گا"۔ گروپرساد نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں باس"۔ میور نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے جس جس ممبر کو بلاکس دے کر بھیجا تھا بلاکس کے ہر باکس میں، میں نے سرچ ڈیوائس لگا دی تھی جس کا رسیور میرے پاس ہے۔ وہ ان باکسز کو جہاں بھی لے جائیں میری پہنچ سے دور نہیں جا سکتے۔ سرچ ڈیوائس کا رسیور انہیں آسانی سے ٹریس کر لے گا چاہے وہ یہاں سے سینکڑوں میل دور کیوں نہ نکل گئے ہوں"۔ گروپرساد نے کہا تو اس کی بات سن کر میور کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"سرچ ڈیوائس۔ اوہ باس۔ کیا آپ نے تمام باکسز میں سرچ ڈیوائس لگا رکھی ہے"۔ میور نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں بہت محتاط انسان ہوں۔ میں آسانی سے کسی پر بھروسہ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔ گروپرساد نے کہا۔ اب اس کا چہرہ قدرے نارمل ہو گیا تھا۔ شاید اسے بھی اچانک ہی یاد آ گیا تھا کہ وہ باکسز میں سرچ ڈیوائس لگا چکا ہے جس کی وجہ سے وہ ان باکسز تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔

"گڈ باس ۔ ویری گڈ ۔ واقعی سرخ ڈیوائس کی وجہ سے ریڈ سٹونز کے بلاکس آپ کی پہنچ سے دور نہیں جا سکتے"۔ میور نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تم فکر مت کرو ۔ ریڈ سٹونز میرے ہیں ۔ صرف میرے ہیں ۔ ان پر قبضہ کرنے کے بارے میں گولڈن پرل کے ممبران نے سوچ کر ہی بہت بڑی غلطی کی ہے ۔ اب دیکھنا میں ان سب کو کس قدر بھیانک موت مارتا ہوں ۔ تم ونڈر گروپ کے چیف مالٹو کو کال کرو اور اسے کہو کہ وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر یہاں آ جائے ۔ اب ہمارا یہاں رکنا مناسب نہیں ہے ۔ میں گولڈن پرل کے ان باقی ارکان کے خلاف پوری طاقت لگانا چاہتا ہوں ۔ وہ ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے"۔ گرو پرساد نے کہا۔

"اس کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی آپ کے پاس ہے"۔ میور نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ ٹھہرو ۔ میں خود کال کر کے اسے بلاتا ہوں ۔ تم باہر جا کر اپنے دوسرے ساتھیوں کو تیار کرو ۔ گرو پرساد نے کہا۔

"یس باس"۔ میور نے کہا اور کمرے سے نکل گیا ۔ اس نے باہر آ کر کام کرنے والے افراد کو دیکھا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا ۔ آگے جا کر اس نے جیب سے ایک ٹرنچ گن نکالی اور اس نے گن اوپر کر کے یکے بعد دیگرے دو بار اس کا ٹریگر دبا دیا ۔ گن کی موٹی نال سے دو شعلے سے نکلے اور آسمان کی جانب بلند ہوتے چلے گئے ۔ پھر آسمان پر جیسے شعلے پھیل گئے ۔ ان سے سرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی تھی

جس نے ماحول کو ایک لمحے کے لئے سرخ کر دیا تھا۔

" یہ کیا ہے میور صاحب ۔ یہ ریڈ کاشن کس لئے"۔ ایک نوجوان نے میور کو ریڈ فائر کرتے دیکھ کر اس کے قریب آتے ہوئے کہا ۔ ریڈ فائر کی وجہ سے وہاں موجود تمام افراد چونک پڑے تھے۔

" اپنے تمام ساتھیوں کو اکٹھا کرو ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہے"۔ میور نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سخت لہجے میں کہا۔

" مم ۔ مم ۔ مگر"۔ آنے والے نوجوان نے کچھ کہنا چاہا۔

" باتوں میں وقت ضائع مت کرو ۔ جو کہا ہے اس پر عمل کرو ۔ جلدی ۔ یہ باس کا حکم ہے"۔ میور نے کہا تو وہ سر ہلا کر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا ۔ میور نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر مڑ کر واپس گرو پرساد کے کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ وہ جیسے ہی گرو پرساد کے کمرے میں داخل ہوا اسی لمحے اچانک اس کے سینے پر زوردار کک پڑی یہ حملہ اس کے لئے اچانک اور غیر متوقع تھا ۔ کک کھا کر وہ اچھلا کمر کے بل دروازے کے قریب گر گیا ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اچانک گرو پرساد نے اس کے سر پر مشین پسٹل کی نال لگا دی۔

" کون ہو تم"۔ گرو پرساد نے اس کی جانب خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا ۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑا ہوا تھا ۔ اس کی بات سن کر میور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی ۔ انتہائی آسودہ اور دلفریب مسکراہٹ جسے دیکھ کر گرو پرساد کا چہرہ اور زیادہ غضبناک ہو گیا تھا۔

میور کے باہر جاتے ہی گروپرساد نے ٹرانسمیٹر کال کر کے مالٹو
سے کہا کہ وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر فوراً مین سپاٹ پر پہنچ
جائے ۔ پھر اس نے زمین میں اترتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو بھی جلد
سے جلد کام نپٹا کر باہر آنے کا حکم دے دیا۔

اس کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑا ہوا تھا۔ میور کی باتیں اس
کے ذہن میں زہریلے کیڑوں کی طرح رینگ رہی تھیں کہ اس کے
ممبران نے اس کے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور جن ریڈ سٹونز کے لئے
اس نے اس قدر محنت کی تھی اس کے ساتھی اس سے اس طرح چھین
کر لے جائیں گے ۔ گو کہ گروپرساد کو اطمینان تھا کہ سرچ ڈیوائس
کی وجہ سے اس کے ساتھی ریڈ سٹونز کو اس سے دور نہیں لے جا سکتے
مگر اسے اپنے ان تمام ساتھیوں پر غصہ آ رہا تھا جنہوں نے اس سے
غداری کی تھی ۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ فوراً ان تک پہنچ جائے اور

اپنے ہاتھوں سے ان کی بوٹیاں اڑا دے ۔ وہ انہی خیالوں میں گم تھا
کہ اچانک اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ میور کیا کہہ رہا تھا ۔ جی پی سکس وکرم نے اسے
کال کی تھی ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ میں نے ان سب سے ان کے
ٹرانسمیٹر لے لئے تھے اور اس کی جگہ دوسرے ٹرانسمیٹر دے دیئے تھے
جن سے وہ سوائے میرے اور کسی سے بات نہیں کر سکتے تھے ۔ پھر
وکرم میور سے کیسے بات کر سکتا ہے "۔ گروپرساد نے بری طرح سے
اچھلتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر بے پناہ تحیر کے تاثرات نمایاں
ہو گئے تھے ۔ پھر وہ اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر دائیں طرف رکھی
ہوئی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ٹرانسمیٹر نکال لیا ۔ اس نے
ٹرانسمیٹر کا ایریل باہر کھینچا اور اسے آن کر کے اس کی ایک مخصوص
فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ جی پی ون کالنگ ۔ اوور"۔ گروپرساد نے تیز تیز
بولتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ جی پی سکس کالنگ ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ایک آواز
سنائی دی ۔

" وکرم ۔ کہاں ہو تم ۔ اوور"۔ گروپرساد نے کہا۔

" پوائنٹ سکس پر باس ۔ جہاں آپ نے مجھے بھیجا ہے ۔ اوور"۔
دوسری طرف سے جی پی سکس نے کہا تو گروپرساد نے بے اختیار
ہونٹ بھینچ لئے ۔

"کیا جی پی ٹو سے تمہاری بات ہوئی ہے۔ اوور"۔ گرو پرساد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی پی ٹو سے۔ نہیں باس۔ میری اس سے کیسے بات ہو سکتی ہے۔ آپ نے مجھے ہاٹ فون دے رکھا ہے جس سے صرف آپ سے بات ہو سکتی ہے کسی دوسرے سے نہیں۔ اوور"۔ وکرم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ گرو پرساد نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

"میور۔ تو یہ میور نہیں کوئی اور ہے اور مجھ سے اگلوانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میں نے بلاکس کہاں کہاں بھجوائے ہیں"۔ گرو پرساد نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھا اور میز کی دراز سے مشین پسٹل نکال کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے اس نے دروازے کی جھری سے میور کو واپس آتے دیکھا۔ اسے واپس آتا دیکھ کر گرو پرساد فوراً دروازے کی سائیڈ میں ہو گیا اور پھر جیسے ہی میور اندر آیا گرو پرساد نے دروازے کے پیچھے سے نکل کر رائٹ کک اس کے سینے پر مار دی۔ میور اچھل کر زمین پر گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا گرو پرساد نے جھک کر اس کے سر سے گن لگا دی۔

"کون ہو تم"۔ گرو پرساد نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر میور کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اسے مسکراتے دیکھ کر گرو پرساد کا چہرہ اور زیادہ بگڑ گیا۔ اس نے میور کا دوسرے ہاتھ سے گریبان پکڑا اور اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"اندر چلو"۔ گرو پرساد نے کہا اور اسے کھینچ کر کمرے میں لے آیا۔

"سچ سچ بتاؤ کون ہو تم ورنہ میں تمہاری کھوپڑی میں گولیاں اتار دوں گا"۔ گرو پرساد نے اس کے سامنے آتے ہوئے کہا۔

"جی پی ٹو۔ میور"۔ میور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس مت کرو۔ تم میور نہیں ہو۔ جلدی بتاؤ ورنہ"۔ گرو پرساد نے گرجتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باہر سے مشین گنیں چلنے اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں تو گرو پرساد بری طرح سے اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ کیا۔ یہ فائرنگ کون کر رہا ہے"۔ گرو پرساد نے چیختے ہوئے کہا۔

"میرے آدمی ہیں باہر۔ میں نے انہیں ریڈ کاشن دے دیا ہے۔ وہ موت بن کر تمہارے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے ہیں"۔ میور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے آدمی۔ ریڈ کاشن۔ کیا مطلب"۔ گرو پرساد نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"کس کا مطلب بتاؤں۔ آدمیوں کا یا ریڈ کاشن کا"۔ میور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کون ہو تم اور باہر کیا ہو رہا ہے"۔ گرو پرساد نے گرجتے ہوئے کہا۔

"میں خدائی فوجدار ہوں اور باہر موت کا رقص ہو رہا ہے جس میں تمہارے ساتھی خون میں لت پت ہو کر ناچتے پھر رہے ہیں ۔ یقین نہیں آتا تو باہر جا کر خود ہی دیکھ لو" ۔ میور نے کہا اور اس کی بات سن کر گروپرساد کا رنگ بدل گیا۔

"تت ۔ تم ۔ تم" ۔ اس کے منہ سے نکلا ۔ اسی لمحے میور کی ٹانگ چلی اور گروپرساد کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔

"بس گروپرساد ۔ اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے ۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ سرچ ڈیوائس کا رسیور مجھے دے دو" ۔ میور نے اچانک بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"م ۔ مگر تم ہو کون" ۔ گروپرساد نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"خاکسار کو علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) عرف نرالے میاں کہتے ہیں" ۔ میور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"علی عمران ۔ تت ۔ تم علی عمران ہو" ۔ گروپرساد نے اس کا نام سن کر بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا ۔ اس کا رنگ یکلخت متغیر سا ہو گیا تھا۔

"ہاں ۔ اگر یقین نہیں آتا تو آنٹی مایا سے پوچھ لو" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آن ۔ آنٹی مایا ۔ کک ۔ کون آنٹی مایا" ۔ گروپرساد نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بعد میں بتاؤں گا ۔ پہلے رسیور دو" ۔ عمران نے کہا۔

"میرے پاس کوئی رسیور نہیں ہے" ۔ گروپرساد نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔ یہ میرے لئے نئی خبر ہے" ۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میور کہاں ہے" ۔ گروپرساد نے عمران کی جانب خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"عالم بالا میں ۔ اگر اس سے بات کرنی ہو تو اس کا فون نمبر ملا لو یا ٹرانسمیٹر پر کال کر لو ۔ ہو سکتا ہے اس سے تمہاری بات ہو جائے ۔ ورنہ وہاں جا کر خود مل لینا اس سے" ۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ۔ تو تم نے میور کو ہلاک کر دیا ہے" ۔ گروپرساد نے غراتے ہوئے کہا۔

"بس ۔ ہم مذاق مذاق میں لڑ پڑے تھے ۔ میں نے اسے اٹھا کر دیوار سے دے مارا تو بے چارے کا سر کھل گیا ۔ میں نے اس کا سر جوڑنے کی بہت کوشش کی مگر وہ عالم بالا کی طرف بھاگ نکلا ۔ میں نے سوچا تمہیں برا نہ لگے اس لئے میں اس کا میک اپ کر کے تمہارے پاس آ گیا تا کہ تمہیں دلاسہ دے سکوں" ۔ عمران نے کہا۔

"تو ناتھن بن کر تم نے مجھے کال کی تھی" ۔ گروپرساد نے کہا۔

"ہاں ۔ اسے تو عالم بالا میں گئے مدت ہو گئی ہے ۔ وہ تمہارا دست راست نہیں بن سکا میں نے سوچا لو اس کی جگہ میں لے لوں ۔ تم نے میرے پاس میور کو بھیج دیا جس کی وجہ سے میرا تم تک پہنچنا

اور آسان ہو گیا"۔ عمران نے کہا۔

"تو تم ریڈ سٹون کے لئے یہاں آئے ہو"۔ گروپرساد نے کہا۔

"ہاں۔ وہ پاکیشیا کا سرمایہ ہے۔ اسے میں تمہیں کیسے لے جانے دے سکتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ تم ریڈ سٹون مجھ سے حاصل کر لو گے"۔ گروپرساد نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے چند ایجنٹوں اور کچھ اسمگلروں سے تو میں کافی تعداد میں بلاکس حاصل کر چکا ہوں۔ تم نے باقی بلاکس جہاں بھجوائے ہیں ان تک میں سرچ ڈیوائس کے ذریعے پہنچ جاؤں گا اور جو بلاکس کافرستان پہنچ چکے تھے وہ آنٹی مایا خود یہاں واپس لا رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سیاہ فام اور دوسرے دو افراد جو آئے تھے وہ بھی تمہارے ساتھی تھے اور بعد میں جو آٹھ افراد آئے تھے وہ بھی"۔ گروپرساد نے کہا۔ باہر چیخ و پکار اور فائرنگ کی آوازیں لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھیں جیسے باہر میدان کارزار بن گیا ہو۔

"ہاں۔ خاصے ذہین ہو اسی لئے جلد ہی سمجھ گئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو عمران۔ جو بلاکس تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں ان کا تو میں شاید کچھ نہ کر سکوں لیکن جو بلاکس میرے قبضے میں ہیں میں تمہیں ان تک کبھی نہیں پہنچنے دوں گا"۔ گروپرساد نے غصے اور

نفرت سے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ تو پھر میں چلوں"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تم نے میرا سارا کھیل بگاڑ دیا ہے۔ اب میں تمہیں یہاں سے زندہ واپس نہیں جانے دوں گا"۔ گروپرساد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ کک۔ کیا تم مجھے مار دو گے"۔ عمران نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم میرے ہاتھوں بے حد بھیانک موت مرو گے"۔ گروپرساد نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہٹا تھا۔ جیسے ہی گروپرساد اڑتا ہوا اس پر آیا عمران نے اپنے جسم کو کمان کی طرح موڑتے ہوئے ٹانگ اٹھا کر اس کے پہلو میں مار دی۔ گروپرساد کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں رول ہوتا ہوا ٹرانسمیٹر مشین کے قریب جا گرا۔ گرتے ہی اس نے تیزی سے پلٹا کھایا اور پھر نہایت تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

اس نے اٹھ کر ایک لمحے کی دیر لگائے بغیر ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگائی۔ اس بار اس نے عمران کو ڈاج دیتے ہوئے فضا میں قلابازی کھائی اور دونوں ٹانگیں جوڑ کر عمران کے سینے پر مارنے کی کوشش کی مگر عمران کے اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ جیسے ہی

گرد پرساد کی ٹانگیں عمران کے قریب آئیں عمران نے ایڑی کے بل گھومتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے گرد پرساد کو دونوں پہلوؤں سے دبوچ لیا اور پھر اس سے پہلے کہ گرد پرساد سنبھلتا عمران کے دونوں ہاتھ گردش میں آئے اور ایک لمحے کے لئے گرد پرساد اس کے ہاتھوں میں پنکھے کی طرح گھوم گیا۔ عمران نے اسے گھماتے ہوئے زور سے زمین پر پٹک دیا تھا۔

اس بار گرد پرساد حلق سے نکلنے والی چیخ کسی بھی طرح نہ روک سکا۔ اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران کی زوردار ٹانگ اس کے پہلو میں پڑی تو وہ بری طرح سے بلبلا اٹھا۔ عمران نے دوسری ٹانگ اس کے سر پر ماردی۔ گرد پرساد کی حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد دردناک تھی۔ وہ زمین پر پڑا ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ اسی لمحے عمران نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا اور اس نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی گردن پر دباؤ ڈالا تو گرد پرساد حلق کے بل چیخنے لگا۔

" بتاؤ۔ سرچ ڈیوائس کا رسیور کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" مم۔ میرے پاس نہیں ہے۔ مم۔ میں نہیں جانتا"۔ تکلیف میں ہونے کے باوجود گرد پرساد نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کی گردن پر پیر کا دباؤ بڑھا دیا۔ اس کا پیر گرد پرساد کی گردن کی ہڈی پر اس انداز میں ٹکا ہوا تھا کہ عمران واقعی ایک

جھٹکے سے اس کی گردن توڑ سکتا تھا۔ عمران نے پیر کا دباؤ بڑھایا تو گرد پرساد گھٹے گھٹے انداز میں چیختا ہوا بری طرح سے تڑپنے لگا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ میں۔ میں"۔ گرد پرساد نے تکلیف کی شدت سے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" زندگی چاہتے ہو تو سرچ ڈیوائس کے رسیور کا پتہ بتا دو ورنہ میں تمہاری گردن اس انداز میں توڑ دوں گا کہ تم گھنٹوں یہاں تڑپتے رہو گے اور تمہیں جلد موت بھی نہیں آئے گی"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" نن۔ نہیں۔ نہیں۔ فار گاڈ سیک۔ میری گردن سے اپنا پیر ہٹا لو۔ مجھ سے یہ اذیت برداشت نہیں ہو رہی"۔ گرد پرساد نے خرخراتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کا جسم اس بری طرح سے پھڑک رہا تھا جیسے اس کی گردن کند چھری سے کاٹی جا رہی ہو۔

"پہلے سرچ رسیور کا پتہ بتاؤ"۔ عمران نے کہا۔

" وہ۔ وہ سامنے میز کی خفیہ دراز میں ہے"۔ گرد پرساد نے تکلیف زدہ لہجے میں کہا تو عمران نے بوٹ کی نوک اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر رکھ کر زور سے دبا دی۔ گرد پرساد یکبارگی زور سے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اسے ہاف آف کر دیا تھا۔ گرد پرساد نے جس میز کی طرف اشارہ کیا تھا عمران اس میز کی طرف بڑھا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ میز کی خفیہ دراز سے عجیب ساخت کا آلہ نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس آلے پر باقاعدہ راڈار

سیٹلائٹ جیسی سکرین بنی ہوئی تھی ۔ عمران نے کرسی پر بیٹھ کر اسے آن کیا تو سکرین سبز ہو گئی اور اس میں دائرے سے بن گئے ۔ ان دائروں میں سرخ رنگ کے کئی سپاٹس نمودار ہو گئے تھے جو باقاعدہ سپارک کر رہے تھے ۔ سکرین پر پاکیشیا کا ہلکا ہلکا نقشہ بھی بنا ہوا تھا ۔ سرخ نشان نقشے کے مختلف مقامات کی نشاندہی کر رہے تھے ۔

" ہونہہ ۔ تو یہ سب یہاں ہیں " ۔ عمران نے سکرین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔ اس نے میز پر پڑا ہوا پیڈ اپنی طرف کھسکایا اور جیب سے قلم نکال کر ان مقامات کو نوٹ کرنے لگا جن پر ریڈ سپاٹ سپارک کر رہے تھے ۔ اس نے کاغذ پھاڑ کر اپنی اوپر والی جیب میں رکھا اور رسیور آف کر کے میز پر رکھ دیا ۔ پھر وہ اطمینان سے گرو پرساد کے کیبن کی تلاشی لینے لگا ۔ اس نے گرو پرساد کی تلاشی لی تو اسے اس کی جیب سے ہاٹ لائن ٹرانسمیٹر بھی مل گیا جس پر چھ افراد کی مختلف فریکونسیاں ایڈجسٹ تھیں اور ان پر باقاعدہ جی پی تھری سے جی پی ایٹ تک کے کوڈز موجود تھے ۔

" گڈ ۔ یہ کام کی چیز ہے " ۔ عمران نے کہا اور ہاٹ لائن ٹرانسمیٹر اس نے جیب میں ڈال لیا ۔ اسی لمحے کمرے میں جولیا اور اس کے چند ساتھی آ گئے ۔

" ہم نے باہر موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دیا ہے " ۔ جولیا نے اندر آ کر کمرے کی سچوئیشن دیکھتے ہوئے کہا ۔

" بہت اچھی بات ہے ۔ اب اس خوشی میں کیا تالیاں بجاؤں " ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" اس کے علاوہ تم اور کر بھی کیا سکتے ہو " ۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ان سب کے ساتھ ساتھ عمران کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی ۔

میٹنگ ہال میں تمام ممبران موجود تھے جن میں عمران بھی شامل تھا جو میز پر انگلیوں سے نہایت خوبصورت انداز میں میوزک بجا رہا تھا۔ ریڈ سٹون مشن مکمل ہو چکا تھا۔ چیف نے ان سب کو مشن کی تفصیلات بتانے کے لئے میٹنگ روم میں بلایا تھا۔

" یہ تم کیا کر رہے ہو"۔ جولیا نے عمران کو خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" میوزک بجا رہا ہوں"۔ عمران نے اطمینان سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میوزک بجانے کے لئے کیا تمہیں یہی جگہ ملی تھی"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا کروں۔ تنویر بے چارے کے سر پر بال ہیں۔ اگر یہ گنجا ہوتا تو میں اس کے سر پر طبلہ بجانا شروع کر دیتا اس لئے مجبوری ہے"۔

عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے جبکہ تنویر نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

" میرے بارے میں کوئی فضول بات کی تو میں تمہارا سر توڑ دوں گا۔ سمجھے"۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" نہیں سمجھا۔ توڑ کر دکھاؤ تو شاید سمجھ میں آجائے"۔ عمران نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

" تم کیا سمجھتے ہو۔ کیا میں محض بکواس کر رہا ہوں"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" اپنی پیاری بہن سے پوچھ لو۔ وہ تو کہتی ہے کہ تمہیں بکواس کرنے کے سوا کچھ آتا ہی نہیں۔ کیوں جولیا"۔ عمران نے کہا تو تنویر تلملا کر رہ گیا جبکہ دوسرے ممبران کی مسکراہٹیں گہری ہو گئی تھیں۔

" میں نے تمہیں یہ کب کہا تھا"۔ جولیا نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا تو سارے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ بے خیالی میں جولیا نے تنویر کو اپنا بھائی تسلیم کر لیا تھا جس پر تنویر مزید تلملا اٹھا۔

" چلو نہیں کہا ہو گا۔ میں تو ایسا ہی سوچتا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جس دن میں تمہاری کھوپڑی میں گولی اتاروں گا تمہاری ایسی سوچیں ختم ہو جائیں گی"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

" جولیا کے لئے میں دماغ سے نہیں دل سے سوچتا ہوں"۔ عمران

نے کہا تو تمام ساتھی قہقہہ مار کر ہنس پڑے جبکہ اس کی بات سن کر جولیا کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔

" عمران ۔ تم خواہ مخواہ حد سے بڑھ رہے ہو"۔ تنویر نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

" قسم لے لو ۔ میں تو اپنی حد میں ہوں ۔ اگر حد سے بڑھا ہوتا تو یہاں بینڈ بج رہا ہوتا"۔ عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ تنویر کچھ کہتا اسی لمحے میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

" بیٹھو ۔ چیف کی کال ہے"۔ جولیا نے کہا تو تنویر منہ بناتے ہوئے بیٹھ گیا۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ممبران ۔ کیا آپ سب موجود ہیں"۔ ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" یس چیف "۔ جولیا نے کہا۔ ٹرانسمیٹر پر مائیک اور سپیکر ایک ساتھ نصب تھے اس لئے انہیں بار بار اوور کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔

" میں نے آپ کو ریڈ سٹون مشن کی تفصیلات بتانے کے لئے یہاں بلایا ہے ۔ اس مشن میں عمران، سلیمان، جوزف، جوانا اور آپ سب کی کارکردگی بے مثال رہی ہے ۔ اس مشن کا آغاز اس وقت ہوا جب آسمان سے شہاب ثاقب کا ایک بہت بڑا ٹکڑا جسے ریڈ سٹون کہا

جاتا ہے پاکیشیا کے شمالی علاقے تام پور میں آ کر گرا تھا۔

اکثر ریڈ سٹون زمین اور سمندر میں گرتے رہتے ہیں جن سے بعض اوقاف تباہی بھی ہوتی ہے اور بعض اوقات ان ریڈ سٹونز کی وجہ سے زمین میں تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو ریڈ سٹونز کے کیمیائی اثرات کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں ۔ عام طور پر خلاؤں سے زمین کی طرف آنے والے ریڈ سٹون جب کشش ثقل میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی سپیڈ ہزاروں گنا بڑھ جاتی ہے ۔ وہ جس تیزی سے نیچے آتے ہیں ہوا میں مسلسل رگڑ کھانے کی وجہ سے ان کا حجم کم ہونا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض ریڈ سٹون زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی یا تو ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہیں یا زمین تک آتے آتے چھوٹے چھوٹے پتھروں اور کنکریوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے زمین خوفناک تباہیوں سے بچ جاتی ہے ۔ مگر بعض ریڈ سٹون اتنے بڑے ہوتے ہیں جو کشش ثقل میں داخل ہو کر اور ہوا میں مسلسل رگڑ کھانے کے باوجود اپنی ہئیت نہیں بدلتے اور جب وہ زمین پر آ کر گرتے ہیں تو زمین تھرا اٹھتی ہے اور اس علاقے میں خوفناک تباہی پھیل جاتی ہے ۔ ایسے ریڈ سٹونز کے لئے عالمی برادری نے متفقہ طور پر خلاؤں میں نظر رکھنے کے لئے بے شمار سیٹلائٹ بھیج رکھے ہیں جو زمین کی طرف آنے والے کسی بھی ریڈ سٹون کے بارے میں فوراً اطلاع دے دیتے ہیں ۔ سیٹلائٹ سے کاشنز ملتے ہی ایکریمیا اور دوسرے سپر پاورز ممالک کے ماہر فلکیات حرکت میں آ جاتے ہیں اور

وہ سپیشل ٹیلی سکوپس سے ان ریڈ سٹونز کو تلاش کرتے ہیں۔

پھر کمپیوٹرائزڈ مشینوں سے خلاؤں میں ہی ان ریڈ سٹون کی رفتار، اس کا حجم اور اس کی ہیئت دیکھی جاتی ہے۔ ماہر فلکیات کمپیوٹرائزڈ مشینوں سے اس بات کا پتہ لگاتے ہیں کہ ریڈ سٹون زمین تک آتے آتے کس حد تک اپنا حجم ختم کرے گا اور اسے زمین تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا اور یہ کہ اگر وہ ہوا میں تحلیل ہوئے بغیر زمین پر آکر گرتا ہے تو اس کے گرنے کا مقام کون سا ہو سکتا ہے۔ اگر عام نوعیت کے ریڈ سٹونز ہوں تو ان پر صرف نظر رکھی جاتی ہے لیکن اگر انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ریڈ سٹون ہوا میں تحلیل نہیں ہو گا اور وہ زمین پر گر کر تباہی کا موجب بن سکتا ہے تو وہ فوراً اس کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔

اس مقصد کے لئے انہوں نے خلاء میں جو سیٹلائٹ اور سپیس گن شپس چھوڑ رکھی ہیں وہ ان سے کام لیتے ہیں اور نیچے آنے والے ریڈ سٹون کو میزائل یا سپر ریڈ ریز فائر کر کے اسے خلاء میں ہی تباہ کر دیتے ہیں جس سے ریڈ سٹون کا زمین پر گر کر تباہی پھیلانے کا خطرہ ٹل جاتا ہے جبکہ بعض ریڈ سٹونز بے حد ٹھوس ہوتے ہیں اور ان کے گرد گیسوں کا اس قدر مجموعہ ہوتا ہے کہ خلاؤں میں موجود راڈار بھی ان کو ٹریس نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے ایسے ریڈ سٹونز کے گرنے کی خبریں بہت کم ملتی ہیں۔

آر ایس ٹو جس ریڈ سٹون کا نام ہے یہ بھی ایک ایسا ہی ریڈ

سٹون ہے جس کے گرد اس قدر گیسوں کا مجموعہ تھا کہ دنیا کا کوئی سیٹلائٹ کوئی راڈار اسے ٹریس نہیں کر سکا تھا۔ وہ اس قدر سخت اور ٹھوس تھا کہ تیزی سے زمین پر آتے ہوئے اور ہوا سے رگڑ کھانے کے باوجود وہ اپنی ہیئت نہیں بدلا تھا۔ اس میں پوٹاش کی آمیزش بھی تھی لیکن چونکہ اس کے گرد طاقتور گیسوں کا مجموعہ تھا اس لئے ہوا سے رگڑ کھاتے ہوئے بھی وہ راستے میں نہیں جلا تھا۔ وہ ریڈ سٹون دنیا کے تمام سیٹلائٹس اور راڈاروں کی نظروں میں آئے بغیر پاکیشیا کے شمالی علاقے میں آگرا اور زمین کی انتہائی گہرائی تک دھنستا چلا گیا۔

جس جگہ وہ ریڈ سٹون گرا تھا وہاں بے شمار پہاڑیاں تھیں جنہوں نے اس ریڈ سٹون کے گرنے کی طاقت کو روک دیا تھا۔ اگر وہ ریڈ سٹون کسی میدانی علاقے یا کسی اور جگہ گرتا تو وہاں ہر طرف خوفناک تباہی پھیل جاتی۔ بہرحال پہاڑیوں کی طاقت کی وجہ سے پاکیشیا اس بڑے اور طاقتور ریڈ سٹون کی تباہی سے بچ گیا تھا۔

جیسا کہ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ اس ریڈ سٹون کے گرد بے شمار گیسوں کا مجموعہ تھا جس کی وجہ سے اسے کوئی سیٹلائٹ چیک نہیں کر سکا تھا لیکن کافرستان کا ایک ماہر فلکیات ڈاکٹر پچکاک اپنی نئی ایجاد کردہ ٹیلی سکوپ جو عام ٹیلی سکوپس سے بڑی اور بے حد طاقتور تھی، سے خلاؤں میں کسی نئے سیارے کی تلاش پر کام کر رہا تھا تو اسے وہ ریڈ سٹون زمین پر آتا دکھائی دے گیا۔ ریڈ سٹون اس قدر نیچے آچکا تھا کہ ڈاکٹر پچکاک اس کے بارے میں کسی کو خبردار کرنے

کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اس نے اپنی جدید ٹیلی سکوپ سے اس ریڈ سٹون پر نظر رکھنا شروع کر دی اور اس نے جب اسے زمین پر گرتے دیکھا تو پریشان ہو گیا۔

اس کا خیال تھا کہ اتنا بڑا اور ٹھوس ریڈ سٹون جہاں گرا ہو گا وہاں ہر طرف بے پناہ اور خوفناک تباہی پھیل گئی ہو گی۔ اس نے ٹیلی سکوپ سے منسلک ریکارڈنگ سسٹم کو آن کیا اور کمپیوٹرائزڈ مشین سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ ریڈ سٹون کہاں اور کس علاقے میں گرا ہے اور اس کے گرنے کی وجہ سے اس علاقے کا کیا حشر ہوا ہو گا۔ کمپیوٹرائزڈ مشین سے اسے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ ریڈ سٹون پاکیشیا کے شمالی پہاڑی علاقے میں گرا ہے۔ کمپیوٹر کے اعداد و شمار کے مطابق جس جگہ ریڈ سٹون گرا تھا وہاں سینکڑوں میلوں تک کوئی انسانی آبادی نہیں تھی جس سے ڈاکٹر پچکاک کو اطمینان ہو گیا کہ اس ریڈ سٹون سے تباہی کا خطرہ ٹل گیا ہے۔

وہ اس ریڈ سٹون کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ آخر اس ریڈ سٹون میں ایسی کیا خوبی تھی کہ یہ ہوا میں تحلیل نہیں ہوا اور اسے زمین کی طرف آتے کیوں نہیں دیکھا گیا۔ سیٹلائٹس اور راڈاروں نے اگر اسے چیک کر لیا ہوتا تو اب تک سپر پاورز ممالک میں سے کسی کی سیٹلائٹ گن شپ اسے راستے میں ہی تباہ کر چکی ہوتی۔ اس نے ریڈ سٹون کے بارے میں خاموشی اختیار کر لی اور اپنے طور پر اور اپنے ذرائع سے پوری دنیا سے رپورٹ اکٹھی کرتا رہا کہ آیا کسی کو

اس ریڈ سٹون کے بارے میں معلوم ہوا ہے یا نہیں۔ اس کی رپورٹس کے مطابق واقعی اس ریڈ سٹون کو کسی نے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی اس کے بارے میں کسی کو خبر ہوئی تھی۔

ڈاکٹر پچکاک نے اس ریڈ سٹون کے بارے میں حکومت کو آگاہ کرنے کا سوچا۔ اس کا خیال تھا کہ اس ریڈ سٹون میں یقیناً بے پناہ اور ٹھوس دھاتیں موجود ہیں جس کی وجہ سے نہ وہ کسی کی نظروں میں آیا تھا اور نہ ہوا میں تحلیل ہوا تھا۔ بعض ریڈ سٹونز میں بے پناہ ہیرے بھی موجود ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر پچکاک کسی طرح اس ریڈ سٹون کا نمونہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر اس ریڈ سٹون میں ہیرے ہوئے تو وہ خفیہ طور طور پر اسے خود حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور اگر اس میں ہیرے موجود نہ ہوئے تو وہ اس کے بارے میں حکومت کو آگاہ کر دے گا۔ دنیا کی نظروں سے بچ کر گرنے والے ریڈ سٹون کو ٹریس کرنے کا سہرا اس کے سر جائے گا اور اس کا نام سرفہرست آ جائے گا۔

اب اس کے لئے پریشانی یہ تھی کہ وہ اس ریڈ سٹون کا نمونہ کیسے حاصل کرے۔ کافی سوچ بچار کے بعد اس نے اس راز میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر استھانا کو شریک کرنے کا فیصلہ کر لیا جو ماہر ارضیات تھا۔ اس نے جب ڈاکٹر استھانا کو اس ریڈ سٹون کی تفصیل بتائی تو ڈاکٹر استھانا کو بھی دلچسپی ہونے لگی۔ ڈاکٹر استھانا نے بھی ڈاکٹر پچکاک کو اس معاملے میں خاموش رہنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ وہ خود

پاکیشیا جائے گا اور اس ریڈ سٹون کا نمونہ حاصل کرے گا۔

چنانچہ ڈاکٹر استھانا اپنے ذرائع سے تیل تلاش کرنے والی ایک کمپنی کے ہمراہ پاکیشیا پہنچا اور پھر وہ ان سے علیحدہ ہو کر اس مقام پر پہنچ گیا جہاں ریڈ سٹون گرا تھا۔ ریڈ سٹون چونکہ زمین کی گہرائی میں چلا گیا تھا اس لئے ڈاکٹر استھانا نے اس علاقے کی مٹی لی اور واپس کافرستان پہنچ گیا۔ اس نے جب مٹی کا تجزیہ کیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس ریڈ سٹون میں ہیرے تو نہیں ہیں مگر اس میں اس قدر عجیب و غریب دھاتیں موجود ہیں جو کیمیائی اسلحے میں اگر استعمال کی جائیں تو اس سے کیمیائی اسلحے کی طاقت میں ہزاروں گنا اضافہ ہو سکتا ہے اور اس ریڈ سٹون سے اس قدر خوفناک اسلحہ تیار کیا جا سکتا ہے جو پوری دنیا کو تباہ کرنے کے لئے کام آ سکتا ہے۔

ڈاکٹر استھانا نے اس ریڈ سٹون کا کوڈ نام آر ایس ٹو رکھا اور اس نے اس ریڈ سٹون پر خود قبضہ کرنے کا پروگرام بنا لیا تاکہ وہ حکومت کافرستان سے اس ریڈ سٹون کے بدلے میں ہر طرح کی مراعات اور معاوضہ حاصل کر سکے۔ اس نے فوری طور پر خاموشی سے ریڈ سٹون کو پاکیشیا سے حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ اس سلسلے میں اس نے جرائم پیشہ افراد کے بارے میں انفارمیشن حاصل کیں۔ وہ چونکہ سرمایہ دار آدمی تھا اس لئے اس نے بڑی آسانی سے سائمن گروپ کو ہائر کر لیا اور سائمن گروپ کے چیف سائمن کو اس نے اپنا راز دار بنا لیا۔ یہاں اس نے سائمن پر ظاہر کیا تھا کہ ریڈ سٹون کے حصول

میں کافرستانی حکومت دلچسپی لے رہی ہے اور اسے حکومت کی ایماء پر پاکیشیا بھیجا جا رہا ہے تاکہ سائمن اس سے غداری نہ کر سکے۔

اس نے سائمن کو ریڈ سٹون کی حقیقت بتا کر بہت بڑی غلطی کی تھی۔ سائمن گروپ پاکیشیا میں پہنچ گیا اور اس نے ڈان کلب پر قبضہ کر کے اس آئل کمپنی تک بھی رسائی حاصل کر لی جو تام پور کے ارد گرد کے علاقوں میں تیل کی تلاش کا کام کر رہی تھی۔ سائمن نے تیل تلاش کرنے والوں کو بھاری رقمیں دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور آخر کار ریڈ سٹون تک پہنچ گیا۔ ریڈ سٹون کو ہیرے کی ٹپ سے کاٹا جا سکتا ہے۔ چنانچہ سائمن نے ریڈ سٹون کو ہیرے کی ٹپوں سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں کاٹنا شروع کر دیا اور چونکہ اسے ریڈ سٹون کی خطرناک حقیقت کا پتہ چل گیا تھا اس لئے اس نے زمین کی تہہ میں ہی ان ٹکڑوں کو مشینوں کے ذریعے شیشے کے بلاکس میں فکس کرانا شروع کر دیا تھا۔

پھر سائمن نے ڈاکٹر استھانا کے حکم سے پاکیشیا اور کافرستان کے اسمگلروں کا نیٹ ورک قائم کیا اور اس طرح مختلف مقامات سے ان ریڈ سٹونز کو پاکیشیا سے کافرستان اسمگل کیا جانے لگا۔ کافرستانی اسمگلر ان ریڈ سٹونز کو خاموشی سے ڈاکٹر استھانا تک پہنچا رہے تھے جبکہ سائمن کو یہ علم تھا کہ اس کے بھیجے ہوئے ریڈ سٹونز اسمگلروں کے ذریعے کافرستانی حکومت وصول کر رہی ہے۔ یہ سلسلہ کافی عرصے سے جاری تھا۔ پھر جب تیل تلاش کرنے والی کمپنی پر پاکیشیا کی

سردے ٹیم نے دباؤ ڈالنا شروع کیا اور انہیں اصل اور مفصل رپورٹ دینے کو کہا تو سائمن نے فوراً ڈاکٹر استھانا سے بات کی۔

ڈاکٹر استھانا نے اسے بے فکر رہنے کو کہا اور اسے بتایا کہ حکومت اس کی مدد کے لئے جلد ہی ایک سینڈیکیٹ بھیج رہی ہے اور وہ خود ہی اس سردے ٹیم سے نپٹ لے گی۔ پھر ڈاکٹر استھانا نے کافرستان کے گولڈن پرل نامی سینڈیکیٹ کو ہائر کیا جس کا سربراہ گروپرساد تھا۔ اس نے گروپرساد کو بھی جھانسا دیا کہ وہ سرکاری حیثیت سے پاکیشیا جائے گا اور وہ سائمن گروپ کی نہ صرف ہر طرح سے مدد کرے گا بلکہ پاکیشیا سے جلد سے جلد ریڈ سٹون نکال کر کافرستان پہنچائے گا تو اسے اور اس کے سینڈیکیٹ کو نہ صرف سرکاری ایجنسی میں تبدیل کر دیا جائے گا بلکہ اس کے کارنامے کو سراہا جائے گا۔ گروپرساد ڈاکٹر استھانا کے کہنے پر پاکیشیا پہنچ گیا۔ ریڈ سٹون کے بارے میں اسے کچھ ڈاکٹر استھانا نے بتایا تھا باقی معلومات اس نے سائمن سے حاصل کیں۔

جب اس پر ریڈ سٹون کی اصل حقیقت آشکار ہوئی تو اس کے دل میں لالچ آ گیا کہ اگر وہ ریڈ سٹون خود حاصل کر لے تو وہ اسے عالمی منڈی میں فروخت کر کے دنیا کا امیر ترین انسان بن سکتا ہے۔ اس کا یہ لالچ زور پکڑ گیا اور اس نے ریڈ سٹون خود ہتھیانے کا حتمی فیصلہ کر لیا۔ اس نے سائمن گروپ کا خاتمہ کیا اور پھر وہ اس علاقے پر قابض ہو گیا جہاں سے ریڈ سٹون نکالا جا رہا تھا۔ اس نے اپنی دست راست

مایا نامی لڑکی کو واپس کافرستان بھجوایا تاکہ جیسے بھی ممکن ہو وہ کافرستان میں پہنچے ہوئے تمام ریڈ سٹونز کے بلاکس واپس لے آئے۔

مایا کافرستان پہنچ گئی۔ اس نے وہاں سے معلومات اکٹھی کیں تو اسے معلوم ہو گیا کہ ریڈ سٹون ڈاکٹر استھانا کے قبضے میں ہے اور اس کے بارے میں حکومت قطعی طور پر لاعلم ہے اس لئے اس نے ڈاکٹر استھانا کو خاموشی سے قتل کر دیا اور ریڈ سٹون قبضہ کر لیا جبکہ آپ مسلسل گروپرساد اور اس کی دست راست ما کی تلاش میں تھے۔ گروپرساد نے ریڈ سٹون فروخت کرنے کے سلسلے میں ایکریمیا کے ایک سینڈیکیٹ سے رابطہ کیا جس کا سربراہ میکلم اس کا پرانا دوست تھا۔ اس نے میکلم کو ریڈ سٹون کا سیمپل بھی دے دیا تھا تاکہ وہ اس کی حقیقت سے صحیح طور پر آشنا ہو سکے اور اس کے مطلب کی رقم اسے دلا سکے۔

ادھر عمران کو ٹائیگر نے اطلاعات دیں کہ پیراڈائز کلب میں کافی دنوں سے خفیہ چکر چل رہا ہے۔ وہاں کچھ افراد مسلسل آ جا رہے ہیں جو بریف کیس لاتے ہیں اور پھر مینجر سے مل کر بدلے ہوئے بریف کیس لے جاتے ہیں۔ ٹائیگر کو ان بریف کیسوں کی تبدیلی کی دوسری جگہوں سے بھی اطلاعات ملی تھیں۔ عمران نے سلیمان کو پیراڈائز کلب میں جانے اور مینجر تک رسائی حاصل کرنے کا حکم دیا تو سلیمان غلطی سے پیراڈائز کلب کی بجائے پیراڈائز ہوٹل پہنچ گیا۔ اس نے ایک کمرے میں گروپرساد اور گولڈن پرل کی باتیں سنیں جس

سے اسے آر ایس ٹو کا بھی پتہ چلا۔ اس نے عمران کو اس حقیقت سے آگاہ کیا اور سلیمان سے آر ایس ٹو کا ٹکڑا لے کر مجھے پہنچا دیا۔

میں نے آر ایس ٹو پر ریسرچ کی تو مجھے معلوم ہوا کہ آر ایس ٹو ہمارے لئے اور ہمارے ملک کے لئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ میں نے یہ معلوم کرنے کی کوشش شروع کر دیں کہ آر ایس ٹو کہاں ہے اور اسے کن ذرائع سے پاکیشیا سے نکال کر کافرستان اسمگل کیا جا رہا ہے۔ گروپرساد ہمارے سامنے آ چکا تھا۔ میں نے آپ کو اس کی تلاش پر لگا دیا۔ آپ گروپرساد تک پہنچ گئے تھے مگر وہ آپ کے ہاتھوں سے نکل گیا۔ بہرحال میں نے پاکیشیا کی نئی ایجاد شدہ ٹرانسمیٹر وائس کیچر مشین کے ذریعے گروپرساد اور ایکریمیا میں ہارڈ سکائی سینڈیکیٹ کی باتیں سنیں تو میں نے اس کام کے لئے عمران کو آگے کر دیا۔

ادھر خاور کے ساتھ عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ وہ گروپرساد کی تلاش میں ایئرپورٹ کی طرف سے واپس آ رہا تھا کہ اسے راستے میں ایک کار نظر آئی جس کا ایکسیڈنٹ ہو چکا تھا اور کار میں آگ لگی ہوئی تھی۔ خاور نے انسانی ہمدردی کی خاطر اپنی کار روکی اور جلتی ہوئی کار کے پاس چلا گیا۔ کار میں ایک نوجوان موجود تھا جسے خاور نے احتیاط سے باہر نکال لیا اور اسے جلتی ہوئی کار سے دور لا کر اس کے زخموں کی مرہم پٹی کی اور اسے اپنی کار میں ڈال کر کسی نزدیکی ہسپتال میں لے جانے لگا تو اس زخمی کو راستے میں ہی ہوش آ گیا۔ اس کی کار کا

جب ایکسیڈنٹ ہوا تو اس کے سر پر گہری چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے اس کا دماغ الٹ گیا تھا اور اس کے شعور پر لاشعور حاوی ہو گیا تھا۔

اس چوٹ کی وجہ سے اس کی چھٹی حس بھی بیدار ہو گئی تھی۔ اس نے نہ صرف خاور کو پہچان لیا بلکہ اس نے خاور کو یہ بھی بتا دیا کہ وہ سیکرٹ سروس میں کام کرتا ہے۔ پھر وہ لاشعوری طور پر خاور کو ریڈ سٹون، اس مقام اور گروپرساد کے بارے میں تفصیل بتاتا چلا گیا۔ اس شخص کا نام ناتھن تھا۔ وہ بھی کافرستانی ایجنٹ تھا جو سائنس گروپ میں کام کرتا تھا۔ اس کے جسم میں ایک عجیب و غریب ڈیوائس لگی ہوئی تھی جو خوفناک تشدد یا سپیشل کوڈ یا پھر دل کی دھڑکن رکنے سے پھٹ سکتی تھی۔

اس نے خاور کو اس چپ کے بارے میں بتا دیا اور خاور کو فوراً کار سے نکل جانے کو کہا۔ خاور کار سے نکلا ہی تھا کہ اس کے جسم میں موجود چپ خوفناک دھماکے سے پھٹ گئی۔ اس خوفناک دھماکے کے پریشر سے خاور سڑک سے اچھل کر درخت سے ٹکرایا اور زخمی ہو گیا۔ اس نے زخمی حالت میں عمران کو کال کی مگر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ صرف ڈان کلب کہہ کر بے ہوش ہو گیا۔ عمران چونکہ آر ایس ٹو کے سلسلے میں الجھا ہوا تھا اس لئے وقتی طور پر اس کے ذہن سے ڈان کلب کا نام نکل گیا۔ اس نے خاور کی مدد کے لئے ٹائیگر کو بھیج دیا جس نے خاور کو شدید زخمی حالت میں فاروقی ہسپتال پہنچا

دیا۔

آپ جن حالات سے گزر کر آئے ہیں میں اس کا ذکر نہیں کروں گا البتہ آپ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ عمران نے گرو پرساد تک پہنچنے کے لئے کیا اقدام کئے تھے۔ میں نے جب گرو پرساد اور ایکریمیا کے میکلم کی باتیں سنیں تو میں نے میکلم کے ایک ساتھی ایلن مارٹ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ وائس کالز سے مجھے اس بات کا بھی علم ہو گیا تھا کہ ریڈ سٹون کے لئے میکلم کے دل میں بھی فتور آ گیا تھا۔ وہ گرو پرساد سے ریڈ سٹون حاصل کر کے خود ایکریمیا لے جانا چاہتا تھا جس کے لئے وہ پاکیشیا میں موجود ایک بڑے اسمگلر ایلن مارٹ سے مسلسل رابطہ رکھ رہا تھا۔

میں نے عمران کو ایلن مارٹ تک پہنچنے اور اس پر نظر رکھنے کو کہا لیکن پھر اچانک خاور کو ہوش آ گیا اور اس نے عمران کو بلا کر ناتھن کے بارے میں ساری تفصیلات بتا دیں۔ عمران نے فوراً ناتھن کا میک اپ کیا اور ہوٹل پہنچ گیا۔ اس نے ناتھن کی بتائی ہوئی فریکونسی پر گرو پرساد سے رابطہ کیا تو گرو پرساد نے فوراً اپنے نمبر ٹو میور کو اس کے پاس بھیج دیا۔ میور ناتھن سے ان اسمگلروں کے نام و پتے لینے آیا تھا جن کے ذریعے ریڈ سٹون کے بلاکس کی پاکیشیا سے کافرستان اسمگلنگ کرائی جا رہی تھی۔ میور نے عمران سے تفصیلات حاصل کر کے فائرنگ کر کے اسے ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر عمران سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر کے اس کی فائرنگ سے بچ گیا۔

پھر عمران نے میور کو گرفت میں لیا اور اس سے اس کے اور گرو پرساد کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لیں اس کام کے لئے عمران نے میور کو ایک خاص قسم کا انجکشن لگا دیا تھا جس سے میور نے اسے ہر بات بتا دی تھی۔ چنانچہ عمران میور بن کر فوراً تام پور کے مین سپاٹ پر پہنچ گیا۔

وہاں جا کر عمران کو علم ہوا کہ گرو پرساد ریڈ سٹون کے بلاکس اپنے ساتھیوں کے ذریعے خفیہ مقامات پر منتقل کر رہا ہے۔ عمران اس جستجو میں تھا کہ کسی طرح اسے ان خفیہ مقامات کا پتہ چل جائے جہاں بلاکس پہنچائے گئے ہیں۔ اس نے خفیہ راستوں سے سلیمان، ٹائیگر، جوانا اور جوزف کو بھی تام پور کی طرف بھیج دیا تھا۔ تام پور کے علاقے میں گرو پرساد نے ریڈ ڈاک آن کر رکھی تھی جس کی وجہ سے وہ گرو پرساد کی نظروں میں آ گئے۔ گرو پرساد نے ان پر بے ہوشی کا بم پھینک دیا اور انہیں وہاں سے لانے کے لئے میور کو بھیج دیا۔ میور جو کہ عمران تھا اس نے انہیں ہوش دلایا اور انہیں ہدایات دیں کہ وہ وہیں چھپے رہیں۔ جب وہ انہیں ریڈ کاشن دے تو وہ ان افراد پر پوری طاقت سے حملہ کر دیں۔ ادھر میرے حکم سے آپ سب بھی دوسرے راستے سے مین سپاٹ پر پہنچ گئے۔ آپ بھی ریڈ ڈاک کی وجہ سے گرو پرساد کی نظروں میں آ گئے تھے۔ یہاں بھی عمران نے آپ کی مدد کی اور آپ سب کو ہوش دلا کر وہی ہدایات دیں جو سلیمان، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو اس نے دی تھیں۔

عمران میور بن کر گروپرساد کے بہت قریب آچکا تھا۔ اس نے باتوں باتوں میں گروپرساد کے ساتھ ایسا چکر چلایا کہ گروپرساد نے اسے خود ہی بتا دیا کہ اس نے ریڈ سٹون کے جن بلاکس کو مختلف مقامات تک پہنچایا ہے اس میں اس نے سرچ ڈیوائس رکھ دی ہے جن کا رسیور اس کے پاس ہے۔ اگر اس کے ساتھی اس سے غداری کرتے ہیں اور بلاکس کے کسی اور جگہ لے جانے کی کوشش کرتے تو اس رسیور کے ذریعے وہ آسانی سے ان تک پہنچ سکتا تھا۔ عمران کے لئے اس رسیور کی اہمیت بڑھ گئی تھی۔

اس نے ریڈ کاشن دے کر آپ کو مین سپاٹ پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود گروپرساد کے سامنے اوپن ہو گیا۔ اس نے گروپرساد سے جبری رسیور حاصل کیا۔ آپ نے گروپرساد کے تمام ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد میرے حکم پر آپ نے اور عمران نے ان مقامات پر جا کر گروپرساد کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا اور ان سے تمام بلاکس واپس حاصل کر لئے جو اب پاکیشیا کی ملکیت ہیں اور محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔ گروپرساد پر شدید تشدد کر کے اس سے مایا کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں اور پھر اس کی نشاندہی پر نہ صرف مایا کو گرفتار کر لیا گیا بلکہ وہ جو بلاکس کافرستان سے واپس لائی تھی وہ سب بھی حاصل کر لئے گئے ہیں"۔ ایکسٹو نے مسلسل بولتے ہوئے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" چیف۔ آپ نے بتایا تھا کہ میکلم بھی اپنے گروپ کو لے کر

پاکیشیا پہنچ رہا ہے۔ اس کا کیا ہوا"۔ ایکسٹو کے خاموش ہونے پر جولیا نے کہا۔

" میں نے میکلم کی مزید کالز کیچ کی تھیں۔ میکلم ہی اصل میں وہ لارڈ ہے جو گروپرساد سے ریڈ سٹون حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے خود یہاں آنے کی بجائے گروپرساد کو اونے پونے داموں ریڈ سٹون فروخت کرنے کو کہا تو گروپرساد فوراً مان گیا اس لئے میکلم نے یہاں آنے کا پروگرام کینسل کرتے ہوئے گروپرساد سے ریڈ سٹون کا سودا طے کر لیا تھا۔ اس کی ایک شپنگ کمپنی یہاں کام کرتی ہے جو گلوسٹر شپنگ کمپنی ہے۔ ایلن مارٹ اسی شپنگ کمپنی کا انچارج ہے۔ میکلم نے اسی سپنگ کمپنی کے جہازوں سے ریڈ سٹون خفیہ طور پر ایکریمیا پہنچانے کو کہا تھا۔ میں نے اس کے خلاف بھی ایکشن لیا تھا۔ ایلن مارٹ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے اور منشیات کی اسمگلنگ کے ایکٹ میں گلوسٹر شپنگ کمپنی کو بھی بند کر دیا گیا ہے"۔ ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ باس۔ میور کا کیا ہوا"۔ جولیا نے پوچھا۔

اسے بھی گروپرساد کی طرح حراست میں لے لیا گیا ہے"۔ ایکسٹو نے کہا اور پھر اسی طرح وہ سب باری باری چیف سے سوال کرتے رہے جس کا چیف انہیں جواب دیتا رہا۔ اس طرح سارے مشن کی تفصیلات انہیں معلوم ہو گئیں اور ان کے ذہن صاف ہو گئے تھے۔ کیس کی تفصیلات بتا کر چیف نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہاں عمران صاحب۔ اب آپ کی باری ہے"۔ صفدر نے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر بند ہونے پر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اس وقت تک بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"مم۔ میری باری۔ کیسی باری"۔ عمران نے جان بوجھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے ہمارے ذہنوں میں کچھ سوالات باقی ہیں جن کا جواب آپ ہی دے سکتے ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوچ لو اگر میں نے صاف صاف جواب دے دیا تو تنویر کی بہن کا کیا ہو گا"۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے جبکہ جولیا اور تنویر کے منہ بن گئے تھے۔

"تمہیں فضولیات بکنے کے سوا کچھ اور بھی آتا ہے"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے تمہارے لئے ٹھنڈی آہیں بھرنا آتا ہے"۔ عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"سیدھی طرح ہمارے سوالوں کے جواب دیتے ہو یا نہیں"۔ جولیا نے اسے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ایک بار اپنے بھائی سے ہاں کرا لو پھر جو پوچھو گی بتا دوں گا"۔ عمران نے کہا تو تنویر کا بگڑا ہوا چہرہ مزید بگڑ گیا۔

"شٹ اپ۔ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"صفدر یہ تمہیں کہہ رہا ہے"۔ عمران نے کہا تو سارے ساتھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ پھر عمران جولیا کے اصرار پر سنجیدہ ہو گیا اور اس نے بڑی شرافت سے ان کے سوالوں کے جواب دینے شروع کر دیئے جو اس کیس سے متعلق تھے۔

ختم شد